معجزہ، کشف و کرامات کے اختیاری و غیر اختیاری
ہونے پر پشاور کی سرزمین پر تاریخی و یادگار علمی مناظرہ بنام

کیا معجزہ و کرامات اختیاری ہیں؟
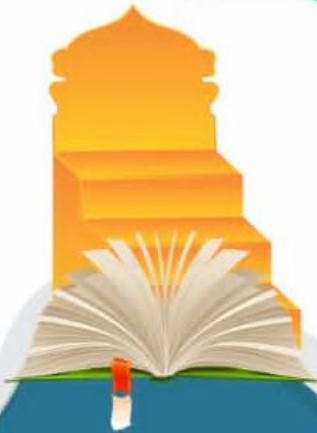
مرتب و مترجم

تفصیلی، تحقیقی مقدمہ و ترجمہ

حضرت مولانا **ساجد خان صاحب** نقشبندی مدظلہ العالی

باہتمام

ترجمان علماء دیوبند
سلطان المناظرین حضرت مولانا **مفتی محمد ندیم** المحمودی حفظہ اللہ
نوجوانان احناف دیوبند

معجزہ، کشف وکرامات کے اختیاری
وغیراختیاری ہونے پرتاریخی یادگارعلمی مجلس بنام

کیامعجزہ وکرامات اختیاری ھیں؟

مرتّب

حضرت مولاناساجدخان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی ومدرس دارالعلوم مدنیہ کراچی ودارالعلوم رحمانیہ کراچی
امام وخطیب نعمانی مسجدنیوکراچی

باھتمام

سلطان المناظرین حضرت مولانامفتی ندیم محمودی

نوجوانان احناف دیوبند

کتاب کی تفصیلات

کتاب کا نام : کیا معجزہ وکرامات اختیاری ہیں؟
مرتب : مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ
صفحات : ۴۱۶
طباعت کا سن : طبع اول (ربیع الآخر سنہ ۱۴۴۴ھ)
قیمت :
کمپیوٹر ورک : مولانا عبداللہ رحمانی (پونہ) الہند
ناشر : جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

☆ ملنے کے پتے ☆

مکتبہ عزیزیہ سلام مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی
(+92 03052140052)
مولانا عبدالرحمن عابد صاحب پشاور
(+92 03333300274)

انتساب

میں اس کتاب کاانتساب حضرت پیر صاحب مبارک کی طرف کرتا ہوں جنہوں نے مناظرے میں پیش کیے جانے والے دلائل پر غور وفکر کیااور پھر دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حق گوئی کا ثبوت دیکر بغیر کسی لومۃ لائم کے خوف کے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرکے اس مسئلہ کو ہمیشہ کیلئے دفن کر دیا۔ میری اس کتاب میں جہاں بھی ان کے متعلق کوئی سخت لفظ آیا ہے تو یہ اس وقت پر محمول ہے جب وہ علمائے دیوبند کے مقابل کھڑے تھے اب ان کے رجوع کے بعد ان الفاظ کو کالعدم تصور کیا جائے اور مجھے یہ اعلان کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کہ ہم پیر صاحب محترم کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے!!!!

مرتب کتاب کی دیگر چند اہم کتب

حضرت شیخ محترم کے قلم کو اللہ پاک نے اس دور میں اہل بدعت کے رد میں گویا منتخب کرلیا ہے۔آپ امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس دور میں سب سے زیادہ اہل بدعت کے خلاف لکھنے والے سنی عالم دین ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم میں ایسی عجیب برکت رکھی ہے کہ بعض کتب آپ نے صرف تین دن میں تصنیف فرمائی ہیں۔یہ کتاب بھی آپ نے محض تین ہفتوں میں مکمل کی جس کے ساتھ آپ دو مدارس میں ۸ گھنٹے تدریس میں دیتے رہے روز کے معمولات اس کے علاوہ ہیں۔ایسے ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا اور تحقیق کے ایسے دریا بہائے کہ اس سے پہلے اس کی طرف کسی کا قلم اس طرح متوجہ نہ ہوا۔چند اہم کتب کا تعارف درج ذیل ہے۔

(۱): **دفاع اہل السنۃ والجماعۃ:** یہ کتاب آپ کی پہچان بنی اکابر علمائے دیوبند پر ۳۷۵ کے قریب اعتراضات کے جوابات دئے گئے ہیں ملک و بیرون ملک زبردست پذیرائی حاصل ہوئی کئی بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنی تیسری جلد بھی کمپوز ہو چکی ہے اور ان شاءاللہ جلد ہی منصہ شہود پر جلوہ گر ہوگی۔

(۲): **نواب احمد رضا خان حیات خدمات وکارنامے:** حضرت مولانا صاحب کا ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔پچھلے سو سالوں میں اہل بدعت کی طرف سے بانی فرقہ جناب خان صاحب بریلوی کے متعلق جتنے تاریخی جھوٹ بولے گئے تھے انہیں عبقری الشرق ثابت کرنے کیلئے جو افسانے گھڑے گئے تھے حضرت نے اپنے مخصوص تحقیقی ذوق کو سامنے رکھ کر سب کے تار پور بکھیر کر رکھ دئے۔خان صاحب کے سائنسی، فقہی، تصنیفی، تفسیری، تحریکی وسیاسی خدمات کا زبردست محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ایسے حقائق سے مزین کتاب ہے جن کا انکشاف خود اہل بدعت مصنفین کے سامنے پہلی دفعہ ہوا ہوگا۔پاک و ہند سے شائع ہو کر اہل علم سے داد وصول کر چکی ہے۔

(ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

اعلان واجب البیان

اپنی تدریسی ، مسلکی و تصنیفی اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے کتب پر بالاستیعاب نظر ثانی و تصحیح کا موقع نہیں ملتا اس لئے کتب میں اغلاط کا در آنا عین ممکن ہے ایسی غلطیوں پر احباب ضرور آگاہ فرمایا کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی تصحیح کی جاسکے!! (ساجد)

تقریظ

مناظر اسلام فاتح فرق باطلہ ثانی اوکاڑوی حضرت مولانا مفتی
ندیم صاحب محمودی مدظلہ العالی

الحمدللہ و کفی ص سلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اما بعد!

معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کا فعل ہے یا نہیں؟۔

معجزہ اور کرامت کے صدور (یعنی صادر کرنے میں) نبی و ولی کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں؟؟

ان دو مسائل میں اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کا موقف ونظریہ اور اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ وکرامت اللہ کا فعل ہے اور نبی وولی کو معجزہ وکرامت کے صدور میں کسی قسم کی قدرت،اختیار،کسب حاصل نہیں۔یہ صرف اللہ کا اختیار ہے۔

جبکہ اس کے بالمقابل اہل بدعت جماعت بریلویہ کا عقیدہ ہے کہ معجزہ وکرامت دونوں نبی وولی کی قدرت،اختیار وکسب سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ ان کے دیگر افعال اختیاریہ ہیں۔

اب بعض لوگوں نے اس میں ایک بالکل نیا نظریہ گھڑا کہ معجزہ تو نبی کے اختیار میں نہیں ہاں بعض کرامات ولی کے اختیار میں ہوسکتی ہیں۔چنانچہ اس حوالے سے ان لوگوں کے ساتھ ۲۵ اپریل ۲۰۲۲ء سنہ کو پشاور میں ہمارا ایک یادگار مناظرہ ہوا۔

مناظرہ کی ابتدا میں جانب مخالف کے پیر صاحب نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ مناظرہ رات بارہ (۱۲) بجے تک جاری رہے گا۔وقت کی زیادتی کی وجہ سے ابتداء مناظرہ میں ہم نے بھی تفصیل کے ساتھ اپنا موقف اور اکابر علمائے دیوبند کی قریبا اپنے ساتھ لائی ہوئی تمام کتب کو پیش کرنا مناسب سمجھا اور ہمارا ایک معتد بہ وقت اسی میں صرف ہوا۔

لیکن جب ہم نے فریق مخالف کی سب سے بڑی دلیل باختیارھم پر متکلمین واکابر علمائے دیوبند ہی سے ۱۲ جوابات عرض کئے اور ساتھ ہی اپنے موقف پر قرآن سے دلائل کا آغاز کیا تو پیر صاحب کے تیور یکسر بدل گئے اور تھکاوٹ کا عذر کر کے اچانک ہمیں کہا کہ میں نو (۹) بجے سے زیادہ مناظرہ نہیں کروں گا۔اس تازہ صورتحال کے بعد ہم نے دلائل پیش کرنے میں انتہائی تیزی سے کام لیا کئی ضمنی مباحث وحوالہ جات کو ترک کر دیا،اورصرف الاھم فالاھم کو پیش نظر رکھا۔مگر افسوس اس کے باوجود بھی اپنے موقف پر متکلمین کی چالیس (۴۰) کے قریب عبارات پیش نہ کرسکے۔ابھی چند ہی عبارات شروع کی تھیں کہ مناظرے کا وقت ختم ہوگیااور ہماری بار بار گذارش کے بعد بھی یہ عجیب وغریب جواب دیا گیا کہ متکلمین تو کیا سینکڑوں عبارات بھی پیش کردو میں آپ کا موقف ماننے کو تیار نہیں اور نہ مزید بات کرنے کو تیار ہوں۔

جس کی وجہ سے کئی اہم امور دھرے کے دھرے رہ گئے اگر ابتداء مناظرہ ہی میں ہمیں اس سے آگاہ کر دیا جاتا تو ہم اسی ترتیب سے دلائل کو رکھتے اور اختصار سے کام لیتے لیکن افسوس!!!

بہرحال جو بھی صورتحال تھی وہ ویڈیو کی صورت میں سب نے دیکھ لی ہوگی ان شاءاللہ۔ مناظرہ کے بعد کئی علماء ومشائخ (جن میں میرے اساتذہ بھی شامل ہیں) کی طرف سے یہ تقاضہ بلکہ مطالبہ سامنے آیا کہ جلد از جلد اس مناظرہ کو تحریری صورت میں مرتب وقلم بند کیا جائے۔اس موقع پر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ محقق العصر، مدافع اہل حق، ترجمان علمائے دیوبند، مصنف کتب کثیرہ، شمشیر بے نیام برادر مکرم حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی صاحب مدظلہ العالی سے عرض کروں کہ یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔

الحمدللہ کہ میرے اظہار سے پہلے ہی علامہ صاحب نے بذریعہ واٹس اپ یہ خوشخبری سنائی کہ ان کا ارادہ اس مناظرہ کو مرتب کرنے کا ہے۔

یقیناً پشتو مناظرہ کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالنا،اس پر جاندار مقدمہ اور جا بجا مفید حواشی علامہ صاحب ہی کا طرہ امتیاز ہے جس نے اس مناظرہ کو مزید چار چاند لگا دئے۔

دن میں آٹھ(۸)گھنٹوں کی تدریس، خطابت وامامت کی ذمہ داریاں اور دیگرعلمی مصروفیات کے باوجود محض دو دو ہفتوں میں روئیداد کامسودہ مجھے ارسال کردیا جس کابندہ نے تفصیل سے مطالعہ کیااور حضرت علامہ کیلئے دل سے دعائیں نکلیں۔

حضرت علامہ کے جاندار و محققانہ مقدمہ،جابجادلائل کے انبار،علم کلام کی نایاب کتب کے حوالہ جات کی بھرمار کے بعد یہ اردو زبان میں اہل حق کی طرف سے اس موضوع پر سب سے تفصیلی کتاب ودستاویز کااعزاز حاصل کرچکی ہے۔

میں اس موقع پرعلامہ صاحب جو ہر وقت درس وتدریس،تصنیف وتالیف،بیانات میں مصروف رہتے ہیں اس سب کے باوجود اپنا قیمتی وقت اس کام کیلئے فارغ کرکے یہ قیمتی وتحقیقی دستاویز تیار کی پر مبارک باد دیتا ہوں۔اس عظیم کاوش پر ان شاءاللہ تاقیامت اہل حق حضرت علامہ صاحب کےممنون مشکور رہیں گے۔

اللہ کرے کہ علامہ صاحب کی طرح میدان تحقیق وتصنیف کے ایک دوشہسوار اور سامنے آئیں اور ہمارے مناظرے جن کی تعداد اب سو(۱۰۰) سے قریبا متجاوز کرچکی ہے اسے بھی قلمبند کرکے اہل حق کی دعاؤں کا مستحق بنے۔

بہرحال اللہ تعالی علامہ صاحب کی اس کاوش کواپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور مجھ سمیت علامہ صاحب اور ہمارے والدین،اساتذہ عزیز واقارب کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین

۲۷ ستمبر ۲۰۲۲(منگل)

تصدیق نامہ

فاتح سیفیت ثالث و منتظمِ مناظرہ حضرت مولانا مفتی

غلام فرید صاحب حقانی مدظلہ العالی

رئیس دارالافتاء والقضاء پشاور

مناظرہ کرامات اولیاء اختیاری ہیں یا غیر اختیاری ہیں میں بندہ اول تا آخر موجود تھا۔ جو روئیداد مناظر اسلام حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب مدظلہ العالی نے مرتب کی ہے میں اس کی مکمل تصدیق کرتا ہوں اور یہ من وعن درست ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے مناظرین اور محققین کا موصوف سے تحقیقی میدان میں استفادہ ناگزیر ہے۔ اللہ تعالی نے موصوف کو امت کے پیش آمدہ مسائل میں نبض شناسی اور مسلک دیوبند کو افراط وتفریط سے پاک رکھنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالی مولانا صاحب کی خدمات کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

(۲۸ ستمبر ۲۰۲۲ بروز بدھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مناظرہ کا پس منظر

قارئین کرام! اہل حق میں اختلاف ہو جانا کوئی انوکھی بات نہیں احناف،شوافع، حنابلہ، مالکیہ میں سینکڑوں مسائل مابہ النزاع ہیں،اسی طرح تحریک پاکستان میں خود اکابر دیوبند کا اختلاف کسی سے ڈھکا چھپا نہیں،لیکن جب یہ اختلاف اختلاف کی حد اور علماء کی مجلس سے نکل کر ذاتی عناد،بغض،حصول شہرت اور حب جاہ کا ذریعہ بن جائے تو یقیناً یہ امت میں نہ صرف ایک بہت بڑے فتنے وفساد کا سبب بنتا ہے بلکہ امت میں تقسیم در تقسیم کا شاخسانہ بن کر امت کے اتحاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا ہے۔وہ قوت جس کو ملتِ کفر کے مقابل میں یک جان و یک قلب ہونا چاہیئے تھا اب آپس میں ایک دوسرے کے گریبان نوچ رہے ہوتے ہیں جس پر ہر صاحب دل کا دل کڑھتا ہے۔

پشتون پٹی میں رہنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ وہاں باطل کے ساتھ مناظرہ کے میدان میں علمی دلائل کی روشنی میں اپنا موقف ثابت کرنے میں سلطان المناظرین حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب کا کوئی ثانی نہیں۔بلاشبہ وہ اس دور کے اوکاڑوی اور چاندپوری ہیں۔کم عمری میں ۱۰۰ سے زائد مناظرے اور بلندی کے عوج ثریا پر پہنچنا جہاں محبین کیلئے تسکین قلوب اور تبرید النواظر کا سبب بنا وہاں بعض ہم عصروں کی نظروں میں یہ امر کھٹکنے لگا،کیونکہ اس سے پہلے میدان مناظرہ میں انہوں نے ہم مسلک لوگوں کے دلوں میں یہ راسخ کیا ہوا تھا کہ اس میدان میں ہمارا ثانی کوئی نہیں، ہم ہی مسلک کے اصل نمائندے ہیں۔لیکن حضرت مفتی صاحب کی عوام وخاص میں مقبولیت نے انہیں اس میدان میں قصہ پارینہ بنا دیا۔

اب ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ اللہ کی اس تقسیم پر راضی ہوتے لیکن

فان تغضبوا من قسمة الله حظكم
فلله اذ لم يرضكم كان ابصرا

(اگرتم اللہ کی تقسیم سے اپنے حصہ پر راضی نہیں ہوتو اللہ تعالیٰ تم کو خوب جانتے ہیں اس لئے تمہیں خوش نہیں کیا۔)

جب آپ بڑے ہیں اور ہم چھوٹے ہیں تو بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے ہم چھوٹوں پر دست شفقت رکھتے۔ہماری حوصلہ افزائی کرتے۔مگر برا ہو حسد کا جس نے بڑوں بڑوں کو اپنے دام تزویر میں جکڑ کر بے دست و پا کر دیا۔بقول عمر عینی

بغض اور حسد سے دل کو خالی رکھئے
اپنے کردار کو مثالی رکھئے
جو داد کے قابل ہو اسے داد دیجئے
دشمن ہی سہی ظرف تو عالی رکھئے

چنانچہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے ایک کاغذی تنظیم مناظرہ کیلئے بنائی گئی کہ جس نے بھی مناظرہ کروانا ہو وہ ہم سے رابطہ کرے۔مگر اس تنظیم کی حیثیت خود اپنے علاقے میں گفتن، نشستن و برخاستن سے زائد نہ تھی۔ چنانچہ اس تنظیم کے زیر اہتمام ایک بچے جو درجہ رابعہ میں بمشکل ''بتقدیر مقبول'' کامیاب ہوا کو پورے مسلک کا نمائندہ بنا کر اشاعت التوحید والسنہ کے سامنے بٹھادیا گیا۔اس مناظرے میں دونوں طرف سے جو کرتوت ہوئے اس پر ہر سنجیدہ آدمی کا سر شرمسار تھا۔چنانچہ بندے نے اس حوالے سے حضرت پیر صاحب سے رابطہ کا فیصلہ کیا اور انہیں اس کے اثرات بد سے آگاہ کیا۔پیر صاحب نے اول کہا کہ یہ مناظرہ میرے مشورے سے نہیں ہوا میں نے بچے کو ڈانٹا بھی ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا کہ آپ کی فیس بک آئی ڈی سے مناظرہ کی حمایت میں منشور شائع ہوا ہے تو کہا میں نے ڈیلیٹ کر دی ہے وہ میرے ڈرائیور نور خان نے کی تھی جس پر میں نے اسے سخت تنبیہ بلکہ چپت بھی رسید کی ہے آئندہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ بہر حال بندے نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مستقبل کے ایک بڑے فتنے سے اللہ نے بچالیا۔مگر اچانک اگلے دن پیر صاحب نے اسی بچے کی حمایت میں ایک عدد

ویڈیو بیان ریکارڈ کروادیااور یہ تک کہہ دیا کہ اس نے یہ مناظرہ ہماری مشاورت سے کیا تھا، ہم ہی نے تیاری کروائی تھی۔حالانکہ کل تک پیر صاحب خود اس سے بیزاری کااعلان کر رہے تھے۔ جس پر بندہ ورطہ حیرت میں پڑ گیااور پیر صاحب سے دوبارہ رابطہ کیا،جس پر پیر صاحب نے کہا کہ چونکہ ہرطرف سےلوگوں کی طرف سے اس بچے پر سخت اعتراضات ہو رہے تھے تو میں نے محض حوصلہ افزائی کیلئے ویڈیو ریکارڈ کروادی تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہوآئیندہ ان شاءاللہ ایسا کچھ نہ ہوگا۔

لیکن بندہ اصل معاملہ کی تہہ تک پہنچ چکا تھا کہ یہ سب کچھ پیر صاحب کے مشورے سے ہوااور وہ محض لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کیلئے غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔لہذا بندے نے بطور اپنے درد دل ان سے کہا کہ حضرت مفتی ندیم صاحب جیسے بھی ہوں اللہ نے اس عمر میں اس کام کیلئے ان کو منتخب کر دیا ہے لہذا آپ بجائے در پردہ ان کی مخالفت کرنے ان کی حمایت میں سامنے آئیں اور بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے ان کے دست راست بنیں۔تو پیر صاحب فورا بھڑک اٹھے اور کہا کہ:

’’وہ کل کا بچہ!!! میں سفید ریش بزرگ اب اس کے زیر سایہ چلوں گا؟‘‘

افسوس کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب سرکانی بریلوی سے مناظرہ کرنا تھا تو مناظرہ کیلئے آپ کی طرف سے اسی بچے کو بلایا گیا تھا؟ ۲۰۱۵ء میں جب غیر مقلدین کے ساتھ آپ کے مناظرہ کی ترتیب بنی تو کیا آپ نے اسی کل کے بچے سے رابطہ نہ کیا تھا؟ اور جب اسی کل کے بچے نے آپ سے پوچھا کہ ہم مناظرہ کیلئے حاضر ہوں یا صرف شرائط طے کرنے کیلئے؟ تو آپ نے کہا کہ:

’’نہیں میری طرف سے مناظرہ آپ ہی کروگے‘‘۔

اور جب میدان مناظرہ میں جامعہ اثریہ کے شیوخ نے ’’شری جنگل‘‘ کے اس شیر کو دیکھا تو یہ کہہ کر مناظرہ سے انکار کر دیا کہ ہم تو پیر صاحب سے مناظرہ کرنے کی تیاری کر کے آئے تھے اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے نئی شرائط طے ہوں گی۔کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں کہ جب آپ کے علاقہ میں مفتی صاحب بیان کرنے کیلئے آئے تھے تو آپ نے کہا کہ میرے ساتھ

میرے گھر چلو میں آپ کی دنبے کی دعوت کرتا ہوں ۔مگر مفتی صاحب نے طبعیت کی ناسازی کا عذر کیا تو آپ نے کہا کہ:

''اپنا خیال رکھا کرو ہم آپ ہی کی وجہ سے باطل کے سامنے سر اٹھا کر چلتے ہیں''۔

کل تک جن تین آدمیوں کے علم وتحقیق پر آپ کو اعتماد تھا ان میں سے ایک مفتی صاحب بھی تھے اور آج جب شہرت وعزت میں وہ آپ سے آگے نکل گئے تو مفتی صاحب کل کے بچے ہو گئے !!!؟ شکوہ کریں بھی تو کس سے؟

ہے منصف ہی گرفتار تعصب
عدالت میں ہماری ہار طے ہے

بہرحال بندے نے جواباً عرض کیا کہ حضرت تصوف کا پہلا سبق ہی ''خودی اور میں'' کو مٹانا ہے ۔کیا آپ یہ کام اپنی شہرت کیلئے کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے بات کو بدلتے ہوئے مفتی صاحب کی علمی کمزوری کا رونا شروع کر دیا اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ مفتی صاحب کے کچھ نظریات اہل حق سے ہٹے ہوئے ہیں معاذ اللہ ۔میں نے کہا کون کونسے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو میں خود مفتی صاحب سے رجوع کیلئے رابطہ کروں گا تو پیر صاحب نے فرمایا کہ:

(۱) معیت علمیہ۔
(۲) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
(۳) کرامات کو غیر اختیاری ماننا۔
(۴) سنتوں کے بعد دعا۔
(۵) محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تکفیر نہ کرنا۔
(۶) حیلہ اسقاط کو بدعت کہنا۔

بندے نے ورطہ حیرت میں عرض کیا کہ یہ سارے نظریات تو میرے بھی ہیں بلکہ ہر اہل حق کے ہیں تو ان سے کیسے رجوع کرواؤں؟ تو کہا کہ نہیں آپ کو اس باب میں میرا موقف اور دلائل معلوم نہیں جب آپ دلائل سنیں گے تو حق واضح ہوگا اور پہلا مناظرہ معیت علمیہ پر ہوگا۔

بندے نے کہا کہ اس پر تو حضرت شیخ سجاد الحجابی صاحب اور مفتی صاحب کا اتفاق ہو چکا

ہے تو ایک اتفاقی امر کو پھر وجہ نزاع کیوں بنایا جائے؟ تو انہوں نے اول تو انکار کیا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔جس پر بندے نے کہا کہ میں آپ کی حجابی صاحب سے بات کروادوں گا۔اگر انہوں نے انکار کر دیا تو یقینا ہم اس پر مجلس کرنے کیلئے تیار ہیں۔تو فورا پینترا بدلا کہ نہیں دراصل حجابی صاحب کو دلائل کا موقع نہیں دیا گیا اور ان سے اس تحریر پر زبردستی دستخط کروائے گئے۔

بندے نے کہا کہ اصل مقصد تو اتفاق ہے۔اگر دلائل دئے بغیر ہی کسی معاملہ پر اتفاق ہو جائے تو اس سے اچھی بات کیا ہوگی؟ مگر پیر صاحب کسی طور پر تیار نہ ہوئے جس پر بندے نے کہا کہ ٹھیک پھر اس کیلئے ایک علمی نشست مقرر کر لیتے ہیں۔ پیر صاحب اس پر تیار ہوئے اور شرط یہ لگائی کہ اس مجلس میں آپ نے بھی حاضر ہونا ہے اور بطور ثالث فیصلہ کرنا ہے۔

بہر حال قصہ مختصر معاملات طے کرنے کیلئے اس ساری گفتگو کو خفیہ رکھنے پر اتفاق ہوا مگر اچانک پیر صاحب کے شاگردوں کی طرف سے سوشل میڈیا پر یہ شوشہ چھوڑا جانے لگا کہ پیر صاحب کا مفتی صاحب سے مناظرہ ہونے والا ہے۔اور معاملہ اس حد تک خراب ہوگیا کہ بڑوں سے نکل کر بچوں نے اس میدان کو سنبھال لیا۔بہر حال خدا خدا کر کے''معیت علمیہ'' کے مسئلہ پر وقت مقرر کیا گیا۔مگر عین مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے اس وقت پیر صاحب کی تنظیم کے سرگرم واہم رہنما محترم مفتی عبیداللہ باجوڑی صاحب نے حاجی عثمان صاحب مدظلہ العالی سے رابطہ کر کے ان کے ذریعہ اس مجلس کے انعقاد کو منسوخ کروادیا۔مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت پیر صاحب نے اس کے بعد اپنے مخصوص نظریات اور مفتی صاحب کی مخالفت کیلئے سوشل میڈیا کو مستقل پلیٹ فارم بنالیا،اور حالت بایں جا رسید کہ اگر ہم اہل بدعت کے خلاف بھی کوئی مواد جاری کرتے تو پھر صاحب فورا میدان میں آجاتے کہ یہ تم نے میری مخالفت کی اور یوں سخت سست شروع کر دیتے ۔اور ان کے تربیت یافتہ بدزبانوں کی طرف سے بدتہذیبی،بدتمیزی کا ایک بازار گرم ہوجاتا۔بہر حال پیر صاحب چونکہ عوام میں اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندکی ایک مقتدر شخصیت کے نام سے معروف تھے لہذا ہماری طرف سے حتی الامکان اعراض کرنے کی کوشش کی جاتی تا کہ نہ آپس میں انتشار ہو اور نہ اہل باطل کو ہنسنے کا موقع ملے۔مگر

پیر صاحب نے اس کو ہماری کمزور سمجھا اور ایک نہ تھمنے والا طوفان بدتمیزی ان کے متعلقین کی طرف سے وقتاً فوقتاً سامنے آتا رہا

لکل فرعون موسی

کے مصداق پشاور کے فاتح سیفیت حضرت مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ العالی نے پیر صاحب کے خلاف باقاعدہ محاذ سنبھالنے کا اعلان کیا اور دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ یہ شخص سیفی ہے جو اہل دیوبند کے لبادے میں چھپا ہوا ہے۔ جس کے بعد ان کے خلاف انہوں نے اپنے دارالافتاء سے نہ صرف محقق ومدلل فتاوی جاری کئے بلکہ انہیں ان تمام موضوعات پر باقاعدہ مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جس کے بعد پیر صاحب اور ان کے متعلقین کو ہوش آیا اور اب افہام وتفہیم پر زور دیا جانے لگا پیر صاحب نے اپنے کئی شاگردوں کو وقتاً فوقتاً ان کے پاس بھیجا، مگر حضرت مفتی صاحب نے دوٹوک الفاظ میں ان پر واضح کیا کہ میرا پیر صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی اختلاف نہیں بلکہ نظریات کا اختلاف ہے۔ پیر صاحب جب تک ان سے رجوع نہیں کرتے میں کسی طور اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے والا نہیں۔

اس دوران حضرت مفتی غلام فرید صاحب نے فرقہ سیفیہ کے خلاف بھی دلائل اور ردوقدح کا میدان گرم کیا، جس سے عاجز آ کر بعض سیفی غنڈوں نے آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ پیر صاحب کے بغض وعناد کا اس سے اندازہ لگائیں کہ اس موقع پر اہل حق کا ہر فرد مفتی صاحب کے ساتھ کھڑا ہوا اور اس بزدلانہ حملے کی شدید مذمت کی مگر پیر صاحب نے اسے اپنی کرامات کہا اور پیر صاحب کے متعلقین کی طرف سے مفتی غلام فرید صاحب کو بار بار توبہ کا کہا گیا۔ لیکن اللہ نے مفتی صاحب کو یوں سرخرو کیا کہ خود فرقہ سیفیہ کے سرکردہ علماء مفتی صاحب کے پاس معافی کیلئے حاضر ہوئے اور غیر مشروط معافی کے بعد صلح کی درخواست کی اور ہر قسم کے جرمانے کیلئے بھی خود کو پیش کیا۔ جس پر مفتی صاحب نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں غیر مشروط طور پر معاف کر دیا۔ اس پر حملے کو اپنی کرامت کہنے والوں کے منہ لٹک گئے کہ حملہ تمہاری کرامت تھی تو معافی اور پاوں میں پڑنا کس کی کرامت تھی؟

پیر صاحب نے اس کے بعد اپنے مدرسے کے ایک استاد جو ملک صاحب کے نام

سے معروف ہیں چند طلباء کے ساتھ مفتی صاحب کے دارالافتاء بھیجے اور گلی کوچوں میں بھی اپنے چند غنڈوں کو بٹھایا مفتی صاحب کو جب ان کے مذموم ارادوں کا علم ہوا تو فوراپولیس کو بلوا کر انہیں گرفتار کروایا لیکن ملک صاحب بمع اپنے ساتھیوں کے معافی تلافی پر اتر آئے اور آئیندہ اس طرف نہ آنے کاارادہ کیا جس کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا۔

یاد رہے کہ غنڈہ گردی پیر صاحب کی پرانی عادت ہے جس کے سبب انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی جانا پڑااور مفتی صاحب کے ساتھ اس مناظرے میں بھی انہوں نے فخر سے کہا میرے علاقے میں جب اہل بدعت کے ساتھ میرا ٹکراہوا تو میں اتنے اتنے لانچر اور کلاشنکوف نکال کرلایا۔خود بندے کو پیر صاحب کراچی آکر مارنے کی دھمکی دے چکے ہیں جس پر بندے نے کہا کہ جرات کریں بندہ آپ کا منتظر ہے اس کے بعد جس قسم کے مقدس الفاظ سے بندے کونوازاگیا وہ اب عام وخواص میں پھیل چکے ہیں لہٰذا دوبارہ یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں ۔اس کے علاوہ خود پیر صاحب کی ذاتی زندگی کے متعلق بندے کے پاس اتنا کچھ ہے جو مستقل کتاب کا متقاضی ہے لیکن

جو حق بات کہتا ہوں تو مزہ الفت کا جاتا ہے
جو چپ رہتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے

بہر حال اس دوران مفتی ندیم صاحب کا کوئٹہ کے ایک سیفی مولوی عبدالخالق فاتح کے ساتھ جشن عید میلاد النبی ﷺ پر مناظرہ کیلئے گفت وشنید کا آغاز ہوا جس میں سیفی مولوی نے یہ الزام لگایا کہ چونکہ تم محمد بن عبدالوہاب نجدی کو مسلمان سمجھتے ہو لہٰذا تم خارجی ہو جس کے جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ ان کے متعلق اکابر علمائے دیوبند کی دو قسم کی آراء ہیں جس تک ان کے جیسے نظریات پہنچے اس کے متعلق حکم لگایا نہ وہ ہمارے اکابریں میں سے ہے نہ اساتذہ میں سے ان کی طرف منسوب عقائد کی توثیق چونکہ ان کی کتب سے ہمیں نہیں ملی لہٰذا ہم ان پر کسی قسم کا فتوی لگانے میں احتیاط کرتے ہیں ۔اور انہیں اہل حق عالم دین ہی شمار کرتے ہیں۔کسی کی اگر اس کے خلاف تحقیق ہے تو ہم اس پر بھی فتوی نہیں لگاتے ،لیکن علی الاطلاق نجدی کی توثیق کرنے والوں پر اگر نجدیت کا فتوی لگا دیا جائے تو اس سے تو ہمارے کئی اکابر نجدی ہو جائیں

گے۔(معاذاللہ)

اس دوران پیر صاحب نے محمد بن عبد الوہاب نجدی مرحوم کے رد میں ایک درس ریکارڈ کروایا جس میں اس کی توثیق کرنے والوں کو سخت سست کہا گیا۔جس سے اہل بدعت خصوصا فرقہ سیفیہ کے گھروں میں خوشی کے چراغ جلائے گئے۔تنگ آمد بجنگ آمد بندہ نے مفتی ندیم صاحب کے مشورے سے پیر صاحب کے رد میں تفصیلی درس ریکارڈ کروایا جس میں پیر صاحب کے مغالطوں کا نہ صرف جواب دیا بلکہ ان کی طرف سے حوالہ جات میں کتر و بیونت اور سیاق وسباق سے ہٹ کر حوالہ جات کی پیشگی پر افسوس کا اظہار بھی کیا۔

اس درس میں ہم نے دل پر پتھر رکھ کر پیر صاحب کو اس سے بھی آگاہ کیا اگر ہم خاموش ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارے پاس ہمارے نظریہ پر دلائل نہیں جن دلائل پر کھڑے ہیں خدا کی قسم پہاڑ سے زائد مضبوط ہیں۔ہم صرف اس لئے خاموش ہیں کہ اپنے لوگوں سے الجھنا مناسب نہیں سمجھتے لیکن اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے آپ کا پالا آج تک کسی سے پڑا نہیں، یہ صرف ایک عنوان پر ہمارے دلائل ہیں جسے آپ دیکھ لیں گے اس کے علاوہ بھی جس عنوان پر شوق ہو تو شوق پورا کیا جاسکتا ہے۔

الحمدللہ یہ درس اس قدر مدلل تھا کہ پیر صاحب نے جواب سے عاجز ہو کر اول تو اپنے تربیت یافتہ غنڈوں اور اوباشوں کے ذریعہ ہمارے خلاف ایک طوفان بدتمیزی بپا کیا تا کہ ہم ان لونڈوں کی طرف متوجہ ہو کر پیر صاحب کی جان چھوڑ دیں۔مگر ہم نے نہ صرف خود اس گند میں اترنے سے انکار کر دیا بلکہ شاگردوں کو بھی سختی سے منع کیا۔اللہ جزائے خیر دے نوجوانان احناف کے نوجوان ساتھیوں کا جنہوں نے اس قسم کے اوباشوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ بہر حال اس میں ناکامی دیکھ کر پیر صاحب نے یہ بہانہ بنایا کہ میرے پیر و مرشد مفتی فرید صاحب خواب میں آئے ہیں کہ:

”موقف تو تمہارا حق ہے لیکن فی الحال اپنے اس ہم مسلک کو جواب نہ دو“۔

اور پیر صاحب کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ دیکھو اولیاء اللہ کا فیضان بعد از وفات بھی جاری ہے اور میں اب تین ماہ تک جواب نہیں دوں گا۔بندے نے اسی وقت کہا کہ تین ماہ

کے بعد بھی ان شاءاللہ پیر صاحب کو جواب کی جرات نہ ہوگی ۔رہا خواب میں حضرت مفتی فرید صاحب مرحوم کا آنا تو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ مفتی صاحب مرحوم ایک حق موقف بیان کرنے کیلئے قطعاً کسی کو نہیں روک سکتے ۔یقینا پیر صاحب اغوائے شیطانی کا شکار ہو چکے ہیں ۔الحمدللہ اس درس کو سال ہونے والا ہے اور پیر صاحب کو اب تک جواب کی جرات نہ ہوئی باقی

یارزندہ صحبت باقی

اس عنوان پر منہ توڑ جواب ملنے کے بعد پیر صاحب اوران کے خاص حواریوں نے ایک بار پھر کرامات کے مسئلہ کو چھیڑا جس پر مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ العالی نے ایک دفعہ پھر اس موضوع پر انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا جس پر پیر صاحب کے شاگردوں نے مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ العالی سے رابطہ کیا اور باہمی گفت وشنید کے بعد یہ طے ہوا کہ آپ مناظرہ کے منتظم اور ثالث ہوں گے جبکہ مناظرین پیر صاحب اور مفتی ندیم صاحب محمودی ہوں گے ۔اور اس پر ایک تحریر لکھی گئی جس پر پیر صاحب کے دستخط اور مہر ثبت کردی گئی ۔

۱۴ اگست ۲۰۲۲ء کو جب مفتی ندیم صاحب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ان دنوں میں اشاعت التوحید والسنۃ کے مفتی فدا کے ساتھ مناظرہ کی ترتیب بن رہی ہے لہذا پیر صاحب سے کہیں کہ کیوں باطل کو تقویت دیتے ہو؟ مگر پیر صاحب کی طرف سے بار بار پیغام آتے رہے جس پر مفتی صاحب کی طرف سے ۱۹ اگست بروز منگل کی تاریخ دی گئی کہ جلد سے جلد اسی تاریخ کو یا اسی ہفتے کے اندر اندر مناظرہ کرلیا جائے کیونکہ مماتی حضرات کے ساتھ شرائط تک طے ہو چکی ہیں اگر اس سے آگے کی تاریخوں میں مناظرہ کرنا ہے تو پھر پنج پیریوں سے مناظرہ موخر کرنا ہوگا ۔

مگر پیر صاحب کی طرف سے بہانہ بنایا گیا کہ میرے ان دنوں میں مسلسل بیانات ہیں ۔ حالانکہ پیر صاحب پر لازم تھا کہ ان بیانات کا کوئی ریکارڈ پیش کیا جاتا ۔بہر حال مفتی صاحب نے کہا کہ کوئی بات نہیں آپ دن میں بیان کریں رات میں مناظرہ یا رات میں بیان کرلیں دن میں مناظرہ ،میرے ساتھ ایسا کئی دفعہ ہو چکا ہے کہ مغرب میں بیان سے واپس ہوا اور رات میں مناظرہ کرلیا ۔بلکہ ایک دفعہ تو بیان سے سیدھا میدان مناظرہ میں پہنچ گیا ۔مگر پیر صاحب کی طرف

سے مسلسل لیت ولعل کیا جاتا رہا۔

اس کے بعد پیر صاحب کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ انعقاد مناظرہ سے پہلے میں ایک مجلس مفتی صاحب کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں دعوی و جواب دعوی کی توضیح کیلئے۔ مفتی صاحب کی طرف سے کہا گیا کہ یہ سب اسی دن کریں گے جس دن مناظرہ ہوگا مگر پیر صاحب کی طرف سے اس کا انکار کر دیا گیا۔ پھر مفتی صاحب کی طرف سے کہا گیا کہ چلو جس دن مبادیات کی مجلس کرنی ہے اسی دن مناظرہ بھی کرلیں گے کیونکہ میرے مسلسل بیانات ومصروفیات ہیں۔ مگر پیر صاحب کی طرف سے مسلسل یہ مطالبہ رکھا گیا کہ بہر صورت میں نے ایک مبادیات کی مجلس کرنی ہے ممکن ہے کہ مناظرہ کئے بغیر ہی ہمارا مسئلہ حل ہوجائے اور مناظرہ کی نوبت ہی نہ آئے۔ جس پر مفتی صاحب نے حامی بھرلی اور ۱۹ اگست کو مبادیات کی مجلس کیا انعقاد کیا گیا جس میں ۲۵ اگست ۲۰۲۲ء مناظرہ کا دن مقرر کیا گیا۔

مبادیات اور مناظرہ کی یہ دونوں مجالس چونکہ آگے تفصیل کے ساتھ آرہی ہیں لہذا ہمیں اس پر مستقل تبصرے کی ضرورت نہیں۔

مناظرہ کے بعد پیر صاحب کا رجوع

پیر صاحب کی ساری جمع پونجی چونکہ ''اختیار'' کا لفظ تھا مناظرہ میں بارہ (۱۲) جوابات ملنے اور اکابر علمائے دیوبند کی سینکڑوں عبارات سامنے آنے اور اکابر علمائے دیوبند کے متعلق غیر ذمہ درانہ رویہ نے انہیں گھر جا کر اس مسئلہ پر از سر نو سوچنے پر مجبور کیا۔ دوسری طرف اسی دوران مناظر اسلام حضرت مولانا عبد الرحمن عابد صاحب صاحب نے اس سے متعلق ایک فتوی دار العلوم دیوبند بھیجا تھا جو وہاں سے جواب کی صورت میں ہمیں موصول ہو چکا تھا۔ اصل فتوی آگے آرہا ہے۔ جس میں صاف وواضح الفاظ میں لکھا تھا کہ کرامت میں ولی کا کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ نہ یہ کسبی چیز ہے۔ ہاں بعض اوقات ولی کے قصد وخواہش کے مطابق اللہ اگر کرامت ظاہر کرنا چاہے تو اس میں کوئی استحالہ بھی نہیں۔ (ملخصا)

یہ بعینہ وہی موقف اور اختیار کا وہی معنی تھا جو ''حضرت مولانا محسن ماتریدی صاحب مدظلہ

العالی“ نے اپنے ”رسالہ“ اور مفتی صاحب نے مناظرہ میں پیش کیا۔لہذا پیر صاحب نے بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے اس تحریر کو اتفاقی قرار دے کر اس پر دستخط کیلئے ہامی بھر لی، اور مناظرہ کے منتظم و ثالث اور حکم حضرت مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ العالی نے دونوں فریقین سے اس فتوے پر دستخط حاصل کر کے اپنا ایک فیصلہ کن بیان جاری کیا جو آگے پیش کیا جارہا ہے اور یوں یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے دفن ہو گیا۔اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ العالی کی کوششوں کو داد دینی پڑے گی جنہوں نے علمی مجلس کے انعقاد بلکہ اتحاد و اتفاق میں ایک اہم، مثبت غیر جانبدارانہ کردار ادا کیا جو ان کیلئے تاقیامت صدقہ جاریہ ہوگا۔

ساتھ ہی ساتھ یقینا پیر صاحب نے ایک حق مسئلہ کی طرف رجوع کر کے بڑے پن کا ثبوت دیا، لہذا ہماری اس کتاب میں جہاں کہیں بھی پیر صاحب کیلئے سخت الفاظ ہیں تو وہ اکابر علمائے دیوبند کیلئے ان کے رویہ اور غلط مسئلہ پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے بتقاضائے بشریت صادر ہوئے ہیں ۔لیکن اس کے بعد ان تمام الفاظ و جروحات کو کالعدم تصور کیا جائے پیر صاحب جب تک اکابر علمائے دیوبند کے نظریات و عقائد پر کاربند ہیں ہم ان کے جوتے اٹھانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں ۔

ایک ضروری وضاحت

بعض ساتھیوں نے بذریعہ واٹس اپ اطلاع دی ہے کہ کچھ لوگ اسی عنوان پر ایک ضخیم کتاب لکھنے کا عندیہ دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ سینکڑوں صفحات پر ہم نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے اور جب وہ کتاب چھپ کر آئے گی تو لاجواب ہوگی۔

اس قسم کے حضرات سے گذارش ہے کہ یہ دھمکیاں ہم قریبا تین سال سے سن رہے ہیں کہ فلاں موضوع پر کتاب لکھی اور فلاں موضوع پر۔ جو کتابیں لکھتے ہیں تو ان کتب پھر ہماری کتب کی طرح شرق وغرب میں مشہور و معروف ہوتی ہیں۔

ہمیں کتاب کی دھمکیاں نہ دی جائیں خدا کی قسم بندہ اس عمر میں اتنی کتب، مقالہ جات و مضامین لکھ چکا ہے کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ان کے صفحات کی تعداد آپ کے سر کے بالوں سے بڑھ جائے گی۔ بندہ کی صرف دو کتب ''دفاع اہل السنۃ والجماعۃ'' اور ''نواب احمد رضا خان بریلوی حیات، خدمات و کارنامے'' کے صفحات جمع کئے جائیں تو تعداد چار ہزار صفحات سے بڑھ جاتی ہے۔ پیری فقیری اور کرامت اختیاری کے دعوے آپ لوگوں کے ہیں لیکن واللہ آپ کا پورا ٹبر بھی جمع ہو جائے تو اس ایک عاجز کے ''کراماتی قلم'' کا مقابلہ نہیں کرسکتا دیدہ باید

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے مجھے شکار

ہم اس قسم کی تعلی اور متکبرانہ جملوں کے قطعا قائل نہیں لیکن کیا کریں ہمارا مقابلہ ایسے گھمنڈیوں، متکبروں اور فرعون مزاج لوگوں سے ہے کہ جن کے سامنے اگر خود کو طالب علم کہا جائے تو کہتے ہیں دیکھو تم طالب علم ہو تم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہم مولوی بن گئے تھے تمہاری جرات کیسے ہوئی ہمارے سامنے بولنے کی؟ مگر وہ یہ بھول گئے کہ

آسماں اتنی بلندی پر جو اتراتا ہے
بھول جاتا ہے زمیں ہی سے نظر آتا ہے

اگر ہم آپ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہیں یا کسی وجہ سے خاموش ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ

کوئی خود سے مجھے کم تر سمجھ لے
یہ مطلب بھی نہیں عاجزی کا

لہذا اگر آپ نے کچھ لکھا ہے تو اسے میدان میں لائیں ان شاءاللہ ہمیں حق بات قبول کرنے میں لمحہ بھر دیر نہیں لگے گی ہم خود کو طالب علم سمجھتے ہیں جہاں غلطی محسوس ہوگی اس کی اصلاح کیلئے ایک لمحہ بھی دیر نہ لگائیں گے۔ ہمیں آپ کی طرح وقت کا رازی و غزالی ہونے کا دعوی نہیں جو عین مناظرہ میں اپنے ہی ہم مسلک عالم کو یہ کہہ دے کہ یہ تو چند عبارتیں ہیں ڈیڑھ سو عبارتیں بھی پیش کر دیں گے میں آپ کا موقف تسلیم نہیں کروں گا۔

ثالث مناظرہ مفتی غلام فرید صاحب کا فیصلہ

(یہ بیان ۱۲ ستمبر ۲۰۲۲ کو جاری ہوا)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

میرے دارالافتاء میں چند دنوں پہلے حضرت مفتی ندیم صاحب اور پیر صاحب کا مناظرہ ہوا تھا۔ میں اول تو ان دونوں سے بہت ہی خوش ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک علمی و پرامن ماحول میں مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس مناظرہ کا فیصلہ اور نتیجہ کیا نکلا؟ ہر طرف عوام یہی سوال کر رہے ہیں۔ اس معقول سوال کے جواب کی طرف آنے سے پہلے میں چند تمہیدی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

اول تو کچھ دین بیزار لوگ پوچھ رہے ہیں کہ لوگ چاند پر پہنچ گئے اور تم ابھی تک ان مسائل میں الجھے ہوئے ہو؟ تو ان جیسے لوگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ علماء کا کام احقاق حق اور دینی مسائل کی توضیح وتشریح کیلئے علمی مجالس کا انعقاد اور گفت وشنید سے مسائل کا حل نکالنا ان کا فرض منصبی ہے۔ رہا چاند پر چڑھنا تو یہ علماء کا کام ہی نہیں یہ تو عصری و سائنسی علوم والے جانیں اور ان کی تحقیقات جانیں۔ ہم نے تو کبھی کسی پروفیسر و ماسٹر سے نہیں کہا کہ دیکھو دینی مسائل ابھی حل نہیں ہوئے زمین کے مسائل تو حل کر او رتو آسمان پر چڑھ رہا ہے؟۔ ہمیں ان کے کاموں پر اعتراض نہیں تو انہیں ہمارے کاموں پر اعتراض کیوں؟

ثانیا اس مسئلہ پر مناظرہ اس لئے ضروری تھا کہ یہ مسئلہ متعدی تھا۔ اس سے دیگر کئی فتوں اور باطل عقائد نے جنم لینا تھا۔ اور خطرناک بات یہ ہوتی کہ ان عقائد ضالہ کی نسبت پھر علمائے حق کی طرف ہوتی۔ اس لئے اس مسئلہ کو حل کرنا وقت کی اہم ضرورت تھی۔

مسئلہ یوں تھا کہ اہل بدعت نے ''نور ہدایت'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور یہ عقیدہ پیش کیا کہ خرق عادۃ بشر کے قبضہ قدرت میں ہے یہ جب چاہے جس طرح چاہے خرق عادۃ کا ظہور اپنی قدرت وکسب سے کرسکتا ہے اس شرکیہ موقف کے رد میں امام اہلسنت مولانا سرفراز

خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب ''راہ ہدایت'' لکھی اور اہل حق کا موقف واضح کیا۔

اب اگر ہم اہل بدعت کا موقف مان لیں کہ کرامت جب چاہے اولیاء اللہ صادر کر سکتے ہیں تو یہ دیگر خطرناک شرکی و بدعی عقاید کا دروازہ کھول دے گا۔مثلاہر مشکل و مصیبت میں اولیاء اللہ کو مشکل کشا و حاجت روا سمجھنا، دور سے ان کو پکارنا نہ صرف جائز ہوگا بلکہ اس پکار کا جواب دے کر ہر جگہ ہر آن مدد کیلئے بھی پہنچ سکتے ہیں ۔تو کرامت کو اختیاری ماننے پر یہ سب خرافات لامحالہ ماننی پڑیں گی۔

تو مفتی ندیم صاحب کے دلائل آپ نے سنیں ہوں گے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اس باب میں موقف یہ ہے کہ کرامت میں بندے کی نہ قدرت کاسبہ اور نہ ہی قدرت خالقہ شامل حال ہے۔نہ اس کا کسب ہے نہ اختیار بمعنی استطاعت ۔یہ خالصتہ اللہ کا فعل وقدرت کا ظہور ہے جسے اللہ تعالی اولیاء اللہ کے ہاتھوں ان کی تکریم وشرف کیلئے ظاہر فرماتا ہے۔

رہا بعض کتب میں ''باختیارھم '' کالفظ جس سے پیر صاحب کو مغالطہ لگا تو یہ ایک مجمل لفظ ہے مفتی ندیم صاحب نے مناظرہ میں اس کے بارہ (۱۲) جوابات دئے ہیں جس کا خلاصہ یہی ہے کہ یہاں اختیار بمعنی چاہت وخواہش اورتمناء ہے ۔کبھی کبھی ولی چاہتا ہے کہ مجھ سے یہ کرامت صادر ہو کسی خاص مصلحت کے تحت تو اس کی چاہت کے موافق اللہ اس کرامت کو اس کے ہاتھ پر صادر فرما دیتا ہے ۔لیکن اس صدور میں اس ولی کا قطعا کوئی دخل وکسب نہیں ہوتا ۔اس اختیار کا معنی قطعا وہ نہیں جو پیر صاحب مراد لے رہے تھے۔

اس کو ایک مثال سے سمجھیں کہ ایک سرکاری افسر کے ساتھ میرا گہرا تعلق ہے مجھے ایک سرکاری کام کروانا ہے ۔اس سرکاری کام میں میرا کوئی اختیار نہیں مکمل اختیار اس سرکاری آفسر کا ہے لیکن مجھے اپنے تعلق اور ان کے ساتھ ربط پر یقین ہے کہ جب بھی میں اس کو کام کا بولوں گا وہ افسر وہ کام کر دے گا تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ اس سرکاری افسر کے اختیارات اس شخص کے پاس منتقل ہو گئے؟ اسی طرح اولیاء اللہ کا اللہ تعالی کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے اس تعلق کی بنا پر وہ اللہ سے اگر کسی خرق عادت کا مطالبہ کریں یا چاہت کریں تو اللہ وہ کام کر دیتا ہے ۔اسی کو اختیار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کیونکہ عادی امور میں انسان کا کسب شامل حال ہے جیسے میں کسی ٹہنی کو ہلانا چاہوں تو ہلا سکتا ہوں لیکن خرق عادۃ اور مافوق الاسباب میں اس بندے کا کوئی اختیار نہیں۔

بہرحال قصہ مختصر دونوں حضرات کا اتفاق اب اس مسئلہ پر دارالعلوم دیوبند کے فتوے پر ہو چکا ہے جس میں صاف واضح اور دوٹوک الفاظ میں ولی کے اختیار بمعنی کسب فی الکرامۃ کا انکار کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے جس فتوے پر اتفاق ہوا ہے اس فتوے کو لکھنے والے مفتیوں نے بھی فتوی جاری کرنے میں امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''راہ ہدایت'' کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اسی کتاب کو بنیاد اور ماخذ بنایا ہے۔ اس فتوے میں ''راہ ہدایت'' کی روشنی میں کرامت میں ولی کے کسب واختیار کی نفی کی گئی ہے اور جہاں اختیار کا لفظ آیا ہے اس سے مراد کسب نہیں بلکہ خواہش وطلب ہے اردو وپشتو والا اختیار مراد نہیں۔

اب اتفاق کے بعد اس پر کمنٹس کرنا، مشاغبات کرنا، مغالطے دینا یا غلط تعبیرات اس مسئلہ کو بیان کرنے کیلئے پیش کر رہے ہیں ان کا علمائے دیوبند کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ اور اب دونوں فریقوں سے گذارش ہے کہ جب یہ مسئلہ آپ کے درمیان حل ہو چکا ہے تو اب اس کے متعلق کسی قسم کے تبصرے کی کوئی ضرورت نہیں۔

نیز پیر صاحب کے رجوع پر اعتراض کرنے کی بھی ضرورت نہیں رجوع بڑے آدمی کی علامت ہے اس سے آدمی کی شان بڑھتی ہے گھٹتی نہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مسائل میں اپنے شاگردوں کے اقوال کی طرف رجوع کیا۔

میں یہ بھی کہوں گا بعض لوگ پیر صاحب کی طرف سیفیت کی نسبت کر رہے ہیں حالانکہ پیر صاحب نے مبادیات کی مجلس میں آف دی ریکارڈ ہمیں بتایا کہ انہوں نے فرقہ سیفیہ کی تضلیل کا فتوی ۱۹۹۳ء میں جاری کیا تھا کہ یہ گمراہ وفرقہ ضالہ ہے۔ تو جب وہ خود ان کو ضال مضل کہہ رہے ہیں تو اسی سیفیت کی نسبت ان کی طرف کرنا درست نہیں۔ ان کا تعلق تصوف کے سلسلہ سے ہے۔

آخر میں یہی کہوں گا کہ جس جس نے بھی اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ہمارے ساتھ تعاون کیا اللہ پاک سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین

مناظرہ پر مختصر غیر جانبدارانہ تبصرہ

مناظرہ کے ابتدا میں مفتی صاحب نے ایک اصولی بات کی کہ ہم دونوں کی نسبت علمائے دیوبند کی طرف ہے ہمیں کسی مسئلہ میں تفصیلی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں علمائے دیوبند ہمارے درمیان ثالث وحکم کی حیثیت رکھتے ہیں میں بھی اپنے دعوے کی تائید میں علمائے دیوبند کو پیش کرتا ہوں آپ بھی ایسا ہی کریں۔علمائے دیوبند کے اقوال جس کے عقیدے کے مطابق ہوں اس پر اتفاق کرلیا جائے۔اور پھر اپنے دعوے پر پچاس سے زاید اکابر واصاغر صف اول سے لیکر موجودہ دور کے علمائے دیوبند کو پیش کیا۔

مگر پیر صاحب نے ان تمام عبارات کو یہ کہہ کر ماننے سے انکار کردیا کہ جب تک علمائے دیوبند اپنی بات پر متقدمین سے استناد پیش نہیں کریں گے میرے لئے حجت نہیں۔

اس کے مقابل پیر صاحب نے بوادرنوادر سے اپنی دانست میں کرامت کی تین قسمیں ذکر کی اوراسی کو مختلف کتب سے پیش کرتے رہے جس کے مفتی صاحب نے قریبا۱۲ جوابات دئے جس کے جواب الجواب سے پیر صاحب مکمل عاجز رہے۔

پیر صاحب نے محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور مفسیر قرآن علامہ صوفی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کی جس پر انہیں تنبیہ کی گئی کہ آپ نے عبارات سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کی ہیں جس کے بعد پیر صاحب نے ان عبارات کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مفتی صاحب نے واضح کیا کہ معجزہ وکرامت خرق عادۃ ہے اورخرق عادۃ ہونے کے اعتبار سے اس میں نبی وولی کی کوئی اختیار نہیں،ثانیا دونوں میں فاعل اللہ ہے اب اگر اس میں بندے کا اختیار مان لیں تو مخلوق خالق کے فعل میں شریک ہورہی ہے جو مخلوق کو معاذ اللہ معبود بنانے کے مترادف ہے،ثالثا کرامت نبی ہی کا معجزہ ہے اور کرامت اسے نبی ہی کی اتباع سے حاصل ہوئی اب معجزہ میں اختیار نہ ماننا اور کرامت میں ماننا گویا معاذ اللہ ولی کا اختیار نبی سے بڑھانا ہے اسی اصول پر قریبا۱۱ آیات اور پانچ احادیث پیش کرکے مفتی صاحب نے اپنا نظریہ نصوص قطعیہ سے ثابت کیا۔

مگر پیر صاحب کی طرف سے ان اصولی باتوں اور دلائل کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیااور یہ کہہ کر جان چھڑائی گئی کہ یہ سب دلائل معجزات پر ہیں۔

پیر صاحب کی طرف سے قرآن سے حضرت خضر علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مختلف تفاسیر سے پیش کیا گیا مفتی صاحب نے اس استدلال کا باحوالہ منہ توڑ جواب دیااور ساتھ میں یہ الزام بھی دیا کہ اس کو مفسرین نے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ قرار دیا اب اگر بقول آپ کے نص قرآنی سے معجزہ کا مقدور البشر ہونا ثابت ہو رہا ہے تو آپ تو خود اس کے منکر ہیں تو کیا آپ نص قرآنی کے خلاف عقیدہ رکھ رہے ہیں؟ مگر پیر صاحب ایسے لاجواب ہوئے کہ دوبارہ قرآن کو ہاتھ لگانے کی جرات نہ کرسکے۔

پیر صاحب نے پچاس سے زائد کتب سے ''باختیارھم وطلبھم ''کے الفاظ دکھائے مفتی صاحب نے اس کے ۱۲ جوابات دئے اور خود متکلمین کی کتب سے واضح کیا کہ اختیار کے معنی یہاں کسب و قدرت علی صدور الکرامۃ نہیں مگر پیر صاحب کی طرف سے ایک جواب کو بھی ہاتھ نہیں لگایا گیا مگر بڑی ڈھٹائی سے اس کے بعد بھی اختیار پر حوالے دئے گئے۔

پیر صاحب کی طرف سے وقت کا ضیاع کرتے ہوئے اور خروج عن المبحث کا مظاہرہ کرتے ہوئے معجزات کے اختیاری ہونے کے دلائل دئے جانے لگے مگر ساتھ میں یہ بھی کہتے رہے کہ یہ میرا عقیدہ نہیں۔جب آپ کا عقیدہ نہیں تو کیوں عوام کے ذہنوں کو مشوش کرتے ہو؟ اوراہل باطل کو تقویت دیتے ہو؟ مفتی صاحب نے بادل نخواستہ اس کے بھی جوابات دئے کہ کہیں کچے ذہن کے لوگ ان کے دام تزویر میں نہ پھنس جائیں اور پیر صاحب سے گذارش کی گئی کہ اگر آپ کے پاس آپ کے موقف پر دلائل نہیں تو بار بار خروج عن المبحث کرکے کم سے کم ہمارا قیمتی وقت تو ضائع نہ کریں۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے مبادیات کی مجلس میں جبر کے اٹھائے گئے اعتراض کے ایسے منہ توڑ اور مدلل جوابات دئے کہ فریق مخالف ورطہ حیرت میں تھااور اس اعتراض کے جواب میں ایک لفظ بولنے کی جرات نہ کرسکا۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے متکلمین کی عبارات پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا جوکم ازکم

چالیس کی عدد تک تھیں مگر پیر صاحب کی حالت اس وقت تک غیر ہو چکی تھی کرامت کو اختیاری کہنے والوں کی اپنی سانسیں اختیار میں نہ رہیں۔تھکاوٹ کی وجہ سے کبھی کھڑے ہوتے ،کبھی بیٹھتے ،کبھی وہاں چھلانگ لگاتے تو کبھی یہاں ،غرض مکمل چاروں شانے چت ہونے کے بعد مناظرے کے مقرر وقت دس بجے سے پہلے ہی پیر صاحب نے مزید بات کرنے سے صاف انکار کر دیا اور خود ہی سے اختتامی دعا کر کے حواریوں کو کتب اٹھانے کا حکم دیا۔پیر صاحب کی قابل رحم حالت دیکھ کر مفتی صاحب کو بھی ان پر رحم آیا اور مناظرہ ختم کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔آپ پیر صاحب کی آخری تقریر آگے جا کر پڑھ لیں گے ان کی بے ربط ،بے معنی گفتگو سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ آخر میں پیر صاحب کی عقل جسے وہ کمپیوٹر کہہ رہے تھے انہوں نے بھی پیر صاحب کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

یقین جانیں پیر صاحب کی پیرانہ سالی میں اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر مجھے خود ان پر رحم آرہا تھا مگر ہمیں بتایا جائے اس میں قصور پیر صاحب اور ان کے دشمن نماشاگردوں کے علاوہ اور کس کا تھا؟ مناظرہ سے دودن پہلے میں نے خود مفتی صاحب سے کہا تھا کہ واللہ مجھے اندازہ ہے کہ پیر صاحب میدان مناظرہ کے آدمی نہیں لیکن اب ہم نے ہر حال میں اس غرور کو توڑنا ہے کہ پیر صاحب کے پائے کا عالم اس وقت پورے ملک میں نہیں پایا جاتا۔مناظرہ میں پیر صاحب کی حالت سب نے دیکھی کہ جسے وقت کا امام رازی اور غزالی بنا کر پیش کیا جارہا تھا وہ تو عربی عبارات پڑھنے پر بھی قادر نہ تھا۔اللہ پاک ہم سب کا پردہ رکھے۔

مناظرہ کے بعد پیر صاحب کے اپنے مدرسے میں اساتذہ وطلباء نیز مستند علماء کی طرف سے پیر صاحب کے ساتھ جو رویہ رکھا گیا ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔فیس بک پر مفتی جاوید صاحب کی پوسٹ پر پیر صاحب کا کمنٹ اس کا شاہد ہے۔

پیر صاحب کی طرف سے مناظرہ میں اکابر کی توہین وتذلیل

پیر صاحب نے اس مناظرہ میں جس کھلے بندوں اکابر علمائے دیوبند کی بے توقیری کی اس کی جرات آج تک میدان مناظرہ میں مماتیوں کو بھی نہ ہوسکی۔

مثلاً مفتی صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ،فقیہ العصر حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ، مفتی اعظم پاکستان مولانا شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ،شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم صف اول کے اکابر سے لیکر امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک کے حوالے پیش کئے جس کے جواب میں پیر صاحب نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ اس طرح کے پانچ سو حوالے بھی پیش کردو میرے لئے حجت نہیں میں تسلیم نہیں کروں گا۔میں ان اکابر کی بات کو اسی وقت تسلیم کروں گا جب یہ اکابر اپنی بات پر کوئی دلیل دیں گے۔ محض ان اکابر کی رائے میرے نزدیک جنگ ومشرق اخبار سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی معاذ اللہ۔

پیر صاحب کی طرف سے اہل باطل اور عوام کو بار بار یہی تاثر دیا گیا کہ یہ اکابر اپنی کتب میں اپنی طرف سے خود ساختہ عقائد ونظریات پیش کرتے لہذا ان کی بات قطعاً تسلیم نہ کرنا جب تک اس پر متقدمین کا حوالہ نہ دیکھ لو۔معاذ اللہ۔

حضرت مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے بار بار ''ماسٹر'' کے الفاظ استعمال کئے گئے جب مفتی ندیم صاحب کی طرف سے اس پر احتجاج کیا گیا تو قسمیں کھا کھا کر کہا گیا کہ قطعاً ہماری مراد اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ تھے مفتی صاحب کی طرف سے کہا گیا کہ جب وہ مراد نہیں تو مجھے بتایا جائے کہ میں نے پھر کس پروفیسر و ماسٹر کا حوالہ پیش کیا؟

کبھی اکابر کے حوالہ جات پر ''پاپڑ'' جیسے سوقیانہ محاورے کسے جاتے کہ پشتو میں مثال مشہور ہے کہ ہزار پاپڑوں کیلئے ایک ہی لکڑی کافی ہے تو تم جتنے حوالے پیش کردو میرا ایک ہی

جواب ہے کہ متکلمین کا حوالہ ہوگا تو مانوں گا ورنہ نہیں ۔(معاذ اللہ)

صرف یہی نہیں بلکہ کبھی مفتی اعظم پاکستان کو مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی حضرت محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اور کبھی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لڑوایا جاتا کہ مفتی شفیع صاحب کے نظریات ان کے اساتذہ کے خلاف ہیں اس لئے معاذ اللہ ہمارے لئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجت نہیں۔

کبھی کہا جاتا کہ امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علمائے دیوبند کے نظریات سے ہٹ کر اپنے ذاتی تفردات کو معاذ اللہ اکابر دیوبند کے عقائد بنا کر پیش کیا اور شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت جو مولانا عامر عثمانی مودودی اور کیپٹن مسعود جیسے لوگوں کیلئے تھی پیر صاحب کی طرف سے اس کا مصداق امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھرایا گیا (معاذ اللہ)۔غرض وہ کونسی بے ادبی ،کونسا ظلم نہیں جو اس شخص نے اشاروں کنایوں میں اس مناظرہ میں علمائے دیوبند کے ساتھ روا نہ رکھا اور اس پر ہم غریبوں سے بار بار یہ مطالبہ بھی کرتا رہا کہ میرا ادب کرو میں تمہارا بڑا ہوں ،یعنی

ہے توقع کہ محبت سے سبھی پیش آئیں
خود محبت سے کوئی ایک تو اپنا کیجے

یعنی ہمیں پیر صاحب یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ

یہ ظلم دیکھئے کہ گھروں میں لگی ہے آگ
اور حکم ہے کہ مکین نکل کر نہ گھر سے آئیں

تکبر وانانیت کی انتہاء دیکھو کہ اکابر دیوبند کی رائے کو مشرق ومغرب کا اخبار اس بناء پر کہا گیا کہ متقدمین کی عبارات اس میں نہیں لیکن پورے مناظرے میں بار بار اپنے متعلق یہ کہتے رہے کہ اس مسئلہ میں ”میری رائے یہ ہے“ اس باب میں ”میری تحقیق یہ ہے“

کیا پدی کیا پدی کا شوربہ

پیر صاحب کی دو رنگی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ہمارے حوالے تو مشرق ومغرب اخبار کہہ کر رد کر دئے جاتے لیکن خود جو عقیدہ پیش کیا وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بوادر نوادر میں تھا۔

متکلمین کی کتب سے شهوة کا معنی جب ہم نے پیش کیا تو متکلمین کی عبارات سے رد کرنے کے بجائے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اردو رسالے کی طرف دوڑے دوڑے گئے۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے آدمی کی رائے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جیسے آدمی کی تحقیقات کو ان کے ذاتی خیالات کہہ کر رد کردیا گیا مگر سعید فودہ اور آلہ رشی جیسے معاصرین کو آسمان کے تارے بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اس سب کے باوجود یہ دعوے کئے جاتے رہے کہ مجھ جیسا دیوبندی پورے خیبر پختونخوا میں نہیں یعنی قاضی عبدالجبار معتزلی کل کو کھڑا ہو کر کہے کہ میں حنفیوں کا قاضی القضا ہوں مجھ جیسا حنفی خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بھی نہ ہوگا۔ دیوبندی ہو کر جب یہ کچھ دیوبند کے ساتھ کر رہے ہو تو جس دن یہ ظاہری طوق بھی گلے سے نکال دیا تو خدا جانے کیا قہر ہو

دشمنوں کی جفا کا خوف نہیں
دوستوں کی وفا سے ڈرتے ہیں

بہرحال ہم نے پیر صاحب اور ان کے شاگردوں سے بارہا علمائے دیوبند کی کتب، فتاوی، ورسائل کے بارے میں ''اردو رسالے والے مولوی'' جیسے عامیانہ وتوہین آمیز کلمات سنے جس سے ان لوگوں کے دلوں میں علمائے دیوبند کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ متکلمین کی آڑ میں علمایے دیوبند کے اجماعی موقف کو ''جنگ و ایکسپریس اخبار کی خبریں ماسٹروں کی کہانیاں و قصے'' کہنے والوں کی اپنی علمی حیثیت یہ ہے کہ پورے مناظرے میں متکلمین کی ایک عبارت بھی درست نہ پڑھ سکے۔ ہم مانتے ہیں کہ انسان نسیان سے ہے۔ انسان سے غلطی ہوسکتی ہے۔ ہم سے بھی ہوسکتی ہے اور ہوئی ہوگی۔ لیکن پیر صاحب! ہمیں آپ کی طرح یہ دعوے نہیں کہ میرے مقابل کا عالم پورے پاکستان میں کوئی نہیں میرا جیسا پیر کراچی تک موجود نہیں۔ اور نہ ہمارے شاگردوں نے آپ کی طرح ہم کو وقت کا امام رازی اور غزالی کہا۔ جبکہ علمی حالت یہ ہے کہ مناظرہ تو چھوڑیں عام دروس میں بھی میں

نے آج تک ایک عبارت بلکہ حدیث تک عربی میں آپ کو درست پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
اس لئے اکابر بیزار یہ تمام ٹبر کان کھول کر سن لے کہ ہاں میں مانتا ہوں کہ میرے پاس جرگہ اور پنچائیت کے نام پر بٹورے جانے والے اور حیلہ اسقاط میں ملنے والے پیسوں اور مریدوں کے مال پر کروڑوں مالیت کی کتب پر مشتمل وسیع کتب خانہ نہیں ۔مجھے نہ بڑا عالم ہونے کا دعوی ہے نہ پیر فقیر،لیکن اگر علمائے دیوبند کے بارے میں آپ نے اپنایہ متکبرانہ لہجہ درست نہ کیا اور اپنے ان دعووں اور دل آزار گفتگو سے باز نہ آئے تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سامنے بخاری کی سند بھی درست نہیں پڑھ سکتے رازی و غزالی اور دیگر علمی تحقیقات تو ایک طرف۔
پیر صاحب کے مخلص مریدین سے معذرت کے ساتھ اگر ان کو یہ بات بری لگی اور یہ سمجھیں کہ ہمارے پیر صاحب کی شان میں توہین کر دی گئی۔آپ کی حمیت وغیرت اس وقت کہاں چلی جاتی ہے جب آپ کے پیر صاحب شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب،شیخ ادریس صاحب، پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب، کربوغہ والے پیر صاحب، پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب، پیر حسن صاحب مدظلہم العالی کی موجودگی میں یہ دعوے کرتے ہیں کہ میرا جیسا علم اور پیری مریدی کراچی تک کسی کے پاس نہیں؟؟؟؟

مناظرہ میں پیر صاحب کی شرمناک علمی کمزوریاں

قارئین کرام! بخدا ہمارا رب جانتا ہے کہ یہ عنوان قائم کرتے ہوئے ہمارے دل پر کیا گزر رہی ہے۔انسان ہونے کے ناطے غلطی ہر ایک سے ہوسکتی ہے۔ہم طالب علم ہیں اورطالب علم اگر طالب علمی کے زمانے میں غلطی کر جائے تو اسے عیب شمار نہیں کیا جاتا کہ سیکھنے کا زمانہ ہے۔ہم نے ماضی میں بھی ممکن ہے کہ علمی غلطیاں کی ہوں اور مستقبل میں بھی محفوظ یا معصوم عن الخطاء ہونے کا دعوی نہیں مگر پیر صاحب کا معاملہ ہم سے جدا ہے۔پیر صاحب خود منبر پر بیٹھ کر یہ دعوے کرتے ہیں کہ مجھ جیسا عالم اور میرے جیسا وسیع المطالعہ عالم پورے صوبے میں نہیں۔مجھ جیسا پیر کراچی تک نہیں پایا جاتا۔

ان کے بعض خاص حواری ان کیلئے ''وقت کا امام رازی وامام غزالی'' سے کم کسی لقب پر راضی ہی نہیں ہوتے۔دوسری طرف صبح شام مسلک کا درد دل رکھنے والوں کو عامی، عبارات غلط پڑھنے والا اور کتب کے نام درست نہ لے سکنے والے کہہ کر ان کی علمی حیثیت کا مزاح اڑاتے رہتے ہیں۔لہذا صرف اس چند گھنٹوں کی مجلس میں پیر صاحب نے جو علمی شگوفے اور فحش علمی غلطیاں کی ہیں ان پر ہم مختصر تنبیہ کر رہے ہیں۔یاد رہے کہ نیٹ پر پیر صاحب کا کوئی ایسا علمی درس موجود نہیں جو غلطیوں سے خالی ہو تو چھانی کو اپنے چھید دیکھ کر دوسروں پر اعتراض کرنا چاہئے کہ تجھ میں چھید ہیں۔

غیر کے چاک گریباں کو بھی ٹانکا کیجے
اور کچھ اپنے گریباں میں بھی جھانکا کیجے
خود میں دعویٰ جو بڑائی کا لیے پھرتے ہیں
یہ بھی فتنہ ہے ذرا اس کو بھی چلتا کیجے

کتابوں ومصنفین کے نام غلط لینا

پیر صاحب نے ایک جگہ شارح الارشاد کو ''ابن الابزیزہ'' کہا حالانکہ صحیح ''ابن بزیزہ'' ہیں۔

پیر صاحب بار بار شارح الارشاد امام مظفر بن عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ المعروف امام مقترح کو ''ابن مقترح'' بولتے رہے ۔گویا وہ انہیں مقترح کا بیٹا سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کو مقترح ان کے والد کی نسبت سے نہیں بلکہ ان کو مقترح ایک کتاب ''المقترح فی المصطلح فی الحدیث'' للشیخ ابی منصور محمد البروی الشافعی'' کی شرح لکھنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور یہ کوئی نایاب بات نہیں بلکہ خود شرح الارشاد ج ا ص ۳۳، ۳۴'' پر موجود ہے۔

آلہ رشی کی کتاب ''البدر الانور'' کو ''بدر الانور'' اضافت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

ایک جگہ تو یہ بھی ظلم کر دیا کہ شیخ زکریا انصاری کو ''الزکریا'' پڑھ دیا۔

پیر صاحب نے یہ نرالہ انکشاف بھی کیا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی شرح ''اللمعات'' دراصل یہ ''اشعۃ اللمعات'' فارسی کا خلاصہ ہے اس کا فیصلہ میں اہل علم پر چھوڑتا ہوں اگر اللمعات کا مقدمہ بھی کبھی زندگی میں پڑھا ہوتا تو ایسی کمزوری بات نہ کی جاتی۔

ایک جگہ کہا کہ ایجی شرح المواقف میں لکھا حالانکہ شرح مواقف تو جرجانی کی ہے ''المواقف'' ایجی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

ایک جگہ شرح المواقف کو ''شرح المُواقف'' میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔

کتب کے غلط حوالہ جات دینا

پیر صاحب نے ایک موقع پر اپنے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ''مجمع کبیر نما محققین'' (یہ اصطلاح خود پیر صاحب نے اپنے ساتھیوں کیلئے استعمال کی) کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ:

''یہ رملی کا نام بھی نہیں جانتے ہوں گے''

لیکن میں ان کے مزاج سے خوب واقف ہوں اشارہ ان کا مفتی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف تھا۔تو پیر صاحب! رملی رحمۃ اللہ علیہ کو یقینا آپ کے دائیں بائیں بیٹھے ارباب نہیں جانتے ہوں گے لیکن الحمدللہ بندہ تھوڑا بہت جانتا ہے۔اس مناظرے سے کئی سال پہلے اپنی تصنیف ''آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے'' میں رملی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے بھی پیش کر چکا ہوں۔مگر یہاں ایک دلچسپ بات بتادوں کہ آپ خود بھی رملی رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں جانتے کیونکہ نام تو آپ نے رملی کا لیا اور جو عبارت آپ نے پڑھی وہ رملی کی نہیں بلکہ اس کتاب پر علي بن علي

الشبر املسي قاہری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۷ھ کے ''حاشیہ شبراملسی'' کی ہے ملاحظہ ہو:

''ن※اي※ المحتاج إلي شرح المن※اج ومع※ حاشي※ الشبر املسي وحاشي※ المغربي الرشيدي، ج ا ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ''

ایک بات پھر دہرادوں پیر صاحب میرے متعلق کم از کم یہ ذہن صاف کرلیں کہ اس ناچیز کو مطالعہ کا ذوق نہیں۔ یاد تو ہوگا تاسوبہ چا اختہ نیو۔

پیر صاحب دوران مناظرہ کہتے ہیں کہ میرا حافظہ کمپیوٹر ہے مگر پیر صاحب نے اپنے سوء حافظہ یا جان بوجھ کر ایک مقام پر کہتے ہیں کہ ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

''ایک رائے کسی کی نہیں ہوگی مگر اس پر مناظرہ کرے گا''

تو پیر صاحب! عرض ہے کہ محدث ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کا قول نہیں بلکہ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جسے کتاب کے محقق نے کتاب میں یوں نقل کیا:

و تعقبه السبكی فقال قلت وليس ذالك بلازم فقدتناظر المرعلی مالايراه اشارةللفائدةوابرازالهاوتعليماللجدل۔

(الطهور، ص ۳۵ مكتبة الصحابہ جدہ شریف)

اب ابوعبید القاسم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۲۴ھ ہے اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۱ھ ہے انہوں نے یہ بات ''طبقات الشافعیۃ الکبری ج ا ص ۲۷۳، ۲۷۴ '' پر کی ہے مگر پیر صاحب اپنے کمال حافظہ کی بناء پر قریبا پانچ صدی بعد والے شخص کے قول کو ان سے پانچ سو سال قبل پیدا ہونے والے کے ذمہ لگا دیا یاللعجب۔ لہٰذا پیر صاحب حافظے میں غفلت، غلط فحش، سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہیں اور وہ احادیث جو وہ اپنی سند سے محض اپنے حافظے کی بنیاد پر بیان کریں گے ضعیف شمار ہوں گی۔

پیر صاحب نے مناظرہ میں کہا کہ ''الارشاد'' کی تین شرحیں ہیں اور پشاور کے کسی کتب خانے میں الارشاد کی تین شرحیں نہیں ہیں اور یہ جو میرے پاس اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ہے یہ شیخ سجاد حجابی صاحب کے پاس بھی نہ ہوگی۔

دعوے تو ایسے کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ!!! حالانکہ پورے مناظرہ میں اشعۃ اللمعات

کے بعد سب سے فحش غلطیوں پر مشتمل جو عبارت پڑھی وہ اسی الارشاد کی تھی ایسی شروح کا کیا فایدہ کہ متن کی ایک سطر تک پڑھنے پر آپ قادر نہ ہوں؟۔

بہرحال تو اول تو گذارش یہ ہے کہ امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی الارشاد کی محض تین شروح ہیں یہ ایسا انکشاف ہے جو پشاور کے کسی کتب خانے تو کیا دنیا کے کسی اہل علم کے دل و دماغ میں بھی نہیں ہوگا۔ شرح الارشاد لابی القاسم الانصاری کے محقق نے الارشاد کی شروح کی تحقیق میں شرح الارشاد کی 12 شروح کا ذکر کیا ہے۔ باقی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح یقینا یہ ایک نیا انکشاف ہے ہماری تحقیق کے مطابق اس نام کی کوئی شرح ''الارشاد'' کی نہیں **و فوق ذی کل علم علیم** ۔غالبا پیر صاحب نے سہوا شیخ قاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح جو خود امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں کو اصفہانی کی شرح کہہ دیا۔ اگر ایسا نہیں تو عرض ہے کہ اس بارے میں ہماری معلومات میں اضافہ کیا جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ الارشاد کی تین شروح کتب خانے یا کسی متکلم کے پاس ہوں یا نہ ہوں ہمارے پاس تین کا کوٹہ مکمل ہے:

(۱) ابن بزیزہ۔

(۲) امام مقترح جسے پیر صاحب بار بار ابن مقترح کہہ کر فحش غلطی کر رہے تھے۔

(۳) ابوالقاسم الانصاری۔

چوتھی اصفہانی کی شرح کا انتظار ہے۔ چونکہ پیر صاحب نے علم کلام میں اپنی برابری کیلئے شرح الارشاد کی شروح کی تعداد کو معیار قرار دیا تھا۔ تو اس اصول سے وہ ہمیں اپنے سے بڑا اگر نہیں تو اپنے پائے کا متکلم تو ضرور مانیں کہ ان کے مطالبے و دعوے کے مطابق متکلم بننے کیلئے الارشاد کی تین شروح کا بیک وقت ہونے والے معیار پر الحمدللہ ہم پورے اترتے ہیں۔

پیر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ''قَسطلانی'' پڑھنا ہے اس کو ''قُسطُلانی'' نہیں پڑھنا حالانکہ بقول ارشاد الساری کے محقق کے اس طرح پڑھنا بھی جائز ہے بلکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نہ قَسطلانی پڑھا جائے نہ قُسطلانی بلکہ قِسطلانی پڑھا جائے۔

عبارات میں فحش غلطیاں کرنا

یہ غلطیاں تولا تعد ولاتحصی ہیں لیکن ہم چند نقل کر رہے ہیں نیز پیر صاحب عبارت اس برے اور بچکانہ طریقے سے پڑھتے کہ شائد اولی کا ابتدائی طالب بھی ایسی نہ پڑھے ہم نے اکثر عبارات خود اصل کتب کی طرف مراجعت کر کے نقل کی ہیں پیر صاحب کی آواز عبارت پڑھتے ایسی سنائی دیتی جیسے چھتے کے قریب مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔

عجب مشکل میں پھنسا ہے سینے والا جیب و داماں کا
اِدھر ٹانکا اُدھر اُدھڑا اُدھر ٹانکا اِدھر اُدھڑا

(۱) وانما علی المفتی حکایة نقلُ الصریح کما صرحوا به
مضاف الیہ مضاف پر ضمہ پڑھ رہے ہیں۔

(۲) هذا فی الفرق بین السحر والمعجَزة اما الفرق بین الکرامة والمعجَجزة فبان الکرامةُ تحتاج الی اثر فی الهمة فللکسب و الاکتساب دخل فیها
دو جگہ معجزہ اسم مفعول کا صیغہ سمجھ کر پڑھا اور الکرامة جو ان کا اسم تھا اسے مرفوع پڑھ دیا۔

(۳) وقد تحصل الکرامة فهو باختیار ہ و دعائه ای بطلبه و قد لا تَحَصَل ...... باب نصر ینصر کو سمع سے سمجھ کر پڑھا۔

(۴) ای جائزةٌ واقعةً ولو باختیارهم وقال النووی الصحیح ان الکرامة تقع باختیارهم وطلبهم
جائزة کو مرفوع واقعة کو منصوب پڑھ رہے ہیں استغفر اللہ۔

(۵) وامتیازها ..وتحصل علی عبدٌ مطیع وتخصیصاله و تفضیلا له علی من لا کرامة له وقد تحصل الکرامة له باختیار له وقد لا تحصِل له

عبد جو مجرور ہے اسے مرفوع پڑھ رہے ہیں اور تحصل کے عین کلمہ پر کسرہ پڑھ رہے ہیں۔

(۶) و فیہ ان الکراماتُ الاولیا قد تقع باختیارھم و طلبھم ھو الصحیح عند اصحابنا المتکلمین ومنھم من قال لا یقع باختیارھم وطلبھم

کرامات جو ان کا اسم ہے اسے مرفوع پڑھ رہے ہیں پورے مناظرہ میں سب سے زیادہ مظلوم لفظ پیر صاحب کے ہاں ''کرامت'' تھا یعنی جس موضوع پر مناظرہ کررہے تھے اسی لفظ کا اعراب سب سے زیادہ غلط پڑھا۔

(۷) وفیہ اثبات الکرامتُ الاولیا وقوعُ الکرامۃ لھم باختیارھم

الکرامۃ جو مضاف الیہ ہے اسے مرفوع پڑھ رہے ہیں۔

(۸) واما الکرامات وھی بخلاف المعجزات فان الولی ربما ما یقدر ان یاتیُ بھا وربما لا یقدر

ان ناصبہ کے بعد یاتی کو مجزوم پڑھ رہے ہیں۔

(۹) وفیہ ان الکراماتُ الولی قد تقع باختیارہ و طلبہ وھو الصحیح عند جماعتنا المتکلمین کما فی حدیثُ جریج ومنھم من قال لا تقع باختیارہ وطلبہ و فیہ ان الکرامۃ قد تقع بخوارق العادات الی آخرہ

الکرامات ان کا اسم ہے اسے مرفوع پڑھتے ہیں اور حدیث مجرور ہے اسے مرفوع پڑھتے ہیں۔

(۱۰) وقد تقع الکرامۃِ

فاعل کو فعل کے بعد مجرور پڑھ رہے ہیں۔ استغفر اللہ

تلک عشرۃ کاملۃ

ہم نے نے روئیداد مناظرہ میں ان کی عبارت میں جہاں جہاں فحش غلطیاں کی ہیں وہاں اعراب لگا دئے ہیں مزید غلطیاں وہی ملاحظہ ہوں۔ پیر صاحب اسلامی تاریخ کے وہ واحد ''غزالی وقت ورازی دوراں'' ہیں جنہوں نے اپنے کسی ریکارڈ ڈ درس بھی عبارات صحیح نہیں پڑھی ہیں۔یعنی ان کا کوئی ایک درس ایسا نہیں دیکھایا جاسکتا جس میں انہوں نے عربی عبارات پڑھی ہوں اور کوئی غلطی نہ کی ہو۔اس مناظرہ میں تو سابقہ سارے ریکارڈ توڑ دئے ہیں۔

یاد رہے کہ بشر ہونے کے ناطے ہر انسان سے غلطی کی توقع کی جاسکتی ہے۔خاص کر عجم سے عربی عبارات میں غلطی کا قوی امکان ہے لیکن جب پاکستان کے سب سے بڑے عالم و پیر ہونے کا دعوی ہو،امام اہلسنت جیسی تحقیق کا خناس دماغ میں گھوم رہا ہو،اورا کابر کے مقابل ''میری تحقیق میری تحقیق'' جیسی سوچ ہو اور مریدین کی طرف سے ''غزالی ورازی'' جیسے الفاظ بھی القابات کیلئے ہلکے معلوم ہوتے ہیں تو ایسے شخص کی طرف سے عربی عبارات میں فحش غلطیاں جس کا تصور اولی کا طالب علم بھی نہیں کرسکتا کرنا نہ صرف شرم کا مقام ہے بلکہ ڈوب مرجانے کے مقام ہے۔

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیوبند سے اعتزال کی سازش

قارئین کرام! آج فتنے وفساد اور قرب قیامت کے اس دور میں عجیب وغریب فتنے دیکھنے کو مل رہے ہیں۔اسلام کی سرحدوں کے اندر سے اسلام کالبادہ اوڑھے مبتدعین اور اسلام کی حدود سے باہر کھلے کافر ہرایک اسلام پرحملہ آور ہے۔ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس پُرآشوب دور میں اہل السنۃ والجماعۃ کے شیرازہ کو مزید بکھیرنے کے بجائے چھوٹے موٹے جزئی اختلافات سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف صف آرا ہوتے لیکن افسوس کہ کچھ کوتاہ اندیش اپنے علمی گھمنڈ یا مصاحبین کے جھانسے میں آکر"مالکوں کو ہی پڑ گئے"۔

اپنی نام نہاد تحقیقات کی آڑ میں برعظیم میں موجود اہل حق کے معتدل اور سب سے بڑے مسلک"اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند" کے مسلمہ نظریات سے عدول کیاجانے لگا۔کھلے بندوں اکابر وعلماء کی توہین وتذلیل شروع کردی گئی۔سوشل میڈیا پرایک طوفان بدتمیزی بپا کردیا گیا۔اکابر کی تحقیقات اورکتب پر"اردو رسالے" جیسے عامیانہ طنزیہ جملے کسے جانے لگے،دیوبند کا"ہندوستانی" اور"پشاوری"ایڈیشن بنانے کی باتیں کی جانے لگیں۔کھلے عام منبروں پر یہ دعوے کئے جانے لگے کہ ہمارے جیساعلم اور ہماری جیسی خانقاہ پورے ملک میں کسی کے پاس نہیں لہٰذا دیوبند کی تحقیقات ہم پرمت پیش کرو۔ہم دیوبند کی صرف وہی تحقیقات اورفتاوی تسلیم کریں گے جو ہماری مزعومہ تحقیق کے مطابق ہوں گی۔

ان حالات میں جب کوئی خدا کا بندہ سمجھاتا کہ حضرت یہ آپ کس ڈگر پر چلے جارہے ہیں؟ تو آگے سے یہ متکبرانہ جواب ملتا کہ تم تو میرے شاگردوں کے شاگردوں کے عمر کے ہو، میرے پاس جیسا کتب خانہ ہے پورے پاکستان میں کسی کے پاس نہیں،میرے جیسا مطالعہ والا ایک عالم پورے پاکستان میں نہیں تم کون ہوتے ہو جو مجھے سمجھانے والے؟ گویا بزبان حال ہمیں یوں کہا جارہا تھا ؎

فائدہ کیا ہے نصیحت سے پھرے ہو ناصح
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھائے ہمیں

لیکن شاید وہ یہ بھول گئے کہ اہل باطل کے ساتھ ہمارااختلاف کوئی ذات کا، جائیداد کا، مکان یا زمین کا نہیں بلکہ ''نظریات'' کا ہے۔ اگر ان نظریات پر کوئی گھر کے اندر کا غدار نقب لگانے کی کوشش کرے گا تو اس کا ہاتھ بھی اسی سختی سے روکا جائے گا جیسا کہ باہر کے چور کا۔ اگر آپ کے اوپر لگے ہوئے دیوبند کے لیبل کی وجہ سے ان خودساختہ دعووں کا کوئی جواب نہیں دے رہا تھا یا آپ کی علمی کوتاہیوں اور محدود وسرسری مطالعہ پر کوئی تنبیہ نہیں کر رہا تھا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ ہم جیسے طلباء آپ کے علمی رعب تلے دبے ہوئے تھے بلکہ مصیبت یہ تھی کہ پیٹ اپنا ہی ننگا ہوتا۔ کاش کے پیر صاحب اس حقیقت کو سمجھتے کہ ؎

شہر میں گلیوں گلیوں جس کا چرچا ہے
وہ افسانہ تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

ورنہ حالت تو یہ تھی کہ ہم تو عاجز لوگ ہیں ہمارے شاگرد جب آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور تنقیدی نگاہ آپ پر ڈالی تو معلوم ہوا کہ حضرت تو کسی ایک عربی کتاب کی عبارت بھی درست پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

باتیں ہزاروں کی دوکان پکوڑوں کی
اونچی دوکان پھیکا پکوان

پیر صاحب کا علمائے دیوبند کو تسلیم کرنے سے کھلا انکار

پیر صاحب مبادیات کی مجلس میں علمائے دیوبند سے کھلی بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر آپ علمائے دیوبند کی عبارات پیش کریں گے تو علمائے دیوبند کی عبارات اس وقت حجت ہوں گی یہ بات یاد رکھیں علمائے دیوبند کی عبارات اس وقت حجت ہوں گی جب آپ اس پر نقل متکلمین سے پیش کریں گے۔ کہ یہ نقل علمائے دیوبند کی متقدمین اشاعرہ یا احناف کے قول کے مطابق ہے۔ اب ایک بات آجائے اس میں نسفی کچھ کہتا ہے

شرح عقائد کچھ کہتا ہے اس میں تبصرۃ الادلۃ کچھ کہتا ہے اور اس میں چھوٹے علماء جو ہماری نسبت سے بڑے ہیں آسمان کے ستارے ہیں وہ کچھ اور کہتے ہیں یہ بات میں نے پہلے بھی آپ کو کہی تھی اگرچہ آپ نے اس پر کلپ بھی کیا تھا کہ اگر مقابلہ اشعریت ، ماتریدیت اور حنفیت آجائے گی تو میں دیوبندیت کو ترجیح دوں گا۔نہیں ہمارا یہ طریقہ کار نہیں ۔اگر ہمارے علمائے دیوبند میں اختلاف آگیا اور انہوں نے اس میں متقدمین کا قول نقل کیا ہو تو ہمارے لئے علمائے دیوبند کا قول حجت ہوگا لیکن علمائے دیوبند نے کوئی بات کی اور بدون نقل کی تو آپ اس پر ناراض مت ہونا۔۔۔اگر بات کرنی ہے علمائے دیوبند کی تو علمائے دیوبند کی وہ بات لیں گے جو متقدمین واحناف کے اقوال کے مطابق ہوگی مفتی غلام فرید صاحب آپ تو اصول افتاء سے باخبر ہیں نا؟نقل معتبر ہے ۔اردو کی کتابوں کی بات اس وقت مانیں گے جب نقل موجود ہو عربی کتابوں سے،اگر اردو کتاب ہو اور نقل نہ ہو تو میں نہیں مانتا۔میں علمائے دیوبند کو اس وقت مانوں گا جب اشاعرہ وماتریدیہ کے مطابق چلیں گے‘‘۔

افسوس کہ پیر صاحب جیسے لوگ اپنے خود ساختہ نظریات کے دفاع میں اسلاف ماتریدیہ کے مقابل اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند احناف کو لا کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کا آپس میں تقابل وتضاد پیش کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں، اور یہ خطرناک تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے لئے اصل اصول ماتریدیہ وعلم الکلام کی کتب ہیں اور فلاں فلاں مسئلہ میں چونکہ اکابر دیوبند نے ان کی مخالفت کی لہذا اکابر دیوبند کا موقف اگرچہ اجماعی ہی کیوں نہ ہو ہمارے لئے حجت نہیں ۔حالانکہ یہ الزام سراسر خود ساختہ ،کم علمی وکج فہمی ہے ۔دیوبند معاذ اللہ کسی جدید فرقے یا مذہب کا نام نہیں کہ اسلاف خصوصا ماتریدیہ واحناف کا ٹکراؤ ان سے پیدا کیا جائے اور ان کو معاذ اللہ اکابر واسلاف کا باغی گردانا جائے ۔

درحقیقت آپ کی یہ سوچ دیوبند سے اعتزال اور فرقہائے باطلہ مثلا سیفیہ ومنکرین حیات کے درپردہ ہاتھ مضبوط کرنا ہے ۔سیفی بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے دیوبند کو پیش نہ کرو بلکہ دوسو سال پہلے کے اسلاف خصوصا احناف کے اقوال پیش کرو یہ دیوبند ہمارے بعض مخصوص

نظریات واعمال میں خطاء پر ہیں ان کا موقف ہمارے لئے حجت نہیں یہی بات موجودہ اشاعت التوحید والسنہ والے بھی کہتے ہیں کہ عقیدہ حیات میں ان اکابر سے خطاء ہوگئی۔

پیر صاحب کا یہ خود ساختہ اصول ہے کہ علمائے دیوبند کی وہ بات معتبر ہوگی جو متکلمین کی کتب میں ہوں۔کیا متکلمین دلائل شرعیہ کا نام ہے؟ کیا علمائے دیوبند متکلمین نہیں؟ کیا علمائے دیوبند قرآن وسنت کو سمجھنے والے نہیں؟ کیا علمائے دیوبند عقائد کو جاننے والے نہیں؟

کل کو کوئی کہے کہ صاحب تبصرۃ الادلۃ اور شرح عقائد والے کوئی مجتہد نہیں تھے کہ ان کی بات مان لوں وہ بھی انسان تھے، صاحب تبصرۃ الادلۃ تو جگہ جگہ امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیکر ان پر رد کرتا ہے بلکہ ایک جگہ تو ان پر کفر کا فتوی لگاتا ہے۔لہذا ان کی بات میں تب مانوں گا جب یہ اپنے ما قبل علماء کی نقول پیش کریں اور ما قبل علماء کی بات تب مانوں گا جب وہ اپنے سے پہلے علماء کی نقول پیش کریں ھلم جرا تو معاملہ کہاں تک جائے گا؟

حیرت ہے ہم سے اشعری و ماتریدی کی نقل کا مطالبہ کرتے ہیں اور خود تصرفات کے قائل ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ نہ ماتریدیہ کی کتب میں ہے نہ اشاعرہ کی کتب میں اس کا کوئی تذکرہ ہے۔خود دعوی لکھواتے ہیں کہ کرامت تین قسم پر ہے علم وقصد، صرف علم، نہ علم نہ قصد پیر صاحب میں جرات ہے تو متقدمین اشاعرہ ماتریدیہ کی نقل اپنے اس دعوے پر دکھائیں۔

ایسے حضرات کان کھول کر سن لیں ہم آپ کی پیری آپ کے علم کے اس وقت تک قدر داں ہیں جب تک آپ اکابر دیوبند کے در کے غلام ہیں۔جس دن آپ نے اکابر کی تحقیقات کو اپنی خود ساختہ تحقیق اور کتب خانے کے گھمنڈ میں روندنا شروع کر دیا تو وہی حال کریں گے جو اہل باطل کا کیا۔

اور اچھی طرح کان کھول کر سن لو اکابر علمائے دیوبند کبھی ماتریدیت وحنفیت کے خلاف نہیں ہو سکتے لیکن بالفرض ایسا ہوا بھی تو ہم جمہور اکابر دیوبند کی آراء کے مقابل میں آپ کی نام نہاد ماتریدیت وحنفیت کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

امام عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب استاد محترم شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ دوران درس امام رازی رحمۃ اللہ علیہ وتفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے اختلاف کرتے تو فرماتے کہ اس باب میں محققین کی رائے یہ ہے۔ظاہر ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ وتفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابل بھلا طلبہ کس کی سنتے؟ لہذا حضرت استاجی ''محققین'' کا لفظ استعمال کرتے کہ جن کی رائے پیش کررہا ہوں وہ بھی کوئی معمولی لوگ نہیں۔

حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد میں جب میں نے امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حجۃ الاسلام امام قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا تو یہ عقدہ کھلا کہ وہ ''محققین'' تو یہ دو حضرات تھے۔(ماخوذ کتاب شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ)

أولئك آبائی فجئنی بمثلهم
إذا جمعتنا یا جریر المجامع

یہ تھے میرے اکابر اور آج لامیشی اور اجھوری کے نام یاد کرکے ہمیں بتایا جارہا ہے کہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات تو منزل من اللہ ہے اور مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ،فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اردو رسالوں والے ہیں!!!۔اللہ تمہیں ہدایت دے کل کا نرا مصری ناقل اجھوری رحمۃ اللہ علیہ تو تمہارے نزدیک متکلم اسلام ہوگیا،لامیشی رحمۃ اللہ علیہ جن کے نہ استاد کا پتہ نہ شاگرد کا بس چند صفحات کا علم کلام پر رسالہ منظر عام پر آگیا تو متکلم اسلام ہوگیا اور علمائے دیوبند جنہوں نے دین کے ہر مسئلہ پر تحقیقات کے دریا بہادئے ان کی تحقیقات آپ کی نظروں میں اردو رسالے؟؟

انصاف۔۔۔انصاف۔۔۔انصاف!!!

اب لوگ ہمیں نصیحتیں کریں گے کہ حضرت وہ بڑے ہیں گزارا کریں مگر ہمارا جواب یہی ہے کہ ؎

کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھ کو
اسے بھی ایک دن کچھ جاکے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پیر صاحب کو دیوبندی سمجھنے والے کچھ تو عقل سے کام لیں جو کھلے عام کہتا ہے کہ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا کوئی میں ۵۰۰ دیوبندی اکابر کے حوالے اس وقت مانوں گا جب اس میں لامیشی رحمۃ اللہ علیہ اور تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نظر آئے گا۔کیا ایسا شخص دیوبندی ہوسکتا ہے؟ اگر یہ دیوبندی ہے توسیفیوں نے کیا قصور کیا ہے؟

حیرت ہے کہ اشاعت التوحیدوالسنۃ والے اگر بقول ان کے قرآن و حدیث کے نصوص کے مقابلے میں حیات فی القبر کے منکر ہوں تو وہ تو دیوبند سے خارج ،بدعتی معتزلی کیونکہ علمائے دیوبند کے موقف کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر آپ محض گنتی کے چھ سات متکلمین کی مجمل عبارات جس کے مدلل جوابات خود متکلمین کی کتب کی روشنی میں دیئے گئے کی بنیاد پر دیوبند کو تسلیم کرنے سے انکار کردیں تو بھی ہٹے کٹے دیوبندی اور مخالفین نجدی وہابی!!!

واہ رے انصاف تیرا جنازہ

تعجب ہے کہ آج کل یہ لوگ دیوبندیت کو ماتریدیت کے مقابل کھڑا کرنے کی کوشش کررہے ہیں یہ طرز بعینہ اہل الحاد مماتیوں اور غیر مقلدیں کا ہیں۔غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب فقہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں آجائے تو قرآن وحدیث ماننا چاہیے نہ کہ فقہ!

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ جب حدیث قرآن کے مقابلہ میں آجائے تو قرآن لینا چاہیے نہ کہ حدیث ۔ہم دونوں کو کہتے ہیں کہ کبھی بھی حدیث قرآن کے مخالف نہیں کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا جنگ نہیں کرتے البتہ حدیث قرآن کی شرح ہے ۔اسی طرح غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ فقہ کبھی بھی حدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ فقیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف نہیں بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کی تشریح کرتا ہے۔یہی حال ماتریدیت اور دیوبندیت کا ہے۔اکابر دیوبند کبھی بھی ماتریدیت کے خلاف نہیں البتہ ماتریدیت کے صحیح شارحین اور ترجمان ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ فرماتے ہیں:

أَن الْأمة اجْتمعت على أَن يعتمدوا على السّلف فِي معرفَة الشَّرِيعَة فالتابعون اعتمدوا فِي ذَلِك على الصَّحَابَة وَتبع التَّابِعين

اعتمدوا علی التَّابِعین وَهٰکَذَا فِي کل طبقَة اعْتمد الْعلمَاء علی من قبلهم وَالْعقل یدل علی حسن ذَٰلِك لِأَنِ الشَّرِیعَة لَا تعرف إِلَّا بِالنَّقْلِ والإستنباط وَالنَّقْل لَا یَسْتَقِیم إِلَّا بِأَن تَأْخُذ کل طبقَة عَمَّن قبلهَا بالإتصال وَلَا بُد فِي الإستنباط أَن تعرف مَذَاهِب الْمُتَقَدِّمین لِئَلَّا یخرج عَن أَقْوَالهم فیخرق الْإِجْمَاع

(عقد الجید،ص ۱۳)

پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ لوگ شریعت کے جاننے اور پہچاننے میں سلف صالحین پر اعتماد کریں پس تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا، تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا، اسی طرح ہر زمانہ میں ہر طبقہ میں یہی صورت چلتی رہی کہ ہر بعد والے طبقہ نے اپنے سے پہلے طبقہ پر اعتماد کیا اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کیونکہ شریعت کے جاننے کا طریقہ صرف اور صرف نقل صحیح اور کتاب وسنت سے صحیح استنباط ہے اور نقل صحیح کا طریقہ ایک ہی ہے کہ ہر بعد والا پہلے سے متصل طبقہ سے علم دین حاصل کرے اور صحیح استنباط یہ ہے کہ استنباط کنندہ متقدمین حضرات کے مذہب کو جانتا ہو تاکہ وہ ان کے اقوال سے باہر ہو کر کوئی الگ نیا مذہب اختیار نہ کرلے کیونکہ وہ نیا مذہب اجماع کے خلاف ہوگا۔

اب پیر صاحب سے سوال ہے کہ اگر لامیشی ونسفی کچھ لکھتا ہے اور اکابر کچھ لکھتے ہیں تو ”اتصال کی لڑی“ تو ٹوٹ گئی نقل تو ختم اور کیا معاذ اللہ اس صورت میں اکابر نے خرق اجماع کر کے دیوبندیت کے نام سے نیا مذہب تو نہیں گھڑلیا؟

آج کے دور میں ہر باطل یہی نعرہ لگاتا ہے کہ استدلال قرآن وحدیث سے ہوگا اور اسلاف پرستی چھوڑنی چاہیے۔ بظاہر یہ نعرہ بہت اچھا ہے لیکن درپردہ یہ فتن کے سامنے سے بند کو ہٹانا ہے اور فتن کے منہ کھولنے کے مترادف ہے، کیونکہ قرآن وحدیث کے الفاظ کو اگر اپنے فہم پر حل کرنا شروع ہوجائیں تو مرزائی، منکرین حدیث، غیر مقلد، مماتی، ڈاکٹرز اور انجینئر اور جاوید غامدی جیسے لوگ گمراہ کیوں ہیں؟ کیا ان کا استدلال بھی قرآن وحدیث سے نہیں ہے؟ لیکن ہم سب ان کو فتنہ سمجھتے ہیں صرف اسی وجہ سے کہ ان حضرات کے دعوی قرآن

وحدیث میں استدلال سے ان کے ساتھ فہم سلف نہیں ۔اسلاف کے سامنے یہی قرآن واحادیث تھے لیکن انہوں نے ان کی طرح استدلال نہیں کیا، بالکل اسی طرح اشعریت اور ماتریدیت ہیں کہ ان کا ایک مطلب ہم اپنے فہم سے لیں اور ایک اس کا مطلب اور شرح ہمارے اکابر نے کیا ہے اگر اپنی فہم کو حجت سمجھنے لگ جائیں تو فتنے کھلیں گے اور اگر اکابر کی تشریحات پر اعتماد کرلیا جائے توان شاء اللہ باطل اور فتنے دب جائیں گے۔

اکابر دیوبند میں صرف محدثین ،صوفیاء اور مفسرین نہیں بلکہ بڑے بڑے متکلمین بھی موجود ہیں ۔تاریخ اکابر دیوبند اٹھالیں تین جلدوں میں ایک امکان کذب کے مسلہ پر آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات دیکھ لیں پتہ چلے گا کہ ان حضرات نے کس طرح اشاعرہ اور ماتریدیہ کے کتب واقوال کو پیا تھا،لہٰذا ان حضرات کو ماتریدیت اور اشعریت کے مقابل سمجھنا یا ان کو فرع اور ماتریدیت کو اصل سمجھنا علمی خطاء ہے ۔یہ دعویٰ تو اہل باطل کا ہے پیر سیف الرحمن سیفی بریلوی نے اپنی کتاب لکھا ہے :

”حنفی مذہب بمنزلہ کل ہیں اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں ۔تو کل کو چھوڑ کر جزء کا تقلید کرنا عقلا اور شرعا حماقت ہیں“۔

(ہدایت السالکین 83 ناشر دار العلوم الحنفیۃ السیفیۃ)

حیرت کہ یہی بولی آج کل دیوبند کی طرف انتساب کرنے والے یہ لوگ بول رہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف دیوبند کے ساتھ وابستہ رکھے ۔اس موقع پر بندہ امام اہل السنت و الجماعت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کو نقل کرنا چاہتا ہے جو حضرت کے کتب میں جابجا موجود ہے ۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

بہر حال بعض الناس نے یہ عجیب اصول گھڑا ہے کہ اصل ”متکلمین“ ہیں ان کے مقابل اگر علماء دیوبند آئیں گے تو انکی بات رد کی جائے گی ۔تو جناب جب اصل متکلمین ہیں تو چندے بھی امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر لیں مدرسے بھی امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر کھولیں

پھر خود کو دیوبند کا باپ نہیں متکلمین کا باپ کہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ چندے علمائے دیوبند کے نام پر لیں، روٹیاں علمائے دیوبند کے نام پر کھائیں، مدرسے اور خانقاہیں علمائے دیوبند کے نام پر بنائیں اور جب عقائد ونظریات کی بات آئے تو کہیں یہ تو اردو رسالے ہیں متکلمین کے مقابل ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ معاذ اللہ۔

کاش کے یہ صاحبان اور ان کے ہمنواوں نے غور کیا ہوتا کہ ہمارا دیوبند کی طرف نسبت کرنے کا مقصد کیا ہے؟ میں نہ دیوبند کا رہنے والا ہوں نہ میں نے دارالعلوم دیوبند سے پڑھا ہے تو آخر کیوں خود کو دیوبندی کہتا ہوں؟ حنفی ماتریدی کی طرف نسبت تو بدعتی بھی کرتے ہیں؟

اس نسبت کی وجہ یہ ہے کہ برعظیم پاک وہند میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مابین اختلافی و نزاعی یا مجمل امور میں جن تشریحات ونظریات اور تحقیقات وتفصیلات اور تشریحات کو جمہور اکابر دیوبند نے اختیار کیا ہم اس سے متفق ہیں۔ ہمارے نزدیک ان نزاعی یا اجمالی معاملات میں یہی جمہور کا موقف حرف آخر اور پتھر کی لکیر ہے۔ ہم موت کو تو قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن ایک انچ اس سے ہٹنے کو تیار نہیں۔

افسوس اگر ان صاحبان نے ترجمان دیوبند حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج'' کا مطالعہ کیا ہوتا تو اس خبط میں مبتلا نہ ہوتے کہ معاذ اللہ اسلاف، احناف یا متکلمین باہم دست وگریبان ہیں، بلکہ حضرت نے تفصیل سے اس کتاب میں ثابت کیا کہ علمائے دیوبند کا اپنا کوئی مخصوص فرقہ نہیں بلکہ وہ خالص اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ لہٰذا اگر اسلاف اور علمائے دیوبند کا معاذ اللہ کوئی ٹکراؤ ہے جیسا کہ پیر صاحب کا گروہ اپنی نجی محافل میں اظہار کرتا رہتا ہے تو حضرت حکیم الاسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات تو پھر خلاف واقعہ ہو جائے گی اور اہل بدعت کا یہ دعوی درست ثابت ہو جائے گا کہ یوبند مستقل فرقہ ہیں ان کا اسلاف سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ معاذ اللہ ان کے کئی نظریات اسلاف واکابر سے ٹکراتے ہیں۔

متکلمین کے بارے میں قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند کا مسلک ومزاج ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''یہی اعتدال مسلک کی صورت کلام اور متکلمین کے بارہ میں بھی ہے نصوص صریحہ

سے ثابت شدہ عقائد تقریباسب کے یہاں متفق علیہ ہیں اس لئے ان میں علاوہ نص کتاب وسنت کے اجماع بھی شامل ہے لیکن استنباطی یا فروعی عقائد یا قطعی عقیدوں کی کیفیات وتشریحات اربا فن کے اختلافات بھی ہیں اس لئے ان میں یکسوئی حاصل کرنے کیلئے متکلمین کے بابصیرت آئمہ میں سے کسی کا دامن سنبھالنا اسی طرح ضروری تھا جس طرح فقہیات اور اجتہادی اختلافات میں ایک فقہ معین کی پابندی ضروری تھی ۔اس سلسلہ میں اول تو علما کلام کے بارے میں علما دیوبند کا عمومی ذوق ومشرب یہ ہے کہ وہ متکلمین کے اختلاف میں پڑ کر کسی طبقہ کی جنبہ داری نہیں کرتے بلکہ متکلمین کی عظمت قائم رکھ کر حتی الامکان انہیں جوڑنے ہی کی فکر میں رہتے ہیں ۔ثانیا اس بارہ میں بھی فقہ معین کی طرح کلام معین سے وابستہ رہتے ہوئے بھی تحقیق کا سرا انہوں نے ہاتھ سے نہیں دیا۔کلامی مسائل میں خصوصیت کے ساتھ علمائے دیوبند میں قاسمیت کا رنگ غالب ہے جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ بانی دارالعلوم دیوبند کی حکیمانہ تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ ان مسائل کے اثبات میں حضرت کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اختلاف میں ردوقدح کی راہ اختیار نہیں فرمائی بلکہ اہم اور بنیادی مسائل میں رفع اختلاف اور تطبیق وتوفیق کا رستہ اختیار فرمایا جس سے کلامی مسائل کا بڑے سے بڑا اختلاف نزائی لفظی محسوس ہوتا ہے''۔

(علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج،ص ۱۵۱،۱۵۲)

ترجمان دیوبند تو یہ کہہ رہے ہیں کہ علمائے دیوبند کا مسلک متکلمین کے مقابل نہیں بلکہ اس باب میں علمائے دیوبند پر قاسمی رنگ غالب ہے کہ ماتریدی اشعری اختلاف سے نکل کر ان دونوں میں انہوں نے تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔مگر افسوس کہ آج متکلمین کی کتب کی عبارت بھی درست نہ پڑھ سکنے والے ہمیں بتاتے ہیں کہ متکلمین اصل ہیں ان کے مقابل میں دیوبند کی یہ رائے درست نہیں ۔اس میں اکابر دیوبند غلطی پر ہیں ۔اکابر دیوبند تو متکلمین کے ان دو بڑے گروہوں میں اختلاف کو ختم کر کے جوڑنے والے ہیں اسی لئے قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند کو''اشعری زدہ ماتریدی'' کہتے ہیں

تو خود متکلمین کے مقابل کیسے ہوسکتے ہیں؟

استاد محترم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ لکھتے ہیں:

''علمائے دیوبند کے مسلک کی تشریح وتوضیح کیلئے اصلاً کسی الگ کتاب کی تالیف کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔اس لئے کہ علمائے دیوبند کوئی ایسا فرقہ یا جماعت نہیں جس نے جمہور امت سے ہٹ کر فکر وعمل کی کوئی الگ راہ نکالی ہو۔بلکہ اسلام کی تشریح و تعبیر کیلئے چودہ سو سال میں جمہور علما امت کا جو مسلک رہا ہے وہی علما دیوبند کا مسلک ہے۔ دین اور اس کی تعلیمات کا بنیادی سرچشمہ قرآن وسنت ہیں اور قرآن وسنت کی تمام تعلیمات اپنی جامع شکل وصورت میں علمائے دیوبند کے مسلک کی بنیاد ہیں۔اہل السنۃ و الجماعۃ کے عقائد کی کوئی بھی مستند کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے اس میں جو کچھ لکھا ہوگا وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں۔حنفی فقہ اور اصول فقہ کی کسی بھی مستند کتاب کا مطالعہ کرلیجئے اس میں جو فقہی مسائل واصول درج ہوں گے وہی علما دیوبند کا فقہی مسلک ہیں۔اخلاق و احسان کی کسی بھی مستند اور مسلم کتاب کی مراجعت کرلیجئے وہی تصوف اور تزکیہ اخلاق کے باب میں علمائے دیوبند کا ماخذ ہے''۔

(علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج،ص ۷،۸)

بعض الناس اس عبارت کو لیکر کہتے ہیں کہ دیکھو ہم احناف ومتکلمین کی کتب اول دیکھیں گے اس میں جو کچھ ہوگا اگر علمائے دیوبند کی کتب میں وہ کچھ ہے تو لیں گے ورنہ اسے ترک کردیں گے۔حالانکہ یہ لوگ اس عبارت کا مطلب ہی نہیں سمجھے شیخ صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ علمائے دیوبند نے اپنی کتب میں کوئی خانہ ساز تحقیق نہیں کی بلکہ وہی کچھ ہے جو اس سے پہلے اسلاف کی کتب میں مذکور ہے لہذا بالفرض علمائے دیوبند نے اپنے عقائد واعمال،مسلک ومشرب کسی کتاب میں واضح نہ کیا ہوتا تو بھی اسلاف کا مسلک ومشرب ہی ان کا مسلک ومشرب ہے۔اگر بعض الناس کی بات مان لیجائے کہ متکلمین کی کتب میں کچھ ہے اور علمائے دیوبند کی کتب میں کچھ ہے تو پھر تو شیخ صاحب کا دعوی ہی معاذ اللہ باطل ہوجائے گا اور اہل بدعت کا یہ نظریہ درست قرار پائے گا کہ دیوبندی ایک نیا فرقہ اسلاف کی تحقیقات سے

ہٹا ہوا ہے۔معاذ اللہ۔

سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث،تفسیر وعلم الکلام تو اہل بدعت سیفی اور پنج پیری بھی پیش کرتے ہیں وہ بھی آپ سے یہی کہتے ہیں کہ پہلے قرآن وسنت اسلاف اس کے بعد دیوبندی ۔اس وقت علمائے دیوبند کی یہی کتب،فتاوی ورسائل ''اہل سنت اور دیوبند'' کا معیار بن جاتے ہیں اور جب وہ رسائل کتب آپ کے خلاف پیش کی جاتی ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ''اردو اخبارات ورسائل'' پیش نہ کرو۔ یاللعجب

یہاں ذہن میں یہ سوال ہوتا ہے کہ جب علمائے دیوبند کا وہی مسلک ومشرب ہے جو اکابر اسلاف کا ہے اسلئے کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں تو آخر پھر علمائے دیوبند نے اپنا مسلک ومشرب واضح کرنے کیلئے کتب عقائد وفتاوی کیوں مرتب کئے؟ تو اس کے دو سبب خود شیخ الاسلام صاحب لکھتے ہیں:

(۱)ایک تو اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک ومشرب کو سمجھنے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار ہو گئے لہذا علمائے دیوبند کی یہ کتبا فراط وتفریط کے بیچ امۃ وسطا کی طرح ہیں۔

(۲) ثانیا بعض ایسے لوگ جن کا علمائے دیوبند سے کوئی فکر واعتقادی تعلق نہ تھا انہوں نے خود کو اس جماعت کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا لہذا یہ کتب ان کے اس اعتزالی موقف کو پہچاننے کا بہترین معیار ہیں۔(ملخصا)

چنانچہ استاد محترم لکھتے ہیں:

''مسلک علما دیوبند درحقیقت فکر وعمل کے اس طریقے کا نام تھا جو دارالعلوم دیوبند کے بانیوں اور اس کے مستند اکابر نے اپنے مشایخ سے سند متصل کے ساتھ حاصل کیا تھا اور جسکا سلسلہ حضرات صحابہؓ وتابعینؒ سے ہوتا ہوا سرکار رسالت مآب ﷺ سے جڑا ہوا ہے۔ یہ فکر واعتقاد کا ایک مستند طرز تھا،یہ اعمال واخلاق کا ایک مثالی نظام تھا،یہ ایک معتدل مزاج ومذاق تھا جو صرف کتاب پڑھنے یا سند حاصل کرنے سے نہیں بلکہ اس مزاج میں رنگے ہوئے حضرات کی صحبت سے ٹھیک اسی طرح حاصل ہوسکتا ہے جس طرح صحابہ کرامؓ نے سرکار دو عالم ﷺ سے،تابعینؒ نے صحابہؓ سے اور انکے مستند شاگردوں نے

تابعینؒ سے حاصل کیا تھا''۔(علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج ص ۱۰)

پس اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ اکابر دیوبند کی اس مضبوط لڑی ،فکر،مزاج کو بیچ میں سے نکال کر یہ کہنا چاہ رہا ہو کہ:

''نہیں ان سے پہلے کے متکلمین یا علماء سے مسئلہ حل کرو''

تو وہ ''مسلک علما دیوبند'' کو سمجھا ہی نہیں وہ اس مسلک کے فکر وعمل اور طریقے پر ہی نہیں بلکہ اس کی حیثیت محض ایک ''کتاب داں'' کی ہے ۔ہم نے متکلمین اور اسلاف تک پہنچنا ہے مگر اکابر دیوبند کو پھلانگ کر اور ان کی فکری لڑی کو توڑ کر نہیں بلکہ اسے مضبوطی سے تھام کر اپنی منزل مقصود کو متعین کرنا ہے۔

افسوس کہ یار لوگوں نے آج تک مسلک دیوبند کو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کی کیونکہ ان کا زیادہ زور کتاب شناسی کے بجائے کتب جمع کر کے لوگوں پر اپنا تفوق ثابت کرنا ہے۔

پیر صاحب کی خود متکلمین سے کھلی بغاوت

حیرت ہے کہ خود پیر صاحب نے اس مناظرے میں کہا کہ میں آپ کے سامنے پندرہ عبارتیں پیش کرسکتا ہوں جس میں متکلمین نے معجزے کو بھی نبی کے اختیار میں تسلیم کیا ہے لیکن یہ میرا عقیدہ نہیں ۔تو جب متکلمین اصل اصول ہیں تو اس خود ساختہ اصل کی روشنی میں یہ اختیار آپ کو کس نے دیا کہ آپ کہیں مجھے یہ تسلیم نہیں؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب پیر صاحب اور اس کے بدزبان حواری تا قیامت نہیں دے سکتے۔

خود پیر صاحب نے مبادیات کی مجلس میں کہا کہ '' تصرف'' کا لفظ ہمارے اکابر خصوصا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں ملتا ہے لیکن متقدمین متکلمین کی کتب میں یہ لفظ کہیں استعمال نہیں ہوا۔تو پیر صاحب! جب یہ لفظ متکلمین کی کتب میں استعمال نہیں ہوا تو آپ کے اصول کی روشنی میں آپ کو یا حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لفظ کس نے استعمال کرنے کی اجازت دی؟

آپ نے خود کہا کہ متکلمین نے کرامات کی دو اقسام ذکر کی ہیں ۔لیکن ہمارے اکابر

دیوبند نے تین اقسام ذکر کی ہیں اور میری رائے بھی یہی ہے کہ کرامات کی تین اقسام ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب متکلمین کی کتب میں کرامات کی دو اقسام ہیں تو آپ کے اصولوں کی روشنی میں آپ کو یہ حق کس نے دیا کہ کرامات کی تین اقسام بنائیں؟

یہ کیا اصول ہے کہ ''میری تحقیق'' کا لاحقہ لگا کر آپ کو متکلمین کی کھلی بغاوت اور متکلمین کے مقابل اپنی آراء پیش کرنے کی کھلی چھوٹ ہے اور ہم اگر ''اکابر علمائے دیوبند کی تحقیق'' کا عنوان لگا کر کچھ کہیں تو متکلمین کی مخالفت کے طعنے؟ اردو رسالے کے مولوی!!! ماسٹروں اور جنگ اخبار کے حوالے پیش نہ کرو!!

انصاف!!! انصاف!!! انصاف!!

حقیقت یہ ہے کہ آدمی جب خود کو عقل کل سمجھے، اکابر و اسلاف کو پرکاہ کی حیثیت نہ دے اور برسر منبر یہ دعوے کرے کہ مجھ جیسے مطالعے والا عالم اور پیر پورے پاکستان میں نہیں تو اس خبط کے بعد وہ اسی قسم کے تضادات کا شکار ہوتا ہے۔

متکلمین میں سے امام جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ایمان فرعون'' اور ابن علاء بخاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کفر ابن عربی'' پر مستقل کتب لکھی ہیں صاحب تبصرۃ الادلۃ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض نظریات کو کفریہ کہا ہے مگر کیا پیر صاحب اس کو تسلیم کرتے ہیں؟ یہاں آپ کا یہ خود ساختہ اصول کہاں گیا؟ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن ؎

گلوں نے کانٹوں کے چھیڑنے پر سوا خموشی کے دم نہ مارا
شریف الجھیں گے گر کسی سے تو پھر شرافت کہاں رہے گی

آخر نزاع کیا ہے؟

پیر صاحب نے یہ عجیب وغریب نظریہ بریلوی حضرات کی کتب خصوصاً ’’نور ہدایت‘‘ سے متاثر ہو کر اخذ کیا (اور اسکا با قاعدہ ثبوت بھی ہمارے پاس ہے جو خود خانقاہ کے ایک صاحب اور پیر صاحب کے خصوصی شاگرد نے اس امر کی اطلاع ہمیں دی۔ لیکن فی الحال مصلحۃً ہم اس کا ذکر ترک کرتے ہیں) کہ معجزہ تو نبی کے اختیار میں نہیں لیکن بعض کرامات ولی کے اختیار میں ہیں۔ یاد رہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ اس لئے اپنایا کہ کہیں ان پر بریلویت کا لیبل نہ لگ جائے ورنہ درپردہ وہ معجزات کے اختیاری ہونے کے بھی قائل ہیں یہی وجہ ہے کہ مناظرے میں حیلے بہانوں سے اس پر دلائل دے رہے تھے یہ الگ بات ہے کہ اپنی عادت مغالطہ دہی کی وجہ سے بار بار یہ بھی کہتے رہے کہ یہ میرا عقیدہ نہیں۔

ہیں اب تو حیلے بہانے کے قیل وقال کے دن
بھلا کے رکھ دیے تو نے میری مجال کے دن

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ ولی کی قدرت ان کرامات پر قدرت کاسبہ ہے جبکہ اللہ کی قدرت اس باب میں قدرت خالقہ ہے جیسا کہ انسان کے تمام افعال اختیاریہ میں۔ یعنی ولی جب چاہے بعض کرامات کو اپنے اختیار وقدرت سے صادر کرسکتا ہے اور اللہ رب العزت اس کے اختیار کے موافق اس کرامت کا خلق فرمادیتے ہیں۔

خود پیر صاحب نے مبادیات کی مجلس میں دوٹوک الفاظ میں کہا کہ:

’’ہاں جب اللہ اس کرامت کو خلق دیتا ہے تو ایک نوع کسب اس بندے کو بھی دے دیتا ہے یہ کسبا اختیار اور یہ کسب اشاعرہ وماتریدیہ کے ہاں بمعنی استطاعت ہے‘‘۔

یہاں انہوں نے ’’اختیار‘‘ کو خود ’’استطاعت‘‘ سے تعبیر کر کے اپنے مطلب کی وضاحت کردی کیونکہ شرح عقائد میں ہے کہ:

’’استطاعت کا لفظ کبھی تو سلامتی اسباب و آلات میں استعمال ہوتا ہے اور یہ استطاعت کا معنی مجازی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے استطاعت فعل پر مقدم ہوتی ہے،

اور کبھی استطاعت کا اطلاق بندہ کی اس قدرت پر ہوتا ہے جس کے ذریعے فعل کا وجود ہوتا ہے اور یہ استطاعت کا حقیقی معنی ہے جس کو فعل کا مقارن بالزمان مانا جاتا ہے"۔

انہا عرض یخلق اللہ تعالی فی الحیوان یفعل بہ الافعال الاختیاریہ۔

(شرح عقائد ص ۲۱۹)

ایسی صفت ہے جو اللہ حیوان کے اندر پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنے افعال اختیاریہ سرانجام دیتا ہے۔

یعنی جس طرح مجھے اپنا ہاتھ ہلانے ،اپنی مرضی سے چلنے ،بولنے کی قدرت ،اختیار،استطاعت ہے اسی طرح ولی ہونے کے ناطے میں جب چاہوں کرامت صادر کر سکتا ہوں معاذ اللہ۔

پیر صاحب کا اس موقع پر اس سے معجزات کو اور بعض کرامات کو خارج کرنا محض ڈھکوسلہ ہے۔ جب یہ سب خرق عادت ہیں اور آپ نے خرق میں اختیار بمعنی استطاعت مان لیا تو معجزات و کرامات اپنی جمیع انواع کے ساتھ بندے کے کسب و اختیار میں داخل ہو گئیں، بعض کو داخل بعض کو خارج محض ترجیح بلا مرجح ہے۔

جبکہ اس کے مقابلہ میں اہل سنت کے نزدیک نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت اس کے اختیار و قدرت میں نہیں کہ جب چاہے صادر فرما دے۔ بلکہ خرق عادت ہونے کے اعتبار سے یہ دونوں اللہ کے فعل ہیں بندے کو اس کے صدور میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں اس باب میں بندہ محض ایک واسطہ ہے جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم کے بظاہر دیکھنے والے کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قلم لکھ رہا ہے لیکن حقیقت میں قلم محض ایک واسطہ ہے اصل لکھائی کاتب کی ہے۔

پیر صاحب کا یہ نظریہ انتہائی خطرناک وگمراہ کن ہے

پیر صاحب کا یہ نظریہ کئی وجوہ سے انتہائی خطرناک ہے:

(اولا): اس باب میں وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے جادہ مستقیم اور اجماعی واتفاقی موقف سے ہٹ گئے ہیں۔ اس نظریہ کے ہوتے ہوئے ان کا اہل السنۃ والجماعۃ ہونے کا دعوی سخت مخدوش اور محض دیوانے کی بڑ ہے الا یہ کہ ہم زیادہ سے زیادہ حسن ظن رکھتے ہوئے اسے پیر صاحب کی سخت اجتہادی خطاء یا حالت جذب ومستی کی ''بڑ'' پر محمول کر کے انہیں معذور تصور کریں۔ اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا مناظرے کے بعد جب ان پر حق واضح ہوا تو دارالعلوم دیوبند کے فتوے پر اپنے سابقہ قول سے رجوع کر کے اس پر دستخط کر لئے۔

(ثانیا): پیر صاحب کے اس عقیدے کیوجہ سے شرک وخرافات کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ اہل بدعت نے انہی معجزات پر انبیاء کو اور کرامات پر اولیاء اللہ کو قادر مطلق مان کر ان سے خارق للعادۃ عجائب وغرائب کا صدور دیکھ کر انہیں مشکل کشاء وحاجت روا ماننا شروع کر دیا۔ العیاذ باللہ۔

(ثالثا): پیر صاحب کا یہ نظریہ اس اعتبار سے بھی خطرناک ہے کہ وہ انبیاء کو تو معجزات پر قادر نہیں مانتے مگر اولیاء اللہ کو کرامات پر قادر مانتے ہیں حالانکہ دونوں خارق للعادۃ ہیں۔ ان میں فرق صرف اعتباری ہے جیسا کہ آگے تفصیل آرہی ہے۔ یعنی خارق کی نسبت جب نبی کی طرف ہو تو معجزہ ہے اور ولی کی طرف ہو تو کرامت ہے۔

یہ نادانستہ ولی کا مقام معاذ اللہ اپنے نبی سے بڑھانا ہے ہم نے بر بنا حسن ظن ''نادانستہ'' کی قید لگائی کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ پیر صاحب کا اس باب میں مطالعہ صفر ہے انہیں اس باب میں تشویش وتذبذب کا شکار کرنے والے ان کے ''دوست نما دشمن'' ہیں ورنہ یہ عقیدہ روافض کا عقیدہ ہے اور صریح کفر ہے۔ معاذ اللہ۔

(رابعا): پیر صاحب اس نظریہ کی آڑ میں اسلاف ماتریدیہ کے مقابل اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند احناف کو لا کھڑا کر دیا اور یہ خطرناک تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے لئے اصل اصول

ماتریدیہ وعلم الکلام کی کتب ہیں اور فلاں فلاں مسئلہ میں چونکہ اکابر دیوبند نے ان کی مخالفت کی لہذا اکابر دیوبند کا موقف اگرچہ اجماعی ہی کیوں نہ ہو ہمارے لئے حجت نہیں۔

(خامسا): چونکہ اکابر دیوبند میں سے کوئی بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ نہیں لہذا محض اپنے اس خودساختہ عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے اور اکابر دیوبند کی سخت گرفت سے بچنے کیلئے ان کی کتب کو اردو رسالے اور اکابر کو پاپڑ جیسے بے ہودہ وسوقیانہ جملوں سے یاد کرنے لگے۔

علمائے دیوبند کے عقیدے
کی وضاحت
اور دلائل کا انبار

دعویٰ مع الحکم

حضرت مفتی صاحب نے اپنا جواب دعوی یوں پیش کیا:

علمائے دیوبند کے نزدیک معجزے اور کرامت کے صدور میں نبی اور ولی کو اختیار اور قدرت نہیں ہوتی۔

وضاحت نمبر ۱: علمائے دیوبند کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالی کا فعل ہے۔ جب اللہ چاہے نبی اور ولی کے ہاتھ پر صادر فرما دیتا ہے نبی اور ولی کو اسکے صادر کرنے میں کوئی اختیار و قدرت نہیں ہوتی۔

وضاحت نمبر ۲: جواب دعوی میں اختیار سے مراد وہ اختیار ہے جو بمعنی قدرت ہو اختیار بمعنی چاہت و طلب مراد نہیں۔ یعنی نبی اور ولی کی جب چاہت، پسند و طلب ہو تو اللہ تعالی ان کی چاہت یا طلب کے موافق ان کے ہاتھ پر اس خرق عادت کا صدور فرما دیتا ہے ہاں اگر اللہ نہ چاہے تو صادر نہیں فرماتا۔

وضاحت نمبر ۳: معجزہ اور کرامت خرق عادت امور ہیں لہذا اس میں بندے کی نہ قدرت کاسبہ شامل ہے نہ خالقہ۔

وضاحت نمبر ۴: جو لوگ خارق للعادۃ امور میں بندے کا کسب یا خلق مانتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ساتھ شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

وضاحت نمبر ۵: ہماری بحث کرامت میں ہو گی اسباب کرامات میں نہیں۔

وضاحت نمبر ۶: ہماری بحث کرامت اصطلاحی میں ہے کرامت لغوی میں نہیں۔

حکم: معجزہ نبی کے اختیار میں ماننے والا اور کرامت ولی کے اختیار میں ماننا والا شرک کا مرتکب ہے۔

چند ضروری باتوں کی وضاحت

خرقِ عادت

اصل موضوع پر آنے سے پہلے چند اصطلاحات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ہماری اس گفتگو میں بار بار ایک لفظ ’’خرق عادت‘‘ آئے گا۔اس کو اول سمجھیں۔

عادت کہتے ہیں کہ وہ فعل جس کا بار بار صدور باری تعالی سے ہوں یہاں تک کہ اس کے صدور پر کسی کو تعجب نہ ہو اور طبائع اس سے مانوس ہو جائیں تو اسے عادت کہتے ہیں جیسے آگ کا جلانا، پانی کا ڈبونا اور خلاف عادۃ یعنی خرق عادۃ یا ناقض عادت جس کا بار بار صدور باری تعالی سے نہ ہو اور طبائع کے اس سے مانوس نہ ہونے کی کی وجہ سے عام طور پر لوگ اس سے متعجب و مرعوب ہو جائیں۔جیسے پانی پر، ہوا پر چلنا، لاٹھی کا سانپ بن جانا، آگ میں نہ جلنا، جانوروں و درختوں کا کلام کرنا وغیرہ۔(حاشیہ شرح عقائد، ص ۵۸، النبر اس، ص ۴۲، ملخصا)

یہ خرق عادت باعتبار اضافت ۶ اقسام پر مشتمل ہے:

اگر خرق عادت کا صدور نبی سے نبوت کے دعوے کے اظہار سے پہلے ہو تو ’’**ارھاص**‘‘ کہلاتا ہے جیسا کہ شق صدر، بادل کا سایہ فگن ہونا، اگر نبوت کے دعوے کے اظہار کے بعد ہو تو ’’**معجزہ**‘‘ جیسے لاٹھی کا سانپ بن جانا، چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، اگر یہ نبی کی اتباع کرنے والے مومن سے صادر ہو تو وہ مومن یا تو اللہ کا ولی ہو گا یا عام نیک مسلمان اگر ولی اللہ ہے تو ’’**کرامت**‘‘ اگر نیک مسلمان ’’**معونۃ**‘‘ اگر کسی کافر، فاسق فاجر کے ہاتھ سے صادر ہو تو اس کے دعوے کی تصدیق کیلئے ہو تو ’’**استدراج**‘‘ اور اگر تکذیب تو ’’**اھانۃ**‘‘ جیسے مسیلمہ کذاب نے کنویں میں تھوکا تو مزید کوڑا ہو گیا اب تھوک سے پانی کا ذائقہ کڑوا ہو جانا واقعی خرق عادت ہے مگر مسیلمہ کو رسوا کرنے کیلئے ہوا۔

(حاشیۃ العلامہ الدردیر علی شرح ام البراہین للھدھدی، ص ۳۸۸، ۳۸۹، شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص ۳۱۷، لوامع الأنوار الب※ي※ وسواطع الأسرار الأثري※ لشرح الدر※ المضي※ في عقد الفرق※ المرضي※، ج ۲، ص ۳۹۲، البدور الانور ص ۳۱۵، منھج السدید فی شرح کفایۃ المرید، ص ۳۱۸)

یہ تقسیم عام کتب کلام میں مل جائے گی بعض نے ساتویں قسم ''سحر'' کو بھی شامل کیا جو درست نہیں ۔صاحب بریقہ نے آٹھ تک ذکر کی ہیں ۔

جن کو ایک منظومہ میں یوں جمع کیا ہے:

اذا ما رایت الامر بخرق عادة
فمعجزة ان من نبی لنا صدر
وان بان منه قبل وصف نبوة
فالارهاص سمه تتبع القوم فی الاثر
وان جاء یوما من ولی فانّه
الکرامة فی التحقیق عند ذوی النظر
و ان کان من بعض العوام صدوره
فکنوه حقا بالمعونة واشتهر
و ان فاسق ان کان وفق مراده
یسمی بالاستدراج فیما قد استقر
ولا فیدعی بالاهانة عندهم
و قد تمت الاقسام عند الذی اختبر

(حاشیۃ العلامہ الصاوی علی شرح الخریدۃ البھیۃ ،ص ۳۰۸،تحقیق المقام علی کفایۃ العوام للباجوری،ص ۳۴۰،تحفۃ المرید شرح جوہرالتوحید للبیجوری،ص ۱۴۹)

معجزہ وکرامت میں فرق صرف اعتباری ہے حقیقی نہیں

اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ معجزہ اور کرامت میں فرق صرف ''اعتباری'' ہے دونوں میں اصل اصول اور بنیاد ''خرق عادۃ'' ہے پس اس خرق عادت کی نسبت اگر رسول ﷺ کی طرف ہو تو معجزہ ہے اور اگر ولی کی طرف ہو تو کرامت ہے۔

ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے

یاد رہے کہ ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے کیونکہ ولی کو یہ مقام و مرتبہ اسی نبی کی پیروی سے حاصل ہوا تو گویا حقیقۃ یہ خرق عادۃ اسی نبی کا معجزہ ہوا۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

معروف صوفی شیخ کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۰ھ اپنی تصوف کی معروف کتاب میں لکھتے ہیں:

اجمعوا علی اثبات الکرامات الاولیا وان کانت تدخل فی باب المعجزات۔ (التعرف لمذہب التصوف، ص ۷۹، دارالکتب العلمیہ بیروت)

کرامات کے ثبوت پر بزرگان دین کا اجماع ہے اگرچہ یہ کرامات معجزات ہی کے باب میں داخل ہیں۔

ایک اور صوفی بزرگ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ لکھتے ہیں:

فشرائط المعجزات کلھا او اکثرھا توجد فی الکرامۃ الا ھذا الشرط الواحد۔

(رسالہ قشیریہ، ص ۷۰۰، دارالمنہاج دمشق)

یعنی معجزہ کی تمام شرائط کرامت میں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں کی ایک ہی شرائط ہیں سوائے ایک شرط کے جس سے دونوں میں فرق ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ معجزہ مع التحدی ہوتا ہے اور کرامت بدون التحدی۔

امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

والإتیان بالعرش کان کرامۃ للولی، ومعجزۃ للنبی (تفسیر البسیط)
امام ابوالمعین میمون نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۸ھ لکھتے ہیں:
ان کل کرامۃ لولی معجزۃ للرسول۔ (تبصرۃ الادلۃ، ج ۲، ص ۷۷۶)
ابوالثناء محمود بن زید رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۲۲ھ لکھتے ہیں:
کرامۃ کل ولی فی کل امۃ معجزۃ لنبیہ۔
(التمہید لقواعد التوحید، ص ۱۲۲)
ہر امت کے ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہے۔
آصف برخیا کا عرش بلقیس لانا ان کی کرامت تھی اور سلیمان علیہ السلام کا معجزہ۔
پانچویں صدی کے امام لامشی ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
کرامۃ کل ولی فی کل امۃ معجزۃٌ لنبیہ۔
(التمہید لقواعد التوحید، ص ۹۲)
ہر امت کے ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔
امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ھ لکھتے ہیں:
وَ کَرَامَۃُ الْوَلِیِّ مُعْجِزَۃُ النَّبِیِّ (تفسیر قرطبی،)
ولی کی کرامت نبی ہی کا معجزہ ہے۔
شیخ ابی البرکات رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:
کل کرامۃ للولی تکون معجزۃ للرسول
(الاعتماد فی الاعتقاد، ص ۲۰۲، لابی البرکات النسفی)
ولی کی ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے۔
علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۲ھ معجزہ و کرامات میں مختلف فروق ذکر کرتے ہیں لیکن سب کو رد کرنے کے بعد فیصلہ یہ فرماتے ہیں کہ دونوں ہی خرق عادۃ ہے بس فرق یہ ہے کہ دعوی نبوت کے ساتھ خرق کا ظہور ہو تو معجزہ بدون دعوی نبوۃ ہو تو کرامت۔
وانما تمتاز عن المعجزات بخلوها عن دعوی النبوۃ۔

(شرح مقاصد، ج ۳،ص ۳۲۷)

شرح عقائد میں لکھتے ہیں:

ویکون ذالك ای ظهور خوار العادات من الولی الذی هو من احاد الامة معجزة للرسول ۔(شرح عقائد،۳۳۸،بشری)

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

ومن خوارق العادات کرامات الاولیا وتفارق المعجزة من دعوی النبوة ۔(تہذیب المنطق والکلام،ص ۳۶۷)

خوارق ہی میں سے کرامات ہیں اور معجزہ کرامت سے جدا ہوتا ہے دعوی نبوۃ کے ساتھ۔

امام ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

أَن الْكَرَامَة والمعجزة لَيْسَ بَينهمَا فرق إِلَّا وُقُوع المعجزة على حسب دَعْوَى النُّبُوَّة والكرامة دون ادعائه النُّبُوَّة

(فتاوی حدیثیہ،ص ۲۱۵)

کرامت اور معجزہ میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ معجزہ کے ساتھ دعوی نبوۃ ہوتا ہے اور کرامت بدون دعوی نبوت۔

شیخ دسوقی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

وانه لاتفترق المعجزة من الكرامة الا بدعوى الرسالة فقط ۔(حاشیہ الدسوقی علی ام البراہین،ص ۲۳۴)

یعنی دونوں خرق عادت ہونے کے اعتبار سے ایک ہیں معجزۃ کرامت سے صرف دعوی نبوت کی وجہ سے جدا ہوتا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَمْرَ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ بِالنِّسْبَةِ إلَى النَّبِيِّ مُعْجِزَةٌ،

سَوَاءٌ ظَهَرَ مِنْ قِبَلِهِ، أَوْ مِنْ قِبَلِ آحَادِ أُمَّتِهِ، وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى الْوَلِيِّ كَرَامَةٌ لِخُلُوِّهِ عَنْ دَعْوَى النُّبُوَّةِ۔ (شامی، ج ٢، ص ٦٢٠)

خلاصہ کلام یہ کہ خرق بنسبت نبی معجزہ ہے اور بنسبت ولی کرامت ہے۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ١٣٩٦ھ فرماتے ہیں کہ معجزہ و کرامت دونوں خرق عادت ہیں بندے کے کسب کا اس میں کوئی دخل نہیں فرق صرف اعتباری ہے کہ اس خرق کی نسبت نبی کی طرف تو معجزہ ولی کی طرف تو کرامت:

ولا فرق فی المعجزۃ والکرامۃ الابان الاول یختص بالانبیاء علیہم السلام و ھی من علامات النبوۃ والثانی بالاولیا و ھی من علامات اولیاء۔ (احکام القرآن ج، ٣، ص ٣٨)

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا براہ راست حق تعالی کی طرف سے کوئی کام ہو جاتا ہے۔ اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ و کرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایسا کوئی خارق عادۃ کام اگر کسی صاحب وحی نبی کے ہاتھ پر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے غیر نبی کے ذریعہ اس کا ظہور ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ اس واقعہ میں اگر یہ روایت صحیح ہے کہ یہ عمل حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب میں سے آصف بن برخیا کے ذریعہ ہوا تو یہ ان کی کرامت کہلائے گی اور ہر ولی کے کمالات چونکہ انکے رسول و پیغمبر کے کمالات کا عکس اور انہی سے مستفاد ہوتے ہیں اسلئے امت کے اولیاء اللہ کے ہاتھوں جتنی کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے یہ سب رسول کے معجزات میں شمار ہوتے ہیں''۔

(معارف القرآن، ج ٦، ص ٥٨٥)

خرق عادت میں بندے کے کسب واختیار کا کوئی دخل نہیں تو معجزہ وکرامت میں بھی کوئی اختیار نہیں

اہم نکتہ

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ معجزۃ وکرامت دونوں ''امر خارق للعادۃ'' ہیں ان میں فرق صرف اعتباری ہیں اور کرامت من وجہ معجزہ ہی ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے اس موقع پر اسلئے منقح کیا کہ آگے ہم معجزے پر دلائل دیں گے کہ معجزۃ پر نبی کو کوئی قدرت نہیں تو بعض لوگ اعتراض کریں گے کہ گفتگو کرامت پر ہورہی ہے اور دلائل معجزے پر؟ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں اصل اصول خرق عادت ہے جس پر بندے کو کوئی اختیار نہیں لہذا معجزے پر دلیل کرامت پر بھی دلیل شمار ہوگی کہ حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

چنانچہ ابوالفضل عبدالقادر بن الحسین بن مغیزیل الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تاریخ میلادی ۸۶۵ھ ہیں تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی جن کا حوالہ پرصاحب نے بھی دیا تھا اپنی کتاب جوانہوں نے ۸۹۴ھ میں لکھی لکھتے ہیں:

لان الخارق للعادۃلہ وصفان باعتبار المتعلق فان کان الخارق صادرا من نبی فھو فی حقہ معجزۃ والافھو فی حق الولی کرامۃ۔

(الکواکب الزاھرۃ،ص ۱۰۷،مکتبۃ الثقافۃالدینیۃ قاہرہ)

یعنی خرق عادۃ باعتبار متعلق دو قسم پر ہے اگر خارق نبی سے صادر ہو تو نبی کے حق میں معجزہ ہے اور اگر نہیں تو ولی کے حق میں کرامت ہے۔

گویا ان میں اصل ''خرق عادۃ'' ہے معجزہ وکرامت کا فرق اعتباری ہے۔

نیز یہ قاعدہ مصرح ہے کہ اگر دلیل دعوے کا عین ہو یا مساوی ہو یا اخص ہو تو تقریب تام ہوگی۔

(شرح حواشی البیجوینی علی کتاب آداب البحث والمناظرۃ للعلامۃ

الکلنبوی، ص ۱۱۸)

لہذا معجزے پر دلیل دینا بھی عین دعوی یا مساوی دعوے پر دلیل ہے۔اب اصل بات کہ خرق عادت میں بندے کا کوئی اختیار، کسب و قدرت نہیں لہذا معجزے و کرامت پر بھی بندے کا اختیار نہ ہوگا۔اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

پہلا حوالہ

علم الکلام کے مسلمہ امام امام الحرمین ابی المعالی عبد الملک ابن عبد اللہ بن یوسف الجوینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۷۸ھ لکھتے ہیں:

خوارق العادات لیست من فعل العباد وانما ھی من فعل الرب تعالی و تقدس۔ (العقیدۃ النظامیۃ، ص ۶۹، بتحقیق الکوثری، المکتبۃ الازھریۃ)

خوارق عادات بندے کے افعال نہیں بلکہ یہ خالص اللہ کا فعل ہے۔

پس جب یہ بندے کا فعل ہی نہیں تو اس میں بندے کے کسب و اختیار کا کوئی دخل نہیں۔

دوسرا حوالہ

علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۸۰ھ لکھتے ہیں:

فالحاصل ان ما ھو ناقض للعادۃ فعل اللہ لا صنع للعبد فیہ حتی لو اراد العبد تحصیلہ و کسبہ و اختیارہ لا یتھیا لذالك

(الکفایۃ فی الھدایۃ للصابونی، ص ۲۱۰)

یعنی خرق عادۃ خالصۃ اللہ کا فعل ہے اس میں بندے کے کسب و اختیار اور اثر پذیری کو کوئی دخل نہیں اگر بندہ اس کو بطریق کسب حاصل بھی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔

تیسرا حوالہ

یہی بات علامہ سلاجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۴ھ کی اس عبارت کا مفہوم ہے:

ان تکون فعلا للہ تعالی ای لا تکون من مقدورات البشر التی

یفلعھا نحو السحر

(العقیدۃ البرہانیۃ والفصول الایمانیۃ لامام ابی عثمان السلالجی ص ۴۴)

چوتھا حوالہ

امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ھ لکھتے ہیں:

فان الفعل الخارق للعادۃ اذالم یکن مقدورا ولامن جنس المقدور فلاتتعلق بہ الارادۃ بمعنی القصد وانما الارادۃ بمعنی تتعلق بہ الشھوۃ۔

(الارشاد، ج ۲، ص ۷۸۲)

خارق للعادۃ نہ تو بندے کی قدرت میں ہے نہ از جنس مقدور العبد ہے تو اسکے ساتھ بندے کا ارادہ اختیار وقصد بھی متعلق نہ ہوگا۔

پانچواں حوالہ

ابن خمیر السبتي رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۴ھ صاحب مراشد معجزۃ کی اول شرط میں لکھتے ہیں کہ اس میں بندے کا کوئی کسب نہیں اور معجزۃ چونکہ خرق عادۃ ہے تو اقتضا معلوم ہوا کہ اس میں بھی بندے کے کسب کو کوئی دخل نہیں۔

ان تکون فعلا للہ تعالی من غیر کسب للعباد

(مقدمات المراشد الی علم العقائد، ص ۲۶۲، لابن خمیر السبتی)

چھٹا حوالہ

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۶ھ کی شرح مواقف میں ہے:

ان ھذا الامر الخارق للعادۃ المقرون بالتحدی امر یعجز عنہ البشر ولایقدر علی اظھارھا الاخالق القوی والقدر۔

(شرح مواقف، ج ۱، ص ۲۷۹)

ساتواں حوالہ

شیخ حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شارح الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں:

كما تقدم عبارة عن الامر الخارق للعادة وهو الفعل الذى لا يدخل تحت كسب العبد واختيار بل هو حاصل بفعل الله تعالى ۔

(نفحات القرب والاتصال باثبات التصرف لاولیاء اللہ تعالی بعد الانتقال، ص ۵۸)

خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب واختیار نہیں یہ خالص اللہ کا فعل ہے۔

آٹھواں حوالہ

موجودہ دور کے متکلم شیخ سعید فودہ حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

وهذه الخوارق لا تاثير للعباد فيها وانما الفاعل هو الله وحده

(تھذیب شرح السنوسیۃ، ص ۲۲)

ان خوارق میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں یہ فقط اللہ کا فعل ہے۔

آگے ان شاء اللہ جتنے حوالے ہم پیش کریں گے کہ معجزۃ و کرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ان سب سے اقتضاء والتزاما یہ بھی ثابت ہوگا کہ خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب واختیار نہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۹ھ خلق وکسب کی حقیقت سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کسب عباد فقط سبب عادی ہے''۔ (الجہد المقل ص ۱۹۲، طبع مردان)

اب خواہ معجزہ ہو یا کرامت وہ خرق عادۃ ہے اور خرق عادۃ سبب ظاہری عادی نہیں رکھتا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کا کسب محض ''سبب عادیہ'' میں ہے تو پھر انسان کرامت پر کیسے کاسب ہوگیا؟

قصد واختیار کا معنیٰ اور ایک بہت بڑی غلط فہمی

ماقبل کی تفصیل و متکلمین کے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ”خرق عادۃ“ پھر خواہ وہ معجزہ ہو یا کرامت بندے کا کسب، قصد، اختیار اس سے متعلق نہیں ہوتا اور وہ بندے کے دائرہ قدرت سے خارج ہوتے ہیں۔ ہماری علم الکلام کی کتب میں بعض مقام پر کرامات کے متعلق ”بقصدھم واختیارھم“ کے الفاظ آئے ہیں جس سے پیر صاحب اس مغالطہ میں مبتلا ہوئے کہ کرامات ولی کے اختیار و کسب سے صادر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارات اس باب میں پیش کی جاتی ہیں:

ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ج ۵ ص ۴۱۳ پر قص: حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے تحت لکھا ہے:

وفی هذا اثبات كرامات الاولياء ووقوع ذالك لهم باختيارهم وطلبهم

2 دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ج ۳ ص ۸۸ پر قص: حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے تحت لکھا ہے:

و فيه اثبات كرامات الاولياء و وقوع الكرامة لهم باختيارهم وطلبهم

3 عمدۃ القاری کتاب احادیث الانبیاء تحت ج ۱۱ ص ۱۹۱ پر قصہ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے تحت لکھا ہے:

وفيه اثبات الكرامة للاولياء ووقوع الكرامة لهم باختيارهم وطلبهم

4 فتح الباری کتاب احادیث الانبیاء ج ۶ ص ۵۸۹ پر قص: حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے تحت لکھا ہے

و فيه اثبات كرامات الاولياء و وقوع الكرامة لهم

باختیارھم وطلبھم

5 تشنیف السامع بجمع الجوامع لتاج الدین السبکی رح الکتاب السابع فی الاجتھاد ج ۴ ص ۴۹۹ پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے:

تقع الکرامة باختیار الولی و طلبه علی الصحیح عند المتکلمین و قیل لا تقع باختیارھم وطلبھم

6 حاشیة العلامة البنانی علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج ۲ ص ۴۷ ۲ پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے:

قوله جائزة واقعة ای ولو باختیارھم وطلبھم

7 حاشیة العطار علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج ۲ ص ۴۸۱ پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے:

قوله جائزة و واقعة و لو باختیارھم و طلبھم قال النووی الصحیح ان الکرامات تقع للاولیاء باختیارھم وطلبھم

8 حاشیة زکریا الانصاری علی شرح الام المحلی علی جمع الجوامع الکتاب السابع فی الاجتھاد ج ۴ ص ۲۳۸ پر وکرامات الاولیاء حق کے تحت لکھا ہے:

قوله جائزة و واقعة و لو باختیارھم و طلبھم قال النووی الصحیح ان الکرامات تقع للاولیاء باختیارھم وطلبھم

9 لمعات التنقیح فی شرح مشکوة المصابیح ج ۹ ص ۵۱۴ باب الکرامات کے تحت لکھا ہے:

والحق جواز وقوعها قصدا و اختیار

10 کتاب الارشاد الی قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد ص ۳۱۶ پر فصل فی اثبات الکرامة وتمییزھا من المعجزات کے تحت لکھا ہے:

ثم مجوزو الکرامات تحزبوا احزابا فمن صائر الی شرط الکرامة الخارق للعادة ان تجری من غیر ایثار و اختیار من الولی و صار ھؤلاء الی

ان الکرامۃ تفارق المعجزۃ من ھذا الوجہ و ھذا غیر صحیح الخ

مزید بھی اسی قسم کی کئی عبارات مناظرہ میں پیش کی گئیں۔ان تمام حوال ※ جات کے اندر تقریبا اکثر مقامات پر کرامات اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم سے متعلق باختیارھم و طلبھم کے الفاظ صراحتا آئے ہیں۔اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں بھی ''قصدا و اختیار'' کے الفاظ صراحۃً موجود ہیں جبکہ امام الحرمین امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مفہوم بھی تقریبا یہی ہے۔

اسی طرح بعض دیگر مقامات پر کچھ اور تعبیر کے ساتھ مگر مفہوم ان کا بھی یہی نکلتا ہے کرامت ولی کے اختیار اور طلب سے واقع ہوتی ہے۔بہرکیف خلاص ※ تمام حوالہ جات کا یہ نکلتا ہے کہ کرامات اولیاء کے اختیار اور طلب سے واقع ہوتے ہیں۔

الزامی جواب

اس کاالزامی جواب تو یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی اس کو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ نہیں کہا بلکہ ایک قول کے طور پر پیش کیا۔چنانچہ علامہ محمد یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات کی طرف سے اس قول کو نقل کیا کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ کرامت ولی کے اختیار سے صادر ہوتی ہے اور یہی معجزہ وکرامت میں فرق ہے۔مگر اس قول کو انہوں نے رد کیا اور ''غیر مرضیا'' کہا۔معلوم ہوا کہ یہ مذہب ہی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اپنی دیگر تصانیف میں کھل کر اس نظریہ کا رد کیا گیا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لمعات کے حوالے سے یہی عبارت پیش کی جاتی ہے اور محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح فتوح الغیب'' اور ''تکمیل الایمان'' میں اس کا مستقل رد کیا جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

قال إمام الحرمين فى الإرشاد: وهذا غير صحيح قال: وصار صائرون إلى جواز وقوعها اختيارا، ومنع وقوعها على قضية الدعوى، ورأوا أن الدعوى هى الفرق بينها وبين المعجزة، وهذه الطريقة غير

مرضیۃ أیضاً۔ (سبل الهدی والرشاد، ج۱۰ص ۵۱۳)

یعنی بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کرامات اختیاری ہیں اور معجزات و کرامات میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ دونوں اختیاری ہیں مگر معجزہ میں دعوی نبوت ہوتا ہے اور کرامت کسی بھی قسم کے دعوے سے خالی ہوتے ہیں ان لوگوں کے نزدیک فرق محض دعوی نبوت ہے یعنی ہوتے تو دونوں اختیاری ہیں بس اگر نبوت کے ساتھ ہوتو معجزات بصورت دیگر کرامت مگر یہ مذہب بھی ناپسندیدہ ہے۔(ملخصا)

ان عبارات کا پیر صاحب کے دعوے سے کوئی تعلق نہیں

ان عبارات کا پیر صاحب کے دعوے سے کوئی تعلق نہیں۔کیونکہ پیر صاحب کا دعوی اجمالا یہ ہے کہ بعض کرامات اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری۔جب کہ ان عبارات میں تو صرف ایک شق ہے کہ کرامت صرف وصرف اختیاری ہیں۔

ثانیا پھر پیر صاحب کا اصل دعوی اور تفصیلی مذہب یہ ہے کہ بعض اوقات کرامت میں اختیار بھی ہوتا ہے علم بھی۔بعض اوقات صرف علم ہوتا ہے اختیار نہیں اور بعض اوقات نہ علم ہوتا ہے نہ اختیار۔یہ نرالا مذہب دنیا میں کسی متکلم کا نہیں اگر پیر صاحب میں کچھ خداخوفی کی رمک ہے تو پیر صاحب کسی ''اردو رسالے'' سے نہیں متکلمین اگر چہ متاخرین ہوں سے اپنا یہ'' تین قسمی کراماتی'' مذہب و دعوی ثابت کریں اور ہم سے منہ مانگا انعام وصول کریں۔

اسی لئے مفتی ندیم صاحب نے ابتدا ہی میں کہہ دیا تھا کہ پیر صاحب عبارتیں اور دلیل وہ پیش کرنا جس میں کرامت کی یہ تین اقسام ہوں جو آپ نے دعوی میں لکھوائی ہیں، یا کم ازکم دو اقسام اختیاری وغیر اختیاری ہوں۔ورنہ وہ دلیل آپ کے کسی کام کی نہیں بلکہ الٹا اس دلیل سے آپ خود اپنا رد کریں گے۔اور الحمدللہ پورے مناظرہ میں پیر صاحب اپنے مذہب پر ایک بھی عبارت اور دلیل نہ پیش کرسکے۔اور اب بھی اس مذہب کے حواریوں کو میرا چیلنج ہے کہ قیامت کی صبح تک اس پر ایک حوالہ پیش کردو ہم ماننے کو تیار ہیں۔اور چونکہ آپ کے نزدیک کرامت اختیاری ہوتی ہے تو میری اختیاری کرامت ابھی سے تسلیم کرلو کہ ان شاءاللہ قیامت کی صبح تک پیش نہیں کرسکتے۔

معجزہ بھی قصد و اختیار سے صادر ہوتا ہے

پیر صاحب کاسارازور ”قصد“ کے لفظ پر ہے کہ قصد بمعنی اختیار یعنی استطاعت افعال اختیاریہ کے معنی میں آتا ہے تو پیر صاحب یہی ”قصد“ کا لفظ متکلمین نے معجزہ کیلئے بھی استعمال کیا ہے تو وہاں معجزہ ”افعال اختیاریہ“ میں سے کیوں نہیں؟

علامہ مظہر الدین زیدانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۷ھ معجزہ وکرامت کے درمیان فرق لکھتے ہیں:

لکن الفرق بینھما ان المعجزۃ معدودۃ للانبیا متی ارادوھا، اما باختیارھم اظھروھا واما باقتراح الامۃ ایاھم فکیف کان یسھل علیھم اظھارھا۔ واما الکرامات فھی بخلاف المعجزات فان الولی ربمایقدر ان یاتی بھا وربما لایقدر فرقا بینھم وبین المعجزۃ۔
(المفاتیح شرح المشکوۃ، ج ۶، ص ۲۶۸)

خلاصہ کلام یہ کہ معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے جب چاہے صادر کرسکتے ہیں اور کرامت پر کبھی قدرت ہوتی ہے کبھی نہیں۔

اس حوالے کو بھی بڑے شوق سے پیر صاحب لئے پھرتے ہیں، اب پیر صاحب کے اصول سے اگر بنا تاویل اس عبارت کو ظاہر پر رکھا جائے تو اسکا مطلب تو یہی بنتا ہے کہ معجزہ تو ہر وقت نبی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہیں صادر کردے اور کرامت کبھی ولی کے اختیار میں ہے کبھی نہیں۔ اب عقل کا دیوالہ پن ملاحظہ ہو کہ جس چیز پر ہر وقت قدرت واختیار حاصل ہے اسے تو قدرت واختیار میں نہیں مانتے اور جو چیز کبھی کبھی قدرت و اختیار میں ہے اسکے قدرت واختیار میں ہونے پر مناظرے کرتے ہیں۔ حالانکہ اصولی طور پر تو پیر صاحب کو معجزہ کے اختیاری ہونے پر مناظرہ کرنا چاہیئے تھا۔

ملاحظہ اول: اہل بدعت اس موقع پر خوش نہ ہو کیونکہ یہ سب الزامی گفتگو ہے ورنہ ہم تو اس قسم کی عبارات کو جمہور کے مقابلے میں مردود یاموول سمجھتے ہیں۔ خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ اسلاف کی کتابوں میں ہر قسم کی خرافات بعض اوقات آجاتی ہیں حتی کہ معتزلہ کے

نظریات بھی مذہب بن کر نقل ہوجاتے ہیں (ملخصا)۔تفصیل کیلئے میری کتاب ’’نواب احمد رضاخان بریلوی حیات وخدمات وکارنامے‘‘ ملاحظہ ہو۔

ملاحظہ نمبر۲: بعض اہل بدعت اس عبارت میں ’’قدرۃ‘‘ کے لفظ پر بڑے خوش ہیں کہ دیکھو اختیار میں تو تم شہوۃ وتمنا کی تاویل کرلو گے مگر قدرت کے لفظ میں کیا کرو گے؟

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ کرامت ولی کے اختیار بمعنی قدرت طاقت قوت میں نہیں ہوتی بلکہ اختیار سے مراد الشھوۃ والتمنی ہے۔نیز کرامت ولی کے کسب کے تحت نہیں ہوتی۔

تو یہاں پر ہم تاویل کریں گے قدرت سے مراد ای القدرۃ علی اسباب الکرامۃ ہے کیونکہ اگر تاویل نہیں کریں گے تو بندہ کی طرف قدرت کی نسبت سے مراد اس کے کسب کے تحت ہونا ہوتا ہے اور کرامت ولی کے کسب میں نہیں ہے سارے متکلمین اس پر متفق ہیں اور اس تاویل پر قرین ※ و ربما لایقدر ہے کیونکہ اگر قدرت سے مراد طاقت قوت یعنی تحت الکسب ہونا ہے تو ربما لایقدر کیسے؟ اس پر تو آپ کے اصول کے تحت مجبور محض کا اشکال وارد ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب۔

ابومعین نسفی رحمۃ اللہ علیہ ۵۰۸ھ نے تو عجب بات لکھی وہ معجزہ وکرامت میں فرق یوں بیان کرتے ہیں:

ان المعجزۃ کلما اراد النبی یقدر علی ایجادھا فیدعو اللہ فیظھرہ لہ المعجزۃ ۔اما الکرامات الولی فلایراھا الافی الاوقات المخصوصۃ یریہ اللہ تعالی ذالك۔

(بحر الکلام،ص ۱۱۶،دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ جب چاہے نبی اپنے ارادے سے ایجاد کرنے پر قادر ہے۔

یہ وہی علامہ نسفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبصرۃ الادلۃ ہیں جن کے بارے میں پیر صاحب کہتے ہیں کہ دیوبند کی بات اس وقت مانوں گا جب نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل دکھاؤ گے۔یہاں نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے قدرت کی وضاحت خود آگے ’’ایجاد‘‘ سے کی اور پیر صاحب کہتے ہیں کہ ’’فَعل‘‘ بفتح الفا یہ صفت

تکوین ہے جسے ابداع، انشاء، اختراع سے تعبیر کیا جاتا ہے گویا نسفی رحمۃ اللہ علیہ نبی کیلئے نہ صرف صفت تکوین مان رہا ہے بلکہ قدرت خالقہ معجزہ میں مان رہا ہے اور پیر صاحب کے فتوے کی رو سے معاذ اللہ مشرک ہوا۔

پیر صاحب کی جرات ہے کہ یہاں نسفی کو تسلیم کریں؟ پیر صاحب کی گنگا الٹی کیوں بہہ رہی ہے؟ نسفی کہتا ہے کہ معجزہ میں نبی کو قدرت خالقہ ہے اور کرامت میں نہیں، مگر پیر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں معجزہ میں تو بالکل قادر نہیں نہ قدرت کاسبہ نہ خالقہ البتہ کرامت میں کاسبہ ہے۔ پیر صاحب کا یہ نرالا مذہب دنیا میں سوائے ان کی خانقاہ کے کہیں نہیں پایا جاتا۔

یاد رہے کہ ہم یہ ساری گفتگو الزاما کر رہے ہیں کیونکہ پیر صاحب عبارتوں کو اہل ظواہر کی طرح ظاہر پر رکھ کر عقیدہ بناتے ہیں کسی توجیہ تاویل کے روادار نہیں، ورنہ علامہ نسفی کا مطلب واضح ہے کہ معجزہ وکرامت میں فرق یہ ہے کہ جب نبی ارادہ کرتا ہے اللہ سے دعا کرتا ہے کہ یہ معجزہ ظاہر کر دے تو اللہ کر دیتا ہے جبکہ ولی کو یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے دعا کر کے اللہ سے کرامت کے ظہور کا مطالبہ کرے بلکہ اللہ جب چاہے اپنی منشاء وحکمت کے تحت کسی خاص وقت میں کرامت کو ظاہر فرما دیتا ہے۔

امام ابی الحسن بن ابی بکر مقدسی متوفی ۸۳۶ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

فالنبی لابدمن علمه انه نبی ومن قصده اظهار خوارق العادة ومن حكمه بموجب المعجزة بخلاف الولی

(غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام، ص ۱۷۶)

معجزہ میں ضروری ہے کہ اس کے اظہار کیلئے نبی کا قصد ہو بخلاف کرامت کے۔ (ملخصا)

ماتن وشارح دونوں معجزہ میں ''قصد'' کو لازمی قرار دیتے ہیں مگر پیر صاحب کے نزدیک یہ والا قصد نہ اختیار کا معنی دیتا ہے نہ استطاعت کا کیونکہ پیر صاحب کے خلاف جو ہے تو بھلا ''قصد'' کی کیا جرات کے پیر صاحب کے مذہب کے خلاف معنی دے ''قصد'' کوئی وہابی نجدی تھوڑا ہے؟

شیخ الاسلام ذکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۲۶ھ لکھتے ہیں:

فان المعجزۃ انما تحصل له باختیارہ وطلبه۔

(شرح الرسالۃ القشیریہ، ج ۳، ۲۵۴)

معجزہ نبی کے اختیار وطلب سے حاصل ہوتا ہے۔

اب جواب دیں آپ کا کرامت والا اختیار وطلب یہاں پر بھی ہے اگر ہمارا معنیٰ مسلم نہیں تو معجزہ کو بھی اختیار واستطاعت میں مانیں۔

خلافت عثمانیہ کے شیخ الاسلام ابن کمال باشا رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں:

فان انشقاق القمر لما کان باشارته علیه السلام کان لکسبه وارادته فیه مدخل اوظاهرا علی یدہ من غیر صدور منه بان لایکون لکسبه وارادته فیه مدخل کالقرآن العظیم والفرقان العظیم۔

(رسالہ معجزہ مندرجہ رسائل ابن کمال باشا، ج ۵ ص ۲۹۵، ۲۹۶)

یعنی انبیاء کے معجزات دو قسم پر ہیں ایک وہ جس میں ان کے کسب واختیار کو دخل ہوتا ہے جیسا کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے ہوا دوسری قسم وہ جس میں نبی کے کسب واختیار کو کوئی دخل نہیں جیسا کہ قرآن عظیم۔

اب جواب دیں یہاں کسب واختیار کا کیا معنیٰ کیا جائے؟ یہ کونسا اصول ہے کہ کرامت کو دو قسم پر منقسم کیا جائے اختیاری غیر اختیاری تو اس پر مناظرہ کیا جائے اور معجزہ کو دو قسموں میں تقسیم کیا جائے تو کہا جائے کہ نہیں یہ میرا عقیدہ نہیں۔

یاد رہے کہ یہاں کسب واختیار سے مراد ''اسباب معجزہ'' ہے نہ کہ نفس معجزہ کیونکہ یہاں ابن کمال باشا نے انگلی ہلانے کو اختیار وکسب کہا اور کوئی معمولی عقل والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ انگلی کا اشارہ معجزہ ہے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ یہ جوابات ہم تسلیمی دے رہے ہیں ورنہ اس طرح کی عبارتیں جمہور کے مقابل ہمارے نزدیک مردود علی قائلہ ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۲ھ معجزہ وکرامت میں فرق ذکر کرتے ہیں:

وقد فرق الائمة بين المعجزةوالكرامةبفروق كثيرة غير ماذكرناه فقال بعضهم من الفرق بينهما المعجزة تقع عند قصد النبى ﷺ وتحديه واما الكرامة فقدتقع من غير قصد الولى۔

(الیواقیت والجواہر،ص ۲۸۹)

بعض آئمہ نے معجزہ وکرامت میں فرق یوں بیان کیا کہ معجزہ واقع ہوتا ہے کہ نبی کی خواہش وارادے اور چیلنج پر(کیونکہ اس نے لوگوں کے سامنے اپنی نبوت اسی معجزے سے ثابت کرنی ہوتی ہے اس لئے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا کہ اس کی صداقت کا یقین ہو۔)اور کرامت ولی کے قصد سے ظاہر نہیں ہوتی (کیونکہ اس کی ولایت کا ثبوت ضروری نہیں)۔

کم وبیش یہی بات شیخ محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۷ھ نے لکھی ہے کہ:

فالفرق بين المعجزة والكرامة حينئذ واضح ،وذالك ان المعجزة تقع عند قصد النبى وتحديه واماالكرامة فقد تقع من غير قصد الولى ولووقعت منه فى بعض الحالات قصداايضا۔

(الرسائل الخمس ،ص ۲۵۱)

یعنی معجزہ تو ہر حال میں نبی کے قصد وچیلنج کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے قصد کے بغیر ظاہر ہوتی ہے ہاں کبھی کبھی بعض مخصوص حالات میں ولی کے قصد سے بھی کرامت ظاہر ہوجاتی ہے۔

مگر پیر صاحب کی تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی ہے انہوں نے ایسا عجیب وغریب موقف پیش کیا جو نہ آج تک متکلمین کا رہا، نہ اہل السنۃ والجماعۃ کا، نہ اہل بدعت کا۔اگر قصد کو کسب واستطاعت ہی کے معنی میں لینا ہے تو یہ لوگ تو کہہ رہے کہ یہ قصد معجزہ کے ساتھ ہر وقت ہوتا ہے ہاں کرامت کے ساتھ کبھی کبھی ہوسکتا ہے۔اب جس معجزے کے ساتھ ہر وقت قصد ہوا سے تو غیر اختیاری مان رہے ہیں اور جس کے ساتھ کبھی کبھی قصد متعلق ہوجائے اس پر مناظرہ کررہے ہیں۔

یاد رہے کہ ہمارے نزدیک قصد بمعنی کسب نہیں جیسا کہ بار بار وضاحت ہو رہی ہے یہ ساری گفتگو الزامی طرز پر چل رہی ہے۔

یہ یاد رہے کہ اگر قصد و اختیار کا معنی ہمارا والا نہ لیا جائے تو متکلمین کی عبارات میں تضادات کا ایک چیستان نکل آئے گا جو کبھی حل نہ ہو سکے گا۔ مثلاً پیر صاحب کہتے ہیں کہ متکلمین کی عبارات میں کرامات کی دو اقسام ہیں بعض اختیاری بعض غیر اختیاری حالانکہ سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۱ھ وہ اس طرح کی کسی قسم کی تقسیم کے قائل نہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

امام اہل التحقیق فلم یمنعوا من جواز اجرا مثل ذلك علی یدیٔ من لیس بنبی لکن منھم من قال ان ذالك لایقع الامن غیر ایثار واختیار، بخلاف المعجزة وذالك کله مما لانترضیه فانه مامن امر مقدور من الافعال الخارقة وغیر الخارقة الاوھو مقدور لله تعالی ان یظھرہ علی یدی من یشا من عبادہ حسب ایثارہ واختیارہ وانکار ذالك یجر الی التعجیز وابطال کون الفعل مقدور الله تعالی وھو مستحیل۔ (غایۃ المرام فی علم الکلام ص ۳۳۵)

خلاصۃ کلام کہ معتزلہ نے کہا کہ انبیاء کے علاوہ کسی سے خرق عادۃ کا ظہور ممکن نہیں ورنہ نبی و امتی میں فرق نہ رہے امام آمدی کہتے ہیں کہ اہل حق نے اسے تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ہر قسم کی خرق عادۃ نبی کے علاوہ کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ البتہ اہل حق میں سے بعض اس طرف گئے کہ نبی کے علاوہ جس کے ہاتھ پر خرق عادۃ ظاہر ہو وہ اس کے اختیار و ایثار کے بغیر صادر ہو گا بخلاف معجزہ کے وہ نبی کے اختیار و ایثار سے ظاہر ہوتا ہے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ لیکن یہ وہ قول ہے جس سے ہم متکلمین خوش نہیں بلکہ ہر امر مقدور خواہ خارق ہو یا غیر خارق اللہ کی قدرت سے ظاہر ہوتا ہے تو اللہ کو اس پر قدرت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہے ان کے اختیار و ایثار سے خرق عادۃ کو ظاہر کر دے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس کا انکار اللہ کے عجز کے اقرار اور افعال کے مقدور اللہ ہونے کے انکار کو لازم ہے جو کہ محال ہے۔

تو جناب پیر صاحب! ہر قسم کی خرق عادۃ کرامت ولی کے اختیار سے صادر ہو سکتی ہے

اگر آپ اس کا انکار کریں گے تو بقول آمدی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کا عجز ثابت ہوگا معاذ اللہ۔کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ جو کرامت ولی کے اختیار سے صادر نہ ہوا سے بھی اس کے اختیار سے صادر کر دے؟ کہیئے اب اس معارضے کا کیا جواب ہے آپ کے پاس؟

تحقیقی جواب اور یہ کہ پیر صاحب کا یہ مطلب غلو پر مبنی ہے

تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہاں ''قصد واختیار'' کا صحیح معنی خود متکلمین نے کیا ہے اور اس کی مراد کو متعین کیا ہے۔اور وہ معنی ہے ''شھوۃ و تمنی''یعنی معجزات و کرامت نبی اور ولی کے اختیار و کسب سے صادر تو نہیں ہو سکتے ہاں یہ اس کی خواہش وطلب چاہت کر سکتے ہیں تو اللہ پھر اپنی حکمت کے موافق اس طلب وخواہش پر اس کو صادر کر سکتا ہے۔تو خوب سمجھ لیں جہاں ''اختیار وقصد'' کا اثبات و ذکر ہے وہاں بمعنی ''کسب''اور اردو والا ''اختیار'' نہیں بلکہ بمعنی چاہت،طلب تمنی ہے۔

چنانچہ امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ھ لکھتے ہیں:

فان الفعل الخارق للعادۃ اذالم یکن مقدورا ولامن جنس المقدور فلاتتعلق به الارادۃ بمعنی القصد وانما الارادۃ بمعنی تتعلق به الشھوۃ۔(الارشاد،ج ۲،ص ۷۸۲)

خارق للعادۃ نہ تو بندے کی قدرت میں ہے نہ از جنس مقدور العبد ہے تو اسکے ساتھ بندے کا ارادہ اختیار وقصد بھی متعلق نہ ہوگا۔ہاں ارادہ وقصد بمعنی شہوۃ وخواہش ہو تو اس معنی قصد و اختیار کرامت سے متعلق ہوسکتا ہے۔

امام سنوسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۹۵ھ فرماتے ہیں کہ معجزہ بعض اوقات نبی کے قصد واختیار اور ارادے سے صادر ہوسکتا ہے اور پھر خود قصد واختیار کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں:

والمراد بالاختیار والارادۃ ھنا الشھوۃ والتمنی۔

(شرح العقیدۃ الکبریٰ ص ۵۵۴، دار التقوی شام، شرح واسطۃ السلوک ص ۱۴۵، دار التقوی دمشق)

ارادے واختیار سے مراد خواہش اور تمنا ہے یعنی معجزہ وکرامت کے صدور میں بندے کا تو کوئی اختیار نہیں ہاں بعض اوقات اگر یہ اس کی خواہش وتمنا کریں تو اللہ اس خواہش پر اس کو صادر کرسکتا ہے۔

چنانچہ امام معافری الاشبیلی متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

فمنهم من قال یجوز خرق العادة فی حق الولی باختیاره واستدعائه۔

(کتاب المتوسط فی الاعتقاد ص ۳۵۸۷)

یعنی بعض مشایخ کا نظریہ یہ ہے کہ ولی کی کرامت اس کے اختیار یعنی خواہش وطلب کے مطابق ظاہر ہوسکتی ہے۔

پھر آگے خود ہی اس اختیار واستدعا کی زبردست تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کنت اعتقد ان معنی قول بعض علمائنا ان الکرامة تجوز مع استدعا الولی وهو ان یقول یاجبل ادن فیدنو منطلقا حتی رایت بعضهم قد غلا فقال انه جائز ان یقول الولی یا رب انا فی المقربین عندك المخلصین لدیك فان کنت کذالك فافعل لی کذا فیکون کما رغب وهذه الجوائز فی مسائل الکرامات ممالریر وفیه اثر صحیح وانما وردت الآثار فی جریان الکرامة للولی من غیر استدعا۔

(الکتاب المتوسط فی الاعتقاد ص ۳۵۹، ۳۶۰)

مطلب یہ ہے کہ میرے خیال میں یہ جو بعض لوگوں نے کہا کہ ولی کی کرامت اس کے اختیار واستدعا یعنی خواہش ومطالبہ پر ظاہر ہونا ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلا کوئی پہاڑ کو کہے کہ قریب ہو جا تو وہ چلتا ہوا قریب ہو جائے میں نے اس معاملہ میں بعض لوگوں کو غلو کرتے ہوئے دیکھا اور یہاں تک اختیار کا معنی لے لیا کہ ولی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اللہ سے کہے کہ اے

اللہ اگر میں تیرا مخلص ومقرب بندہ ہوں تو میرے لئے بطور کرامۃ ایسا معاملہ فرمادے پس ایسا ہی ہوجاتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔(اختیار کے)اس معنی پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں بلکہ دلائل اس برعکس ہیں کہ ولی کے اختیار واستدعا کے بغیر صدور کرامت ہوتا ہے۔

امام اشبیلی کی یہ عبارت اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ اختیار کا یہ معنی کہ ولی جب چاہے جس طرح چاہے اپنے اختیار وخواہش سے بعض کرامات کو صادر کرسکتا ہے جیسا کہ پیر صاحب نے کہا کہ اس کو کسب حاصل ہوجاتا ہے یہ غلو ہے اور اس پر کوئی صحیح دلیل قرآن وسنت سے نہیں۔یہی وجہ ہے کہ پورے مناظرے میں پیر صاحب قرآن وسنت سے دلیل دینے سے عاجز رہے۔بلکہ اس کے برخلاف کے ولی کے اختیار،استدعا کے بغیر کرامت کا ظہور ہوتا ہے پر دلائل موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ مفتی ندیم صاحب نے قرآن وسنت کے دلائل کا انبار لگادیا۔

پس اب جہاں بھی معجزہ وکرامت کیلئے قصد،اختیار،ارادے کا ذکر ہے وہ بمعنی کسب نہیں جس میں اصل اختلاف ہے بلکہ بمعنی خواہش وتمناء جس کے ہم منکر نہیں کیونکہ محض خواہش وتمناء اور ارادہ سے اس فعل کا کاسب وفاعل نہیں ہوسکتا ہے پیر صاحب مبارک کی یقینا خواہش وتمناء ہوگی کہ ان کا ایک بیٹا ہوتا مگر ظاہر ہے محض خواہش سے تو وہ صاحب اولاد تو نہیں ہوسکتے؟ زید کی تمناء ہے کہ ملک کا وزیراعظم بنے مگر وہ اس کے اختیار میں نہیں۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی حنفی متوفی سنہ ۹۷۲ھ معجزہ وکرامت میں فرق ذکر کرتے ہیں:

وقد فرق الائمة بين المعجزة والكرامة بفروق كثيرة غير ماذكرناه فقال بعضهم من الفرق بينهما المعجزة تقع عند قصد النبی ﷺ وتحديه واما الكرامة فقد تقع من غير قصد الولی۔

(الیواقیت والجواہر،ص۲۸۹)

بعض آئمہ نے معجزہ وکرامت میں فرق یوں بیان کیا کہ معجزہ واقع ہوتا ہے کہ نبی کی خواہش وارادے اور چیلنج پر(کیونکہ اس نے لوگوں کے سامنے اپنی نبوت اسی معجزے سے ثابت کرنی ہوتی ہے اس لئے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا کہ اس کی

صداقت کا یقین ہو۔)اور کرامت ولی کے قصد سے ظاہر نہیں ہوتی (کیونکہ اس کی ولایت کا ثبوت ضروری نہیں)۔

اب پیر صاحب وحواری اگر"قصد واختیار" کا معنی ہر حال میں کسب اور قدرۃ علی صدور الکرامۃ ہی لینا ہے تو یہی قصد معجزے کیلئے بھی مانا گیا ہے حالانکہ معجزہ پر آپ نبی کا اختیار نہیں مانتے تو یہاں قصد کا جو معنی آپ کریں وہی کرامت کے باب میں کرلیں۔

ایک اور زبردست حوالہ ملاحظہ ہو شیخ الاسلام زکریا انصاری لکھتے ہیں:

وقد تحصل الکرامۃ له باختیارہ ودعائه ای طلبه لها وقد لا تحصل له وان اختارها وطلبها

(شرح رسالۃ القشیریۃ مع حاشیۃ العلامۃ مصطفی العروسی، ج ۴ ص ۲۵۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

کہتے ہیں کہ کبھی کبھی تو کرامت حاصل ہوتی ہے اختیار و دعا بمعنی طلب اور کبھی کبھی حاصل نہیں ہوتی اگرچہ اختیار و دعا ہو۔

اب غور فرمائیں کہ اگر اختیار کا معنی کسب واستطاعت ہے تو شیخ تو فرمارہے ہیں کہ کبھی کبھی "اختیار وطلب" یعنی کسب واختیار اور استطاعت دونوں ہوں گی مگر کرامت کا صدور نہیں ہوگا؟ حالانکہ جب کسب واستطاعت ہوجائے تو کرامت کا صدور بہرصورت ہونا چاہئے ورنہ یہ تو ایسا ہوگیا کہ آدمی کے پاس استطاعت ہے اور افعال اختیار یہ انجام نہیں دے پارہا یہ تو جبر متحقق ہوگیا۔ سو معلوم ہوا کہ اختیار کا معنی کسب نہیں ورنہ اس عبارت کو حل کیا جائے بلکہ اختیار کا معنی وہی چاہت، تمناء، طلب، ارادہ، دعا واسباب کرامت ہے کہ کبھی ان کے ہوتے ہوئے اللہ کرامت صادر فرمادے گا اور کبھی ان سب کے ہوتے ہوئے بھی اللہ صادر نہیں فرمائے گا۔

قارئین کرام! یہ یاد رکھیں کہ اختیار کا لفظ کلام عرب میں سات (7) معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

* 1 الاختیار بمعنی الانتقاء والاصطفاء
* 2 الاختیار بمعنی الرضاء وطیب النفس

* 3الاختیار بمعنی القصد و ارادۃ الفعل
* 4الاختیار بمعنی القدرۃ و السلطنۃ
* 5الاختیار بمعنی الولایۃ علی التصرف
* 6الاختیار بمعنی الجواز التکلیفی
* 7الاختیار بمعنی القدرۃ

بجائے یہ کہ ہم ہر ایک معنیٰ کو قرآن وسنت وکلام عرب سے ثابت کریں سر دست اختیار کے اصلی معنی پر ہم کچھ گفتگو کرنا چاہیں گے کہ اختیار کا لفظ لغتۃً و اصلاً "انتقاء و اصطفاء" کے لئے آتا ہے جس کا معنی ہے "پسند کرنا منتخب کرنا چن لینا"۔

* مصباح اللغات مادۃ خیر ص ۲۲۰
* القاموس الوحید مادۃ خیر ص ۴۸۹ / ۴۹۰
* المنجد مادۃ خیر ص ۲۲۴
* زاد المعاد، ج ۱ ص ۱۲۔

قرآن میں باری تعالی تعالی کا فرمان ہے:

وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى (پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳)

ترجمہ از معارف القرآن: اور میں نے تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو۔

اسی طرح فرمان باری تعالی ہے:

وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ (پارۃ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۶۸)

ترجمہ از معارف القرآن: اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے:

عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا و یخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا و اخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ اشیاء و یمر بہ الشی

فیقول واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضل
(صحیح مسلم، المقدمۃ باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء و الاحتیاط فی تحملھا، ج ا ص ۱۰)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ میرے لئے ایک کتاب لکھ دو اور چھپا لو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تا کہ جھگڑا نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لڑکا (اچھی) نصیحت کرتا ہے (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) ''میں اس کے لئے پسند کروں گا منتخب کروں گا چنوں گا'' باتوں کو اور چھپا لوں گا جو چھپانے کی باتیں ہیں پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو منگوایا ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک گئے (یعنی ان سے غلطی ہوئی)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال الشافعی والوقت الاول من الصلاۃ افضل ومما یدل علی فضل اول الوقت علی آخرہ اختیار النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر وعمر فلم یکونوا یختارون الا ما ھو افضل۔
(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب الوقت الاول من الفضل، ج ا ص ۲۱۵ رقم ۱۷۵)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کا اول وقت افضل ہے اور جو چیزیں اول وقت کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں من جملہ انہیں میں سے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما کا اسے پسند فرمانا ہے منتخب کرنا ہے چننا ہے'' کہ یہ لوگ اسی چیز کے معمول بنانے کو پسند فرماتے تھے منتخب کرتے تھے چنتے تھے جو افضل ہو۔

اسکے علاوہ بھی قرآن وسنت وفقہاء کرام رحمھم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم کی عبارات و کلام عرب سے ڈھیر ساری مثالیں اس پر مل سکتی ہیں جس میں ''اختیار'' کا لفظ پسند کرنا منتخب کرنا چن لینا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ان تمام حوالہ جات میں ''اختیار'' کا لفظ پسند کرنا منتخب

کرنا چن لینا کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس کو متکلمین نے ''شھوۃ.تمنی'' سے تعبیر کیا ہے نہ کہ ''اختیار بمعنی علی قدرۃ المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی قدرۃ خرق العادۃ یا اختیار علی ایجاد المعجزۃ او الکرامۃ یا اختیار علی ایجاد خرق العادۃ'' جیسا کہ پیر صاحب اوران کے شاگردوں کا عقیدہ ہے۔

قصد واختیار کے معنی کی وضاحت کے بعد اب سمجھیں کہ اگر کوئی ولی بسا اوقات کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتا ہے، منتخب کرتا ہے چنتا ہے یا خواہش ظاہر کرتا ہے کہ مجھ سے اس خرق عادۃ کا صدور ہو جائے یا مجھ سے کوئی بھی کرامت یا کوئی خاص کرامت باری تعالی صادر کروادے اور اسے اللہ تعالی سے طلب بھی کرتا ہے گویا اس کا قصد کرتا ہے چاہے وہ دعاء کے ذریعے ※ ہو یا دل کی توجہ کے ذریعے ※ یا کسی اور عمل کے ذریعہ باری پر کامل یقین اور باری تعالی سے غایت درج ※ تعلق و باری تعالی پر غایت درج ※ توکل کی وجہ سے بسا اوقات دعوی بھی ساتھ کرلیتا ہے یہاں تک کہ بایں وجہ بسا اوقات قسم بھی کھالیتا ہے تو کیا بمطابق خواہش اس کا صدور ہوسکتا ہے؟

تو جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں جب کوئی ولی کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتا ہے منتخب کرتا ہے چن لیتا ہے اور اسے اللہ تعالی سے طلب بھی کرتا ہے گویا اس کا قصد کرتا ہے چاہے وہ دعاء کے ذریعہ ہو یا دل کے توجہ کے ذریعہ یا کسی اور عمل کے ذریعہ باری پر کامل یقین اور باری تعالی سے غایت درج ※ تعلق و باری تعالی پر غایت درج ※ توکل کی وجہ سے دعوی بھی ساتھ کرلیتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات بایں وجہ قسم بھی کھالیتا ہے تو ویسے بالکل بسا اوقات باری تعالی کر بھی دیتے ہیں اکرامال ※ اپنی قدرت کامل ※ کے طفیل۔

دلیل نمبر 1

قرآن مجید میں آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کا واقع ※ کہ انہوں نے اپنے سے اس خاص

کرامت کے صدور یعنی تخت بلقیس کے لانے کو پسند کیا منتخب کیا چن لیا اور باری تعالی سے اسے طلب کیا گویا اس کی طرف قصد کیا جیسا کہ اکثر مفسرین کرام رحمھم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم کے حوالوں سے قسط نمبر 1 میں گذرا کہ آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ نے باری تعالی سے دعاء کی اور باری تعالی نے اسے وجود عطاء فرما دیا۔ملاحظہ ہو:

تفسیر ابن کثیر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

تفسیر طبری پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

تفسیر بغوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

التفسیر المیسر پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

تفسیر السعدی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

الوسیط لطنطاوی پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

بیان القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

معارف القرآن پارہ 19 سورۃ النمل آیت 40

دلیل نمبر 2

اسی طرح حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا واقعۃ ہے جو کہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ:

کان رجل فی بنی اسرائیل یقال له جریج یصلی فجاءته امه فدعته فابی ان یجیبها فقال اجیبها او اصلی؟ ثم اتته فقالت اللهم لا تمته حتی تریه المومسات وکان جریج فی صومعته فقالت امراة لافتنن جریجا فتعرضت له فکلمته فابی فاتت راعیا فأمکنته من نفسها فولدت غلاما فقالت هو من جریج فاتوه وکسروا صومعته فانزلوه وسبوه فتوضا وصلی ثم اتی الغلام فقال من ابوك یا غلام؟ قال الراعی قالوا نبنی صومعتك من ذهب؟ قال لا الا من طین

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا ھدم حائطا فلیبن مثلہ ج ۳ صفحہ ۱۳۷)

رقم ۲۴۸۷۲، صحیح بخاری ك تاب احادیث الانبیاء صلوات اللہ علیھم باب قول اللہ و اذ کر فی الکتاب مریم، ج ۴ ص 165 3436، صحیح مسلم کتاب البر و الصل ※ و الاداب باب تقدیم برالوالدین علی التطوع بالصلا ※ وغیرھا، ج ۸ ص ۴ رقم 2550)

ترجمة: نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک صاحب تھے جن کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ آئیں اور انہیں پکارا انہوں نے جواب نہیں دیا سوچتے رہے کہ جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ پھر وہ دوبارہ آئیں اور (غصے میں) بددعا کر گئیں کہ اے اللہ اسے موت نہ آئے جب تک کسی بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے جریج اپنے عبادت خان ※ میں رہتے تھے ایک عورت نے (جو جریج کے عبادت خان ※ کے پاس اپنی مویشی چرایا کرتی تھی اور فاحشہ تھی) کہا کہ جریج کو فتنہ میں ڈالے بغیر نہ رہوں گی چنانچہ وہ ان کے سامنے آئی اور گفتگو کرنی چاہی لیکن انہوں نے منہ پھیر لیا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اپنے جسم کو اس کے قابو میں دے دیا آخر لڑکا پیدا ہوا اور اس عورت نے الزام لگایا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے قوم کے لوگ جریج کے یہاں آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا انہیں باہر نکالا اور گالیاں دیں ''لیکن جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر'' اس لڑکے کے پاس آئے انہوں نے اس سے پوچھا بچے تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ (خدا کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا (قوم خوش ہوگئی اور) کہا کہ ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنوا دیں؟ جریج نے کہا کہ نہیں مٹی کا ہی صحیح ہے۔

ملاحظہ کیجئے گا کہ جب حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت لگی تو انہوں نے اسے پسند کیا منتخب کیا چنا کہ مجھ پر سے باری تعالی یہ کرامت صادر فرمادے کہ میں اس بچہ سے جو ابھی بولنے کے قابل نہیں ہوا ہے پوچھوں اور وہ سچ بتادے چنانچہ انہوں نے وضوء کیا اور نماز پڑھی جیسا کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اور اس نماز کے عمل کے ذریع ※ گویا باری تعالی سے مدد طلب کی اور اس کے بعد بچہ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا تو اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں اس کرامت کا صدور فرمادیا اور اوپر کے پیش کردہ شروع کے 4 حوال ※ جات میں قص ※ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے تحت ہی محدثین کرام رحمھم اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ:

و فی ھذا یا و فیہ اثبات کرامات الاولیاء یا اثبات الکرامة

للاولياء و وقوع ذالك لهم يا و وقوع الكرامة لهم باختيارهم و طلبهم

معلوم ہوا کہ یہاں بھی اور بقیہ حوالجات میں بھی اختیار بمعنی پسند کرنا منتخب کر لینا چن لینا ہے نہ کہ "اختيار بمعنى على قدرة المعجزة او الكرامة يا اختيار على قدرة خرق العادة يا اختيار على ايجاد المعجزة او الكرامة يا اختيار على ايجاد خرق العادة"

خوب سمجھ لیجئے اسے!!! انتہائی حیرانگی ہوتی ہے کہ علم کے لمبے چوڑے دعوے کرنے والی شخصیات اسے اس ممنوع معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ فياللعجب و لضيعة العلم و الادب

نتیجہ

پیش کردہ ابتدائی 8 حوالجات میں بھی اختیار بمعنی پسند کرنا منتخب کرنا اور چن لینا ہے اسی طرح کتب حدیث وکلام میں جہاں کرامت وخرق عادۃ پر قصد واختیار کو تسلیم کیا گیا ہے تو عبارات کا مطلب بھی یہی ہے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی وکثر اللہ تعالی سوادھم بسا اوقات کرامات کے صدور کا باری تعالی سے خود پر سے صادر ہونے کا قصد کرتے ہیں چاہے وہ دعاء کے ذریعہ ہو یا دل کے توجہ کے ذریعﷻ یا کسی اور عمل کے ذریعﷻ اور کرامت کے صدور اور عدم صدور سے متعلق صدور کو یا کسی خاص کرامت کے صدور کو باری تعالی سے اپنے سے صادر ہونے کو پسند کرتے ہیں منتخب کرتے ہیں چن لیتے ہیں اور اسے باری تعالی سے طلب کرتے ہیں باری تعالی پر کامل یقین اور باری تعالی سے غایت درجﷻ تعلق و باری تعالی پر غایت درجﷻ توکل کی وجہ سے بسا اوقات دعوی بھی ساتھ کر لیتے ہے یہاں تک کہ بایں وجہ بسا اوقات قسم بھی کھا لیتے ہیں تو باری تعالی بالکل بسا اوقات ایسا کر بھی لیتے ہیں اکراماﷻ اور اسے وجود عطاء فرما دیتے ہیں اپنی قدرت کاملﷻ کے طفیل۔

اختیار کا معنی امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں

امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک اور معنی بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ ایثار و اختیار کے لفظ بمعنی کسب نہیں بلکہ بمعنی دعوی کرامت اور دعوی ولایت کے ساتھ اظہار کرامت ہے یعنی ولی یہ دعوی کرتا ہے کہ میں اللہ کا ولی ہوں اور میری کرامت یہ ہے تو اللہ اس کے دعوے کے مطابق اس کرامت کو ظاہر کر دیتا ہے۔

قلنا: ذهب بعض مجوزى الكرامات [إلى] أنها تظهر من غير إيثار و اختيار، وزعم أنها بهذا الوجه تتميز عن المعجزات، وهذا قول من لم يحط بحقيقة الإعجاز فإن المعجزة لا تدل من حيث تعلق بالدعوى المطلقة المرسلة، وإنما تدل على النبوة من حيث تقع على وفق دعوى النبوة . فإن تعلق خارق عادة بدعوى أخرى، دل على صدق تلك الدعوى.وإذا استشهد من قام فى المجلس المشهود الذى صورناه، وقال: أيها الملك، إنى من المقربين عندك والمختصين فى مجلسك، فإن كنت كذالك فقم واقعد، ففعل الملك ذلك دل على تصديقه. ثم ما يجرى من ذلك، لا يدل على أن مثل هذا لوجرى متعلقا بدعوى الرسالة، لم يدل على صدق مدعيها. نعم، لست أنكر أن سنة الله تبارك وتعالى إظهار الكرامات فى الأغلب من غير إيثار واختيار، والذى ذكرناه فى التجويز، لا فى الإخبار عما تجرى به سنة الله جلت قدرته ولا يمتنع على القاعدة الممهدة أن يظهر الله فتنة على [يد] من يدعى الربوبية من العتاة، كما ورد فى الأقاصيص من إجراء الله النيل مع فرعون حيث ما دار، و كما ورد فى الأخبار مما سيجرى من الفتن وخوارق العوائد على المسيح الدجال۔

(العقیدۃ النظامیۃ ،ص ۶۹، ۷۰)

خلاصہ ومفہوم اس عبارت کا یہ ہے کہ بعض لوگ جو کرامت کے صدور کو جائز مانتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ کرامت بدون اختیار وایثار ولی کے صادر ہوتا ہے تاکہ معجزہ سے یہ جدا ہو جائے کہ معجزہ میں نبی اپنی نبوت کی تصدیق کے طور پر دعوے اور تحدی کے ساتھ معجزہ کو پیش کرتا ہے ایسے لوگ خرق عادۃ کا مطلب ہی نہیں سمجھے دراصل معجزہ میں مطلق دعوی رسالت پر معجزہ پیش نہیں کیا جاتا بلکہ نبی نبوت کے ساتھ خاص معجزہ کے متعلق دعوی کرتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میری نبوت کے ثبوت پر یہ خاص معجزہ ہے جس میں اللہ عادۃ اللہ کے خلاف بطور خرق عادۃ اس کو ظاہر کرے گا جیسے بادشاہ کی مجلس میں کہا جائے کہ اگر میں آپ کا مقرب وخاص بندہ ہوں تو براہ کرم میرے کہنے پر اس تخت سے اٹھئے اور پھر تشریف فرما ہوں تو بادشاہ اس کی تصدیق کیلئے یہ خلاف عادت کام کر دیتا ہے اسی طرح نبی بھی خاص خرق عادۃ کا دعوی کرتا ہے اور اللہ اس کام کو سرانجام دیتا ہے ۔تو خرق عادۃ خاص دعوے کے ساتھ کسی امر کے ظہور کا نام ہے اور کرامت بھی خرق عادۃ ہے تو اگر ولی اگر اپنے اختیار وایثار سے کسی خاص خرق کا دعوی کرے تو اسکے موافق اللہ خرق کا ظہور کر دے تو اس میں کیا استحالہ ہے؟ لہذا مطلقا اختیار وایثار کی نفی نہ کی جائے ۔ہاں یہ بات میں تسلیم کرتا ہوں اور اس کا مجھے انکار نہیں کہ عادۃ اللہ اور سنۃ اللہ یہی ہے کہ عام طور پر ولی کے دعوے یعنی اختیار وایثار کے بغیر اللہ کرامت کو ظاہر کر دیتا ہے ۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ ساری بحث بھی ہم نے صرف امکان کے درجے میں کی ہے ورنہ روایات میں جو آیا ہے وہ یہی ہے کہ بغیر دعوی ولی ہی کے کرامت کا صدور رہوا ہے ۔

پس جب یہ قاعدہ منقح ہو گیا کہ ولی کے اختیار یعنی دعوے کے مطابق خرق عادۃ صادر ہوسکتا ہے تو اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں کہ دعوی خدائی کرنے والوں کے دعوی کے مطابق بطور استدراج وامتحانا اللہ کوئی خرق عادۃ ظاہر کر دے، یہی وجہ ہے کہ روایات میں آتا ہے کہ فرعون جہاں سفر کرتا تو دریائے نیل بھی اس کے سفر کی سمت سفر کرتا ہے اور جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ دجال کے ہاتھوں پر اللہ خوارق وغیرہ کا ظہور کرے گا۔

غرض اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اختیار بمعنی کسب واستطاعت نہیں بلکہ کسی خاص

خارق کے متعلق دعوی کرنا ہے یعنی وہ دعوی ان کے اختیار میں ہے اور اللہ اس دعوی کے مطابق خوارق ظاہر کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ دجال کے ہاتھوں اس کے دعاوی کے مطابق خوارق ظاہر کرے گا۔

لہذا بعض لوگوں کا معجزہ وکرامت میں یوں فرق کرنا کہ معجزہ تو نبی کے دعوی (اختیار) کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور کرامت بدون دعوی ظاہر ہوگا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کرامت کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور بعض الناس کا مغالطہ

قارئین کرام! خرق عادت اگر نبی سے ظاہر ہو تو معجزہ اگر ولی سے تو کرامت کہلاتی ہے۔ اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ معجزہ و کرامت یہ اللہ کا فعل اس کی قدرت ہے۔ معجزہ پر نبی کو اور کرامت پر ولی کو کوئی اختیار نہیں۔ ہم اس سلسلے میں علمائے دیوبند کا موقف بڑی تفصیل سے آگے پیش کریں گے۔ جس کا جواب ان شاءاللہ تا قیامت بعض الناس پر قرض رہے گا۔ یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ اس باب میں پیش کر رہے ہیں کیونکہ بعض الناس ان کی ایک عبارت کو لیکر عوام کالانعام کو مغالطہ دے رہے ہیں۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ شرح فتوح الغیب میں لکھتے ہیں:

''پس چوں فانی شدی از خودی و نماند جز فعل واردات در تو نسبت کردہ مے شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف مے گرداند ترا در عالم بخوارق و کرامات پس دیدہ مے شود آں فعل و تصرف از تو در ظاہر عقل و حکم وے ولیکن در باطن و نفس الامر پروردگار است تعالی چہ معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر مے گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال چنانکہ فرمودہ اند و حال آنکہ آں خرق عادت فعل و تصرف خدا است''۔

(شرح فتوح الغیب، ص ۳۴ طبع نولکشور ہندوستان)

ترجمہ: پس جب تک اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے اور تجھ میں فعل واردات کے بغیر اور کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرق عادت کے امور نسبت کیئے جائیں گے یعنی تجھے جہاں میں متصرف گردانا جائے گا۔ خوارق اور کرامات کے سلسلہ میں پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا کیونکہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے

طور پر ظاہر کیا جاتا ہے معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد واختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں چنانچہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خرق عادت اور تصرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔

یہاں صاف واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا کہ کرامت میں ولی کا کوئی اختیار و قصد نہیں ہوتا یہ صرف اور صرف اللہ کا فعل ہوتا ہے جو اس ولی کے ہاتھ پر ظاہر کیا گیا ہوتا ہے اللہ کی طرف اس فعل کی نسبت ہی اس بندے کے اختیار وقصد کی نفی ہے۔

یہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دوٹوک اور واضح موقف ہے اس واضح عبارت کے بعد بھی اگر کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کرامت کو ولی کے اختیار میں مانتے ہیں تو ایسے بے شرموں کا علاج اللہ ہی کے ہاں ہے ہم ان سے بیزار ہیں۔

اب اس کے مقابلے میں بعض الناس نے لمعات کی ایک عبارت ''والحق جواز وقوعها قصدا و اختیارا'' سے یہ استدلال پکڑا کہ دیکھو کرامت ولی کے اختیار وقصد میں ہے۔

اس پر پہلا جواب تو یہ ہے کہ شرح فتوح الغیب کی واضح عبارت ہم نے پیش کر دی کہ جس میں اختیار وقصد کی نفی کی گئی ہے اور بقول آپ کے اس میں اثبات ہے تو یہ تو کھلا تعارض ہوا۔ اہل حق کا کام سلف کی عبارات میں تطبیق پیدا کرنا ہے تعارض نہیں۔

لہذا شیخ کا اصل نظریہ وعبارت شرح فتوح الغیب کی کہلائے گی کیونکہ وہی اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کے مطابق ہے اور ثانی عبارت موول ہوگی۔ اور وہ اس طرح کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ طلب واختیار کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں خرق عادت کے ایجاد پر معاذ اللہ قدرت حاصل ہوگئی بلکہ اس طلب واختیار کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات ولی خود بھی چاہتا ہے کہ مجھ سے اس کرامت کا صدور ہوتا کہ سامنے والے پر میری حقانیت ظاہر ہو لہذا اس کرامت کو طلب کرتا ہے اور واو تفسیر یہ ہے اس طلب کی تفسیر اختیار یعنی پسندیدگی سے کی گئی ہے یہاں اختیار پسند کے معنی میں ہے قدرت کے معنی میں نہیں یعنی وہ ولی اس بات کو پسند کرتا ہے اور طلب کرتا ہے کہ ایسا کام ہو جائے اور اللہ مصداق حدیث رب اشعث اغبر مدفوع راس لو اقسم

علی اللہ لابرہ کے تحت ان کی خواہش پوری کردیتا ہے۔ماقبل میں متکلمین کی عبارت سے اس کی وضاحت ہوچکی ہے۔

یااس کا دوسرا معنی یہ ہے جسے ''فتاوی رشیدیہ ص ۱۷۷ ایچ ایم سعید کمپنی'' اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ احکام القرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''معارف القرآن ج ٦ ص ۵۸٦ ''، پرنقل کیا ہے کہ:

''بعض اوقات اللہ اس نیک بندے کو بذریعہ کشف والہام یہ بتادیتا ہے کہ اس سے اس کرامت کا صدور ہوگا اور وہ اس کرامت کا قصد وارادہ کرے جب وہ قصد وارادہ کرے گا تو اللہ اس کرامت کو ظاہر کردے گا یعنی اختیار وقدرت تو اللہ کا ہے فعل تو اللہ کا ہے انہیں بطور الہام صرف یہ کہا گیا کہ وہ اس خرق عادت کو طلب کریں اور اس کا قصد کریں فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''اختیاری جزئی'' سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ جن متکلمین کی عبارات میں اختیار کے الفاظ آئے ہیں اس سے مراد یہی ہے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ان کو خرق عادت پر قدرت کاملہ حاصل ہوگئی جب چاہیں صادر کردیں''۔

اگر یہ توجیہ پسند نہیں تو ایک اور توجیہ حاضر ہے اسی بات کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل کے ساتھ عقائد پر اپنی کتاب ''تکمیل الایمان ص ۲۰۹،۲۰۸ '' پر بیان کیا کہ کرامت اختیاری بھی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بھی۔پھر آگے خود ہی فرمایا کہ سب سے بڑی کرامت استقامت علی الدین ہے یعنی الاستقامت فوق الکرامت (تکمیل الایمان ملخصا، ص ۲۰۹) شریعت وسنتوں پر استقامت یہ سب سے بڑی کرامت ہے اور کرامت معنوی ہے پس جہاں اختیار کا ذکر ہے کرامت کے ساتھ تو اس سے مراد یہ کرامت معنوی ہے یعنی شریعت پر استقامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی اتباع یہ ایسی کرامت ہے کہ جو ولی کے اختیار میں ہے اور اسے ہم بھی ولی کے اختیار میں مانتے ہیں۔

خلاصہ کلام: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لمعات، حاشیہ عطار، شرح مسلم، عینی کی عمدۃ القاری میں جہاں ''باختیارہم'' کے الفاظ آئے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ انہیں پہلے سے الہام کردیتا ہے کہ وہ اس کرامت کو طلب کریں تو اللہ اس طلب کے موافق اپنے

اختیار سے اس کا صدور کر دیتا ہے۔

یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھیں کہ بعض عبارتوں میں بطلبھم اور باختیارھم کے ساتھ ''والدعا'' کا لفظ آیا ہے تو بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی عبارات جس میں طلب و اختیار کا لفظ ہے اس سے مراد طلب دعا ہے کیونکہ ظاہری سے بات ہے کہ اگر یہ چیز ان کے اختیار میں ہوتی تو دعا کا حکم آگے کیوں؟ دعا تو آدمی تب ہی مانگتا ہے جب معاملہ اس کے اختیار سے باہر ہو۔

بعض الناس پہلے تو علی الاطلاق ہر کرامت کو ولی کے اختیار میں مانتے اب ہمارے براہین کے آگے بے بس ہو کر کہتے ہیں کہ بعض کرامات ولی کے اختیار میں ہیں اور بعض نہیں تو جس میں اختیار کی نفی ہے وہ بعض ہیں۔ حالانکہ یہ خود ساختہ تقسیم ہیں شرح مسلم، عینی، عطار، لمعات کسی میں بھی یہ تقسیم نہیں۔ اکابر دیوبند نے جہاں بھی کرامت کا ذکر کیا علی الاطلاق یہی کہا کہ ولی کے اختیار میں نہیں تو اگر ایسی کرامات ہوتی جو ولی کے اختیار میں ہوتی تو مقام ذکر میں ضرور اس کا ذکر کرتے بلکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں قصص الاولیاء میں کہ جو اختیار میں ہو وہ کرامت ہی نہیں۔

چیلنج: اگر اب بھی کوئی یہی سمجھتا ہے کہ کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی ہے تو ایسا ولی ذرا ہمارے سامنے آئے ہم سے رابطہ کرے ہم چند آسان کرامتوں کا مطالبہ اس سے کریں گے اگر اس مسئلہ کی حقانیت کو ظاہر کرنے کیلئے ان کرامتوں کا اظہار اس نے کر دیا تو ہم اس کے ہاتھ چومنے کو تیار ہیں لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اسبابِ کرامت ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات کو مغالطہ لگا ہے اورانہوں نے اسباب معجزہ وکرامات اورنفس معجزہ وکرامت کو باہم خلط ملط کر دیا۔ یاد رہے کہ اسباب میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ بندے کے اختیار میں ہوسکتے ہیں ۔مثلاکوئی ولی بزرگ کسی کیلئے دعا کر دے اور دعا کے سبب سے لاعلاج مرض ٹھیک ہوجائے تو دعا سبب ہے،اسی طرح چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو چاند کی طرف اشارہ کرنا یہ سبب ہے نفس معجزہ نہیں معجزہ تو چاند کا ٹکڑے ہونا ہے، لاٹھی پھینکی سانپ بن گئی تو لاٹھی پھینکنا سبب ہے معجزہ نہیں یہ بندے کے اختیار میں ہے ۔لیکن بعینہ لاٹھی کا سانپ بن جانا یہ معجزہ ہے اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ۔اسی طرح بعض اوقات نبی یا ولی کسی خرق عادۃ کی خواہش کرتا ہے یا اس کی طرف قصد کرتا ہے یا اللہ اس کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس خرق عادۃ کا ظہور ہوجائے گا تو قصد، ارادہ اور الہام یہ سب اسباب میں سے ہیں یہ اختیار میں ہوسکتے ہیں لیکن اس پر جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے یعنی خرق عادۃ کا ظہور اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں جیسا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نیل کی طرف خط روانہ کیا اور دریا رک گیا۔جیسا کہ حدیث میں بھی ہے:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: رُبَّ أَشْعَثَ أغبرَ مَدْفُوعٍ بالأبواب لو أَقسم على الله لَأَبَرَّهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " بہت سارے پراگندہ بال والے،لوگوں کے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرمادے ۔(متفق علیہ)

تصرفات سے غلط فہمی

بعض لوگوں نے تصرفات کو بھی کرامت کے ساتھ خلط ملط کردیا حالانکہ تصرف اور کرامت میں بون بعید ہے ۔تصرف کافر،گناہ گار کو بھی حاصل ہوسکتا ہے وہ اسباب خفیہ کے ساتھ مربوط ہوتا ہے اس میں توجہ وغیرہ سے امور عجیبہ کا صدور عمل میں لایا جاتا ہے جبکہ کرامت ومعجزہ کسی بھی قسم کے سبب ظاہری وخفی سے پاک خالص اللہ کا فعل اور قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عربی میں مستقل ایک رسالہ لکھا ہے جس کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اس میں آخر میں لکھتے ہیں:

''تصرّف اور کرامت کے احکام میں فرق

کرامت چونکہ انسان کا فعل ہی نہیں ہے اس اس کے ساتھ احکام جواز یا عدم جواز اور مذمت یا استحسان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوسکتا یعنی اس میں ذم وکراہت کا احتمال ہی نہیں ۔اگر کسی کرامت کی وجہ سے کسی شخص کو ضرور بھی پہنچ جائے تو اس کی کوئی ذمہ داری صاحب کرامت پر عائد نہیں ہوتی جیسے کہ بہت سے اہل اللہ کے حالات میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ کسی شخص نے ان کی توہین و دل آزاری کی اور وہ فورا بغیر ان کے قصد واختیار کے منجانب اللہ کسی آفت یا ہلاکت میں مبتلا ہوگیا بخلاف تصرف کے کہ اگر اس کے ذریعہ کسی مسلمان کو بلاوجہ ضرور پہنچایا جائے تو تصرف کرنے والا ایسا ہی گناہ گار ہوگا جیسے ہاتھ پیر وغیرہ جوارح سے کسی پر ظلم کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے ۔یہ حقیقت غامضہ احقر کو سیدی وسندی حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کے ایک فتوے سے واضح ہوئی جس کی صورت یہ تھی کہ کہ شاہ جہاں پور کے ایک بزرگ نے حضرت سے استفتاء کیا کہ ایک شخص نے ناحق میری دل آزاری کی دفعتہ اس پر قہر متوجہ ہوا اور وہ ہلاک ہوگیا اس کی وجہ سے مجھے تو کوئی گناہ ہوا۔حضرت والا نے یہی جواب کہ اگر آپ نے اس کی ہلاکت کا قصد اور اس کیلئے صرف

ہمت کیا تو بے شک آپ قتل کے گناہ گار ہوئے اگرچہ آلہ جارحانہ نہ ہونے کے سبب قصاص نہ آئے اور اگر صرف ہمت نہیں کیا خود بخود یا محض بددعا کرنے سے یہ واقعہ پیش آیا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں''۔ (تصرف کی حقیقت، ص ۱۶)

افسوس کہ اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خواہ مخواہ پیر صاحب مبارک نے دوران مجلس تصرفات کی بحث چھیڑ دی اور تصرف تکوینی وتشریعی کی طرف چلے گئے۔اسی طرح اہل بدعت بھی ان تصرفات کے ذریعہ اولیاء اللہ کو مشکل کشا بنانے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ اس تصرف کا تعلق کسب وریاضت کے ساتھ ہے یہ تو عام آدمی بالکل کافر وفاسق کو بھی ہوسکتا ہے پھر ان کو بھی مشکل کشا حاجت روا ہونا چاہیئے۔

پیر صاحب سے چند سوالات

اس موقع پر ہم اپنے مکرم پیر صاحب اور انکے ہم نواؤں سے چند سوالات بھی کرنا چاہیں گے:

(۱) چونکہ آپ کے نزدیک کرامات ولی کے اختیار میں ہوتے ہیں تو اگر اس ولی نے کل کو اپنی کرامت سے کسی کو قتل کر دیا یا کوئی نقصان کر دیا تو شرعاً ولی کا کیا حکم ہے؟

(۲) آپ کے نزدیک بعض کرامات اختیاری بعض غیر اختیاری ہیں تو اس تفریق میں حد فاصل کیا ہے؟ یعنی ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ کونسی کرامات اختیاری ہیں کونسی غیر اختیاری؟

(۳) ایک ہی خرق عادۃ ہے وہ بعض اوقات اختیار میں ہوتی ہے بعض اوقات نہیں؟ جو اختیار میں ہیں اسکا سبب اور علۃ کیا ہے ورنہ ترجیح بلا مرجح کی خرابی لازم آئے گی۔

(۴) خرق عادۃ کی تعریف ہی یہی ہے کہ اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں، کوئی کسب نہیں جیسا کہ ماقبل میں حوالے گزرے اب اگر آپ بعض صورتوں میں اختیار مانتے ہیں اور خرق کی دو قسمیں کرتے ہیں اختیاری غیر اختیاری تو اس صورت میں تو تقسیم الشیی الی نفسه وغیرہ لازم آتی ہے اور ترکب الشیئ من النقیضین کا اعتراض بھی وارد ہوتا ہے وھو باطل فالملزوم ایضا باطل۔

(۵) اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہے اور کرامت کے ساتھ ولی کا تعلق کسب اور اللہ کی قدرت کا تعلق باعتبار خلق ہے تو ولی کے عام افعال اور کرامت میں کیا فرق ہو گیا؟ اور یہ صدور کرامت ولی کیلئے باعث اعزاز کیسے ہو گیا؟ کیونکہ اس نے اپنا ایک اختیاری فعل صادر کیا ہے۔

(۶) آپ کے نزدیک معجزات نبی کے اختیار میں نہیں حالانکہ معجزہ وکرامت دونوں خرق عادۃ ہیں تو ایک میں اختیار کی نفی کرنا دوسرے میں ماننا وہی ترجیح بلا مرجح کی خرابی۔

(۷) ہر نبی ولی بھی ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ولی کی کرامت اس کے اختیار میں ہے لیکن نبی ہونے کی وجہ سے اس کا یہی خرق عادۃ جو اب معجزہ ہے اور ولی ہونے کی صورت

یں کرامت تھا اس کے اختیار میں نہیں۔

(۸) قاعدہ یہ ہے کہ ادنی سے اعلی کی طرف صعود کیا جاتا ہے اس صورت میں یہ تو سمجھ آتا ہے کہ معجزہ نبی کے اختیار میں ہو اور کرامت ولی کے اختیار میں نہ ہو مگر معاملہ آپ کے ہاں اس کے برعکس ہے کہ ادنی کو اعلی سے بڑھا دیا۔

(۹) کیا یہ در پردہ ولی کو نبی پر معاذ اللہ فضیلت دینا نہیں کہ نبی کا معجزہ اس کے اختیار میں نہ ہو اور اسی نبی کے امتی کی کرامت اس کے اختیار میں ہو؟ حالانکہ ولی کو یہ کرامت اسی نبی کی برکت اور اتباع سے ملی۔

(۱۰) کرامت و معجزہ میں نہ سبب ظاہری ہوتا ہے نہ خفی اسی بنیاد پر سحر، معجزہ و کرامت میں فرق کیا جاتا ہے اب اگر کرامت پر ولی کو قادر و مختار مان لیا جائے تو مافوق الاسباب امور پر اس کا اختیار مان لیا گیا اور ہمارے اکابر نے بالاتفاق مافوق الاسباب میں مخلوق کو مختار ماننے کو شرک کہا ہے۔

(۱۱) آپ نے خود کہا کہ کئی متکلمین نے معجزہ کو بھی نبی کے اختیار میں مانا ہے یہاں آپ متکلمین کی بات کیوں نہیں مان رہے؟ یہاں اصل کو ترک کرنے کی وجہ؟

(۱۲) آپ کے شاگرد آپ کو بھی وقت کا ولی کامل، غوث، قطب مانتے ہیں تو آخر آپ ہمارے بار بار کے مطالبے پر کسی کرامت کو صادر کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ صوفیاء نے اگرچہ کرامت کے اخفاء کا حکم دیا ہے لیکن ساتھ میں اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ مخالفین کے سامنے اپنی حقانیت ثابت کرنے یا کسی مصلحت کیلئے ولی کرامت کا اظہار کرسکتا ہے اگر منبر پر یہ دعوے ہوسکتے ہیں کہ میرے پائے کا کوئی پیر کراچی تک نہیں، کوئی عالم نہیں، تو کرامت جس کے سبب آپ نے اتنا بڑا اختلاف پیدا کر دیا کا اظہار کیوں نہیں ہوسکتا؟ کم از کم کالام و چارسدہ کا سیلاب ہی روک لیتے۔

(۱۳) علامہ تفتازانی کہتے ہیں کہ آدمی جس فعل پر قادر ہوتا ہے اس کو اور اس کے مثل کو بار بار کرنے پر بھی قادر رہے تو اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہو تو اسی خرق عادۃ کو بار بار کرنے پر قادر ہوگا حالانکہ یہ نقل ومشاہدہ دونوں کے خلاف ہے کیونکہ ہماری نظر سے نہیں گزرا کہ کسی ولی

سے صادر شدہ کرامت کابار باراعادہ ہوا ہے خاص کر مطالبہ اور مشاہدہ کے خلاف اس طرح کہ جس ماں کے لعل کو یہ دعوی ہو کہ وہی کی کرامت اس کے اختیار میں ہے تو وہ ذرا اپنے ثابت شدہ ولی، قطب، غوث، ابدال کو ہمارے سامنے لائے ان شاءاللہ معلوم ہو جائے گا۔

(۱۴) علماء نے اپنی کتابوں میں ولی پر کرامت کو چھپانے کا ذکر کیا ہے کہ کہیں مبادا یہ مکر واستدراج نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ کرامت اگر ولی کے اپنے اختیار میں ہے تو اس نے اپنے اختیار سے پھر ایک مکر اور فراڈ کیا تو کیا اس کے بعد وہ ولی رہا؟

(۱۵) ایک ولی نے اگر اپنی کرامت سے کسی کو قتل کر دیا یا کوئی نقصان پہنچایا تو کیا آیا اس سے کوئی قصاص یا جرمانہ لیا جائے گا؟ اگر نہیں تو کیوں؟ ولی کی تخصیص کہاں ہے؟ حالانکہ بقول آپ کے اس نے یہ سب کام اپنے اختیار سے کیا ہے تو اس سب کے بعد بھی وہ سزا کا مستحق کیوں نہیں؟

(۱۶) ہم شرعاً دوسرے مسلمان کی جان ومال کو بچانے کے مکلف ہیں مثلاً ہمارے سامنے ایک شخص دریا میں ڈوب رہا ہو اور ہم اسے بچا سکتے ہیں، ایک آدمی بھوکا مر رہا ہو اور ہم اسے کھانا کھلا سکتے ہیں تو اب اس کی جان نہ بچا کر ہم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اب اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ اولیاء اللہ نے موجودہ وقت میں سیلاب ومختلف آفات میں، مشکلات میں ضرورت مندوں کی کرامۃ مدد کیوں نہ کی؟

قرآنی دلائل

﴿ضروری وضاحت﴾

چونکہ ماقبل میں وضاحت ہوچکی کہ معجزہ وکرامت میں اعتباری فرق ہے حقیقۃً کوئی فرق نہیں، ان میں اصل خرقِ عادت ہے، لہٰذا آگے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ دلائل معجزہ پر دیے جارہے ہیں، کیونکہ معجزے پر عدمِ قدرت لازم ہے خرق پر عدمِ قدرت کو، جولازم ہے کرامت پر عدمِ قدرت کو، اِسے خوب سمجھ لیں

﴿**آیت نمبر ۱**﴾ : قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ-وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ-وَ عَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (سورہ ابراہیم، آیت ۱۱)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے ان سے فرمایا ہم تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دلیل تمہارے پاس لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

طرز استدلال: تمام رسولوں نے اپنی پوزیشن واضح کردی کہ من مانے مطالبات پر معجزات وخرق عادت امور دکھانا یہ ہمارے اور قدرت میں نہیں یہ سب اللہ کے افعال وکام ہیں وہی جب چاہے معجزہ کا اظہار فرمادے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

وَما كَانَ لَنا أَنۡ نَأۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطانٍ إِلَّا بِإِذۡنِ اللّٰهِ اى لا يمكن لنا إتيان الآيات باختيارنا واستطاعتنا حتّى نأتى بما اقترحتموه- انما هو امر متعلق بمشية الله تعالى۔ (تفسیر مظہری، ج۵،ص ۲۵۸)

اللہ کے اذن ومشیت کے بغیر ہماری طاقت اور قدرت میں نہیں کہ تمہارے من مانے معجزات کو ظاہر کردیں۔ (ملخصا)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(إِلَّا بِإِذۡنِ اللّٰهِ) أَيۡ بِمَشِيئَتِهِ، وَلَيۡسَ ذَلِكَ فِي قُدۡرَتِنَا، أَيۡ لَا نَسۡتَطِيعُ أَنۡ نَأۡتِيَ بِحُجَّةٍ كَمَا تَطۡلُبُونَ إِلَّا بِأَمۡرِهِ وَقُدۡرَتِهِ (تفسیر قرطبی، ج ۱۲،ص ۱۱۵)

اللہ کی قدرت وحکم کے بغیر جو معجزات تم ہم سے مانگ رہے ہو ان کا ظاہر کرنا ہماری قدرت وطاقت میں نہیں۔

محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله الحسني الحسيني الايجي الشافعي رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۵ھ فرماتے ہیں:

أي: ليس هذا في وسعنا بل شيء يتعلق بمشيئة الله تعالى وإذنه

(تفسیر ایجی، ج ۲،ص ۲۸۸)

معجزات کو ظاہر کرنا ہمارے بس وطاقت میں نہیں اسکا تعلق تو محض اللہ کی مشئیت واذن سے ہے۔

﴿آیت نمبر۲﴾ :وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ لَّيُؤۡمِنُنَّ بِهَا-قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشۡعِرُكُمۡ-اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ

(سورہ انعام، آیت ۱۰۹)

ترجمہ: اور انہوں نے بڑی تاکید سے اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ جب وہ (نشانیاں) آئیں گی تو (بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

قُلۡ إِنَّمَا الۡآيَاتُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَهُوَ الۡقَادِرُ عَلَى إِتۡيَانِكُمۡ بِهَا دُونَ كُلِّ أَحَدٍ مِنۡ خَلۡقِهِ (تفسیر طبری، ج ۹،ص ۴۸۴)

آپ فرما دیجئے کہ معجزات تو اللہ ہی کے پاس ہیں وہی اس کے صادر اور لانے پر قادر ہے مخلوق میں کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں۔

امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں:

قُلۡ إِنَّمَا الۡآيَاتُ عِنۡدَ اللّٰهِ أي: هو القادر على الإتيان بها دوني ودون أحد من خلقه وَما يُشۡعِرُكُمۡ أَنَّها أي (زاد المسیر ،ج ۲،ص ۲۲)

اللہ ہی معجزات کو صادر کرنے پر قادر ہے اسکے سوا مخلوق میں کوئی بھی اس پر قادر نہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ ذَكَرُوا فِي تَفْسِيرِ لَفْظَةِ عِنْدَ وُجُوهًا فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمُخْتَصُّ بِالْقُدْرَةِ عَلَى أَمْثَالِ هَذِهِ الْآيَاتِ دُونَ غَيْرِهِ لِأَنَّ الْمُعْجِزَاتِ الدَّالَّةَ عَلَى النُّبُوَّاتِ شَرْطُهَا أَنْ لَا يَقْدِرَ عَلَى تَحْصِيلِهَا أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

(تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۱۳۲)

مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے معجزات کو ظاہر کرنا خاص اللہ کی قدرت ہے اس کے سوا کسی کو اس کی طاقت وقدرت نہیں اس لئے کہ معجزات نبوت دال ہیں ان کی شرط ہی یہی ہے کہ اس کے صدور پر رب تعالیٰ کے سوا کوئی اور قادر نہیں۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۵ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ هو قادر عليها يظهر منها ما يشاء وليس شيء منها بقدرتي وإرادتي۔ (بیضاوی، ج ۱، ص ۳۱۶)

معجزات کو ظاہر کرنے پر اللہ قادر ہے میری قدرت میں نہیں نہ میرے محض ارادے سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ (ملخصا)

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں:

وهو قادر عليها لا عندي فكيف آتيكم بها (تفسیر نسفی، ج ۱، ص ۵۲۹)

وہی اس پر قادر ہے میرے پاس اس کی قدرت نہ میرے قبضہ قدرت میں ہیں تو کیسے یہ فرمائشی معجزے لا سکتا ہوں؟۔

امام ابو الحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۵ھ لکھتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ هَذَا أَمْرٌ بِالرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَأَنَّ مَجِيءَ الْآيَاتِ لَيْسَ لِي إِنَّمَا ذَلِكَ لِلّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَيْهَا يُنَزِّلُهَا عَلَى وَجْهِ الْمَصْلَحَةِ كَيْفَ شَاءَ لِحِكْمَتِهِ وَلَيْسَتْ عِنْدِي فَتُقْتَرَحُ عَلَيَّ

(بحر محیط، ج ۴، ص ۶۱۳)

معجزات کا ظاہر کرنا میرے بس میں نہیں یہ تو صرف رب ہی کا خاصہ ہے وہی معجزات وخرق عادت کو صادر کرنے پر قادر ہے۔ اپنی حکمت کے موافق اسے ظاہر فرماتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ فی قدرته تعالی واختیاره یظهر منها ما یشاء ولیس شیء منها فی قدرتی واختیاری

(تفسیر مظہری، ج ۳ص ۲۷۷)

خرعادت اللہ ہی کی قدرت میں ہے وہی اس کو صادر کرتا ہے میری قدرت واختیار میں اسکو ظاہر کرنا نہیں۔

یہی بات امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُل یا مُحَمَّدُ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ هو الذی یرسلها وینزلها، وأنا لا أملك إرسالها ولا إنزالها؛ کقوله قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ، وغير ذلك من الآيات، إنباء منه أنه لا يملك إنزال ما كانوا يسألونه من الآيات. ثم قال (تفسیر ماتریدی)

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قل انما الایات من عنداللہ میں ان کے قول کا جواب ہے کہ معجزات اورنشانیاں سب اللہ تعالی کے اختیار میں ہیں اور جو معجزات ظاہر ہو چکے وہ بھی اسی کی طرف سے تھے"۔ (معارف القرآن ج ۳ص ۴۲۴)

﴿**آیت نمبر۳**﴾: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا

(سورہ بنی اسرائیل، آیت ۹۳)

ترجمہ: کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں۔

طرز استدلال: مشرکین مکہ نے کچھ من پسند معجزات کا مطالبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رب کی طرف سے وحی ہوئی کہ میں تو ایک انسان ہوں خرق عادۃ اور معجزات

ظاہر کرنا میرے بس و قدرت میں نہیں اس کا تعلق تو اللہ کی قدرت و طاقت کے ساتھ ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

يَقُولُ: هَلْ أَنَا إِلَّا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِهِ مِنْ بَنِي آدَمَ، فَكَيْفَ أَقْدِرُ أَنْ أَفْعَلَ مَا سَأَلْتُمُونِي مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ، وَإِنَّمَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا خَالِقِي وَخَالِقُكُمْ، وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ أُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ، وَالَّذِي سَأَلْتُمُونِي أَنْ أَفْعَلَهُ بِيَدِ اللَّهِ الَّذِي أَنَا وَأَنْتُمْ عَبِيدٌ لَهُ، لَا يَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ غَيْرُهُ

میں تو بنی آدم میں سے اسکے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں بھلا جن چیزوں کا تم مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو ان کو صادر کرنے پر کیسے قادر ہوسکتا ہوں؟ ان چیزوں (خرق عادات) پر تو میرا اور تمہارا خالق ہی قادر ہے۔ میں تو اسکا رسول ہوں اسی چیز کو تم تک پہنچانے والا ہوں جو دے کر بھیجا گیا ہوں۔ جن چیزوں کا تم مجھ سے سوال کرتے ہو وہ میرے دست قدرت میں نہیں میں اور تم اس رب کے بندے ہیں اسکے سوا کوئی اس پر قادر نہیں۔

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۷۳ھ فرماتے ہیں:

فإني لا أقدر على ما تسألوني۔ (تفسیر سمرقندی، ج ۲، ص ۳۲۸)

میں ان خارق للعادۃ امور پر قادر نہیں جسکا تم مجھ سے سوال کرتے ہو۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۷ھ فرماتے ہیں:

قال سبحان ربي يعني محمد ﷺ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا وليس ما سألتم في طوق البشر ولا قدرة الرسل (تفسیر ثعلبی)

یہ چیزیں تو کسی انسان کے بس میں نہیں نہ کوئی رسول اس پر قادر ہے۔

امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۸ھ فرماتے ہیں:

إن هذه الأشياء ليس في قوى البشر أن يأتوا بها، فلا وجه لطلبكم هذه الآيات مني مع صفتي أني بشر (تفسیر الوجیز للواحدی، ص ۶۴۷)

یہ چیزیں انسانی بس میں نہیں کہ وہ ان کو ظاہر کردے پس مجھ سے ان کے مطالبہ کی کوئی تک نہیں بنتی جبکہ میری حالت یہ ہے کہ میں بشر وانسان ہوں۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۷ھ:

أي: أنَّ هَذِهِ الأشياءَ لَيْسَتْ في قُوى البَشَرِ

(تفسیر زاد المسیر، ج ۳، ص ۵۳)

یہ چیزیں قوت بشری سے خارج ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

لِأنِّي بَشَرٌ والبَشَرُ لا قُدْرَةَ لَهُ عَلى هَذِهِ الأشْياءِ

(تفسیر کبیر، ج ۱۱، ص ۶۱)

بابا میں تو بشر ہوں اور بشر کو ان چیزوں پر قدرت نہیں۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۵ھ فرماتے ہیں:

هَلْ كُنْتُ إلا بَشَرًا كَسائِرِ النّاسِ. رَسُولا كَسائِرِ الرُّسُلِ وكانُوا لا يَأْتُونَ قَوْمَهم إلّا بِما يُظْهِرُهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَلى ما يُلائِمُ حالَ قَوْمِهِمْ، ولَمْ يَكُنْ أمْرُ الآياتِ إلَيْهِمْ ولا لَهم أنْ يَتَحَكَّمُوا عَلى اللَّهِ حَتّى تَتَخَيَّرُوها عَلَيَّ (بیضاوی، ج ۱، ص ۵۸۲)

امام ابن جُزيّ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متوفی ۷۴۱ھ

أي: إنما أنا بشر، فليس في قدرتي شيء مما طلبتم

(تفسیر التسہیل لعلوم التنزیل، ج ۱، ص ۴۵۵)

میں بشر ہوں جن معجزات کو تم نے مطالبہ کیا ہے مجھے ان کے ظاہر کرنے پر کسی قسم کی کوئی قدرت نہیں۔

أبو حفص سراج الدين عمر بن علي الحنبلي الدمشقي النعماني رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۵ھ لکھتے ہیں:

لأنِّي بشر، والبشر لا قدرة له على هذه الأشياء

(اللباب، ج ۱۲، ص ۳۸۹)
میں بشر ہوں اور انسان کو ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں۔
امام ایجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۵ھ فرماتے ہیں :
کسائر الرسل وهم لم يقدروا ولم يأتوا بمثل ما قلتم فكيف أقدر على ذلك (تفسیر ایجی)
میں تمام رسولوں کی طرح ایک رسول ہوں وہ ان معجزات پر قادر نہ تھے اور نہ اس قسم کے معجزات کو لانے پر قادر تو میں بھی انہی ہی کی طرح انسان و رسول ہو کر یہ سب کیسے کرسکتا ہوں اور کیسے ان سب پر قادر ہو سکتا ہوں؟
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ
هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا، والبَشَرُ لا قُدْرَةَ لَهُ عَلى الإِتْيانِ بِذَلِكَ
(روح المعانی)
میں بشر ہوں اور انسان کو اس قسم کے امور پر کسی قسم کی کوئی قدرت نہیں ہوتی۔
شیخ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
''معجزات کا ظہور اللہ کی قدرت اور مشیت سے تھا رسولوں کے اختیار اور مشیت سے نہ تھا''۔ (تفسیر معارف القرآن، ج ۴، ص ۵۴۷)

﴿**آیت نمبر ۴**﴾ :قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ-فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ-وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ-وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ (سورہ نمل، آیت ۴۰)

ترجمہ : اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اُسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب

بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

مکی بن طالب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۷ھ لکھتے ہیں:

وهو رجل من الإنس كان عنده علم من الكتاب فيه اسم الله الأكبر، فدعا بالاسم، فاحتمل العرش احتمالاً حتى وضع بين يدي سليمان بقدرة الله۔

(الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ المعروف تفسیر مکی)

انکے پاس اسم اعظم کا علم تھا جس کے ساتھ دعا کی اور اللہ کی قدرت سے تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوگیا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

وَدَعَا آصَفُ فَبَعَثَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ فَحَمَلُوا السَّرِيرَ مِنْ تَحْتِ الْأَرْضِ يَخُدُّونَ بِهِ خَدًّا حَتَّى انْخَرَقَتِ الْأَرْضُ بِالسَّرِيرِ بَيْنَ يَدَيْ سُلَيْمَانَ۔

(تفسیر بغوی)

امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۶ھ لکھتے ہیں:

واختَلَفَ المُفَسِّرُونَ فی الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الكِتابِ، مَن هُوَ؟ فَجُمْهُورُ الناسِ عَلى أنَّهُ رَجُلٌ صالِحٌ مِن بَنِي إسْرائِيلَ اسْمُهُ آصِفُ بْنُ بَرْخِيا، رُوِيَ أنَّهُ صَلّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قالَ لِسُلَيْمانَ عَلَيْهِ السَلامُ: يا نَبِيَّ اللهِ أمْدُدْ بَصَرَكَ، فَمَدَّ بَصَرَهُ فَإذا بِالعَرْشِ نَحْوَ اليَمَنِ، فَما رَدَّ سُلَيْمانُ بَصَرَهُ إلّا والعَرْشُ عِنْدَهُ (المحرر الوجیز)

آگے لکھتے ہیں:

دَعا بِاسْمِ اللهِ تَعالى فَجاءَ العَرْشُ بِقُدْرَةِ اللهِ تَعالى

امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قالَ ابْنُ عَبّاسٍ: دَعا آصَفُ- وكانَ آصَفُ يَقُومُ عَلى رَأْسِ

سُلَیمَانَ بِالسَّیفِ- فَبَعَثَ اللّٰہُ المَلائِکَۃَ فَحَمَلُوا السَّرِیرَ تَحتَ الأَرضِ یَخُدُّونَ الأَرضَ خَدًّا، حَتّٰی انخَرَقَتِ الأَرضُ بِالسَّرِیرِ بَینَ یَدَیْ سُلَیمَانَ

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں:

والذی عَلَیہِ الجُمهُورُ مِنَ النَّاسِ أَنَّہُ رَجُلٌ صَالِحٌ مِن بَنِی إِسرَائِیلَ اسمُہُ آصَفُ بنُ بَرخِیَا، رُوِیَ أَنَّہُ صَلَّی رَکعَتَینِ، ثُمَّ قَالَ لِسُلَیمَانَ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ امدُد بَصَرَکَ فَمَدَّ بَصَرَہُ نَحوَ الیَمَنِ فَإِذَا بِالعَرشِ، فَمَا رَدَّ سُلَیمَانُ بَصَرَہُ إِلَّا وَھُوَ عِندَہُ.

شیخ ابو الحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۵ھ

فَدَعَا آصَفُ فَغَابَ العَرشُ فی مَکَانِہِ بِمَأْرِبَ، ثُمَّ نَبَعَ عِندَ مَجلِسِ سُلَیمَانَ بِالشَّامِ بِقُدرَۃِ اللّٰہِ، قَبلَ أَن یَرُدَّ طَرفَہُ (تفسیر البحر المحیط)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

فَذَکَرُوا أَنَّہُ أَمَرَہُ أَن یَنظُرَ نَحوَ الیَمَنِ الَّتِی فِیھَا ھٰذَا العَرشُ المَطلُوبُ، ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ، وَدَعَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ مُجَاھِدٌ: قَالَ: یَا ذَا الجَلَالِ وَالإِکرَامِ. وَقَالَ الزُّھرِیُّ: قَالَ: یَا إِلٰھَنَا وَإِلٰہَ کُلِّ شَیءٍ، إِلٰھًا وَاحِدًا، لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنتَ، ائتِنِی بِعَرشِھَا. قَالَ: فَتَمَثَّلَ لَہُ بَینَ یَدَیہِ.
(تفسیر ابن کثیر)

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۷۵ھ لکھتے ہیں:

وجمھورُ المفسرین علی أن ھذا الذی عندہ علم من الکتاب- کان رجلاً صالحاً من بنی إسرائیل اسمہ (آصف بن برخیا)، روی أنہ صلی رکعتین، ثم قال لسلیمان [علیہ السلام]: یا نبی اللہ امدد بصرک نحوَ الیَمَنِ، فمد بصرہ فإذا بالعرش، فما رد سلیمان بَصرہ إلا وھو عندہ۔ (تفسیر ثعلبی)

خلاصہ کلام: ان تمام تفاسیر میں قریباً ایک ہی بات ہے کہ حضرت آصف

برخیا کے پاس اسم اعظم کا علم تھا آپ نے دو رکعات نماز پڑھی اس کے بعد اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی تو اس کی برکت سے اللہ نے اس تخت کو اپنی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے سامنے ظاہر فرمادیا۔ پس اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کو نہ نماز پڑھنے کی ضرورت ہوتی نہ دعا کرنے کی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے **ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا براہ راست حق تعالی کی طرف سے کوئی کام ہوجاتا ہے۔اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے''۔

(معارف القرآن، ج۶ص۵۸۵)

﴿**آیت نمبر۵**﴾: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ

(سورہ انبیاء، آیت ۶۹)

ترجمہ: ہم نے فرمایا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجا

طرز استدلال: آگ کا ٹھنڈا ہونا ایک خارق للعادۃ امر ہے آیت خود بتلا رہی ہے کہ یہ کام اللہ کے حکم سے ہوا ابراہیم علیہ السلام کو اسکی کچھ خبر نہ تھی۔نیز اگر یہ سب ابراہیم علیہ السلام کی قدرت وکسب سے ہوتا تو امتحان نہ رہتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ سلاما نہ فرماتا تو آگ کی ٹھنڈک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماردیتی۔

وَأخرج الْفرْيَابِيّ وَعبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن أبي حَاتِم عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: لَو لم يتبع بردهَا {سَلاما} لمات إِبْرَاهِيم من بردهَا

(تفسیر درمنثور، ج۵ص۶۴۰، تفسیر مظہری، ج۶ص۲۰۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو الْعَالِيَةِ: لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: وَسَلٰمًا لَاٰذٰی إِبْرَاهِیمَ بَرْدُهَا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۵، ص ۳۰۹)

اگر اللہ آگ کو سلامتی والی ہونے کا نہ کہتا تو اس کی ٹھنڈک سے ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف دیتی۔

معلوم ہوا کہ آگ کا گل گلزار ہونا ابراہیم علیہ السلام کے کسب وقدرت سے نہ تھا بلکہ محض قدرت خداوندی تھی جو اگر شامل حال نہ ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام کو معاذ اللہ سخت نقصان پہنچتا۔

﴿آیت نمبر ۶﴾: وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ (سورہ قصص، آیت ۳۱)

ترجمہ: اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اسکو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر، اے موسیٰ آگے آ، اور مت ڈر تجھ کو کچھ خطرہ نہیں۔

طرز استدلال: آیت بالکل واضح ہے اگر معجزہ وخرق عادۃ نبی کے اختیار میں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کو ڈرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی انکو معلوم ہوتا کہ یہ سب ان کا اپنے فعل ہے اور ان کے اپنے فعل کی تاثیر ونتیجہ ہے۔

﴿آیت نمبر ۷﴾: قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی (۱۹) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی (۲۰) قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٚ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی (سورہ طٰہٰ ۲۱)

ترجمہ: تو اللہ نے فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ! تو موسیٰ نے اسکو ڈال دیا پھر اس وقت وہ سانپ ہوگیا دوڑتا ہوا، فرمایا پکڑ اسکو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دیں گے اسکو پہلی حالت پر۔

یہ لاٹھی کا سانپ بن جانا اور آپکا ڈرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب بطور دلیل نبوت ومعجزہ آپ علیہ السلام کو دیا گیا اور ایسے عظیم معجزہ اور خرق عادۃ کے صدور پر سوائے اللہ کے کوئی قادر نہیں جیسا کہ مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

هَذَا بُرْهَانٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى لِمُوسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَمُعْجِزَةٌ عَظِيمَةٌ، وَخَرْقٌ لِلْعَادَةِ بَاهِرٌ، دَالٌّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى مِثْلِ هَذَا إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔(تفسیر ابن کثیر، ج ۵،ص ۲۷۸)

یہ اللہ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ایک بہت بڑا معجزہ اور واضح خرق عادت تھا جو اس بات پر دلیل ہے کہ اس قسم کے خرق امور پر سوائے اللہ کے کوئی قادر نہیں۔

﴿آیت نمبر۸﴾:وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا-يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ-وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ(سورہ سبا،۱۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے داوٗد کو اپنی طرف سے بڑا فضل دیا۔اے پہاڑ و اور پرندو! اس کے ساتھ (اللہ کی طرف) رجوع کرو اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا۔

طرزاستدلال: ذکر کرتے ہوئے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کے ساتھ تسبیح کرنا آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن یہ تسبیح آپ کی قدرت سے نہ تھی بلکہ اللہ کے حکم پر تھی چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی نے پہاڑوں کو حکم دے دیا تھا کہ جب حضرت داود علیہ السلام ذکر و تسبیح کریں تو پہاڑ بھی وہ کلمات پڑھ کر لوٹائیں''۔(معارف القرآن، ج ۷،ص ۲۶۰)

﴿آیت نمبر۹﴾:وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ (سورہ سبا، آیت ۱۲)

ترجمہ: اور سلیمان کے بس میں ہَوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنّوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

طرز استدلال: لوہے کا آپ علیہ السلام کے ہاتھوں میں نرم ہو جانا یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن اللہ نے ''باذن ربہ'' تمام امور کی نسبت اپنے طرف کر کے بتلا دیا کہ یہ سب آپ کی

قدرت وکسب سے نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کاملہ سے ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ دوسرا معجزہ ہے کہ لوہے کو ان کیلئے نرم کر دیا تھا۔ حسن بصری، قتادہ، اعمش وغیرہ آئمہ تفسیر نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بطور معجزہ کے لوہے کو ان کیلئے موم کی طرح نرم فرمادیا تھا''۔ (معارف القرآن، ج ۷، ص ۲۶۱)

﴿**آیت نمبر ۱۰**﴾: قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سورہ مائدہ، آیت ۱۱۴)

ترجمہ: کہا عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے لئے پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

طرز استدلال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام صدور معجزہ کیلئے اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں معلوم ہوا کہ خرق عادۃ صرف اللہ کی قدرت واختیار میں ہے اگر بندے کے اختیار میں ہوتا تو قوم کی منہ مانگی مراد اسی وقت خود پوری فرمادیتے۔

قوم کی طرف سے اس معجزہ طلب کرنے کی کئی وجوہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کی قدرت کاملہ پر ہمارا یقین مزید پختہ ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ معجزہ وخرق عادۃ میں صرف رب تعالی کی قدرت کا اثر ہوتا ہے مخلوق کا اس میں کوئی دخل وکسب نہیں ورنہ ورنہ خدا کی قدرت پر مزید طمانیت کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اگر خرق عادۃ مخلوق کی قدرت سے صادر ہوتا تو طمانیت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت کاملہ پر ہونی چاہئے تھی نہ کہ رب کی۔

وَالْمَعْنَى كَأَنَّهُمْ لَمَّا طَلَبُوا ذٰلِكَ قَالَ عِيسَى لَهُمْ: إِنَّهُ قَدْ تَقَدَّمَتِ الْمُعْجِزَاتُ الْكَثِيرَةُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي طَلَبِ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ بَعْدَ تَقَدُّمِ تِلْكَ الْمُعْجِزَاتِ الْقَاهِرَةِ، فَأَجَابُوا وَقَالُوا إِنَّا لَا نَطْلُبُ هٰذِهِ الْمَائِدَةَ لِمُجَرَّدِ أَنْ تَكُونَ مُعْجِزَةً بَلْ لِمَجْمُوعِ أُمُورٍ كَثِيرَةٍ: أَحَدُهَا: أَنَّا

نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا فَإِنَّ الْجُوعَ قَدْ غَلَبَنَا وَلَا نَجِدُ طَعَامًا آخَرَ، وَثَانِيهَا: أَنَّا وَإِنْ عَلِمْنَا قُدْرَةَ اللّٰه تَعَالَى بِالدَّلِيلِ، وَلَكِنَّا إِذَا شَاهَدْنَا نُزُولَ هَذِهِ الْمَائِدَةِ ازْدَادَ الْيَقِينُ وَقَوِيَتِ الطُّمَأْنِينَةُ، وَثَالِثُهَا: أَنَّا وَإِنْ عَلِمْنَا بِسَائِرِ المعجزات صدقك، ولكن إِذَا شَاهَدْنَا هَذِهِ الْمُعْجِزَةَ ازْدَادَ الْيَقِينُ وَالْعِرْفَانُ وَتَأَكَّدَتِ الطُّمَأْنِينَةُ.

وَرَابِعُهَا: أَنَّ جَمِيعَ تِلْكَ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِي أَوْرَدْتَهَا كَانَتْ مُعْجِزَاتٍ أَرْضِيَّةً، وَهَذِهِ مُعْجِزَةٌ سَمَاوِيَّةٌ وَهِيَ أَعْجَبُ وَأَعْظَمُ، فَإِذَا شَاهَدْنَاهَا كُنَّا عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ، نَشْهَدُ عَلَيْهَا عِنْدَ الَّذِينَ لَمْ يَحْضُرُوهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَنَكُونُ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ لِلّٰهِ بِكَمَالِ الْقُدْرَةِ وَلَكَ بِالنُّبُوَّةِ. (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۴۶۳)

☆☆☆☆

حدیثی دلائل

حدیث نمبر ۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ، يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالحَجَرِ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، ضَرْبًا بِالحَجَرِ

(بخاری، ج ۱، ص ۱۰۵، بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ)

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انھوں نے معمر سے، انھوں نے ہمام بن منبہ سے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا پردہ سے غسل فرماتے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ آپ کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے اور آپ نے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں پتھر کپڑوں کو لے کر بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے۔ آپ کہتے جاتے تھے۔ اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے کپڑا لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ بخدا اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان باقی ہیں۔

طرز استدلال: پتھر کا آپ علیہ السلام کے کپڑے لیکر بھاگ جانا آپ کا معجزہ تھا اگر یہ سب آپ کے کسب و اختیار سے ہوا تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی اور نہ اس کے پیچھے بھاگتے۔

حافظ زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۶ھ لکھتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ الْحَجَرُ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ قُوَّةَ مَشْيٍ

(طرح التثریب، ج ۲،ص ۲۳۲)

یعنی پتھر میں یہ چلنے کی قوۃ اللہ نے ظاہر کی موسیٰ علیہ السلام کا کوئی اختیار وکسب اس میں نہ تھا۔

نوٹ: مزید احادیث چونکہ آگے مناظرہ میں آرہی ہیں، اس لیے ان کو ترک کیا جارہا ہے!!

معجزاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور فریق مخالف کے شبہات

ہم یہاں معجزات عیسیٰ علیہ السلام پر کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور فریق مخالف نے اس سے جو استدلال کیا ہے اس کی توضیح آپ کے سامنے مختصر کرنا چاہتے ہیں۔قرآن کریم فرقان حمید میں ہے:

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان از بریلوی)

دعوت اسلامی کے شیخ الحدیث مولانا ابوصالح قاسم عطاری قادری صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''بہت سے معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اختیار سے ظاہر ہوتے ہیں۔یہ نہیں کہہ سکتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ان معجزات میں کوئی اختیار نہیں ہوتا''۔

(صراط الجنان، ج۱،ص ۴۸۲،مکتبۃ المدینہ کراچی)

اور پھر اسی پر فاسد نظریہ پر یہ شرکیہ عقیدہ قائم کرتے ہیں:

''محبوبانِ خدا لوگوں کی حاجت روائی پر قدرت رکھتے ہیں اور ان کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔۔۔شِفا دینے،مشکلات دور کرنے وغیرہ کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کیلئے استعمال کرنا شرک نہیں لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا اور دافع

البلاء ہیں ، یا ، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے اولاد دیتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں ، میں لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں ، میں غیبی خبریں دیتا ہوں ، حالانکہ یہ تمام کام ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے ہیں"۔

(صراط الجنان، ج۱،ص ۴۸۲، مکتبۃ المدینہ کراچی)

توضیح : اس آیت میں صرف عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کئے گئے ہیں یہ کہیں نہیں کہ معاذ اللہ معجزات یا خرق عادت ان کے اختیار میں تھے۔ان کا کام پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارنا تھا یہ معجزہ نہیں اس مٹی کے پرندے کا جاندار بن جانا یہ معجزہ تھا اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھا۔

امام ابی منصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں:

هو على المجاز، لا على التخليق والتكوين؛ لأن الخلق ليس هو من فعل المخلوق، وإنَّمَا هو من فعل اللَّه - عَزَّ وَجَلَّ - لأن التخليق: هو الإخراج من العدم إلى الوجود، وذلك فعل اللَّه - تعالى - لا يقدر المخلوق على ذلك؛ فهو على المجاز؛ ألا ترى أنه قال في آخره: (وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ)، وليس إلى الخلق تحليل شيء أو تحريمه، إنما ذلك إلى اللَّه - عَزَّ وَجَلَّ - فمعناه: أني أظهر لكم حل بعض ما حرم عليكم؛ فعلى ذلك قوله: (أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ) أي: أظهر لكم بيدي ما خلق اللَّه من الطين طائرًا؛ فيكون آية لرسالتي إليكم؛ وكذلك الآيات ليس مما ينشئ الأنبياء، ولكن تظهر على أيديهم.

(تاویلات اہل السنۃ، ج۲،ص ۳۷۶)

خلاصہ کلام یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی طرف خلق کی نسبت کی یہ نسبت مجازی ہے کیونکہ خلق و تکوین اللہ کا فعل ہے مخلوق کا نہیں خلق کا معنی معدوم کو وجود دینا اور یہ صرف اللہ کا فعل ہے مخلوق اس پر قادر نہیں خود بھی ذرا غور کرو کہ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف چیزوں کے حلال و

حرام کی نسبت بھی کی ہے حالانکہ شارع صرف اللہ ہے کسی کو حلال وحرام قرار دینا اس کا اختیار ہے تو جیسے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حلال وحرام تو اللہ کا کام ہے میرا کام صرف اس حلال وحرام کو بیان کرنا ہے اسی طرح میرا کام فقط اس پرندے کو بنانا تھا باقی اس میں جان ڈالنا جو اصل معجزہ تھا یہ میرا کام نہیں فقط اللہ کا کام ہے جس کو میرے ہاتھ پر ظاہر کیا گیا اور اس قسم کے جتنے بھی معجزات ہوتے ہیں یہ انبیاء کی قدرت و طاقت سے ظاہر نہیں ہوتے فقط ان کی رسالت کی تصدیق کیلئے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں باقی قدرت وفعل اللہ کی کارفرما ہوتی ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

ثُمَّ هَاهُنَا بَحْثٌ، وَهُوَ أَنَّهُ هَلْ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ: إِنَّهُ تَعَالَى أَوْدَعَ فِي نَفْسِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاصِّيَّةً، بِحَيْثُ مَتَى نَفَخَ فِي شَيْءٍ كَانَ نَفْخُهُ فِيهِ مُوجِبًا لِصَيْرُورَةِ ذَلِكَ الشَّيْءِ حَيًّا، أَوْ يُقَالُ: لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ بَلِ اللَّهُ تَعَالَى كَانَ يَخْلُقُ الْحَيَاةَ فِي ذَلِكَ الْجِسْمِ بِقُدْرَتِهِ عِنْدَ نَفْخَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهِ عَلَى سَبِيلِ إِظْهَارِ الْمُعْجِزَاتِ، وَهَذَا الثَّانِي هُوَ الْحَقُّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ وَحُكِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ فِي مُنَاظَرَتِهِ مَعَ الْمَلِكِ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَلَوْ حَصَلَ لِغَيْرِهِ هَذِهِ الصِّفَةُ لَبَطَلَ ذَلِكَ الِاسْتِدْلَالُ.

(تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۲۲۹)

یہاں چند مباحث ہیں وہ یہ کہ کیا اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت ودیعت کر دی تھی اور ان میں یہ خاصیت پیدا کر دی تھی کہ جب بھی کسی پرندے میں پھونک مارتے وہ زندہ ہو جاتا؟ یا یوں کہا جائے کہ نہیں حقیقت ایسی نہیں بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف پھونک مارتے حیات اس جسم و پرندہ میں اللہ اپنی قدرت سے پیدا کرتا اظہار معجزہ کیلئے۔ تو یہ دوسرا قول یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا کام صرف پھونک مارنا تھا پرندہ کو زندہ کرنے میں ان کا کوئی اختیار نہ تھا کیونکہ اللہ خود فرماتا ہے کہ موت وحیات کو پیدا کرنے والا وہ اللہ ہے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کا جو مناظرہ ہوا تھا نمرود کے ساتھ اس میں اللہ تعالیٰ خدائی پر بنیادی استدلال ہی یہی تھا کہ وہ میرا خدا والہ

اسی لئے ہے کہ وہی زندہ کرنے والااور مارنے والا ہے سوا گر اس صفت پر کوئی اور بھی قادر ہو جائے تو ابراہیم علیہ السلام کا استدلال معاذ اللہ باطل ہو جائے گا۔(ملخصا)

آگے فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا ذَكَرَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذَا الْقَيْدَ إِزَالَةً لِلشُّبْهَةِ، وَتَنْبِيهًا عَلَى أَنِّي أَعْمَلُ هَذَا التَّصْوِيرَ، فَأَمَّا خَلْقُ الْحَيَاةِ فَهُوَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَى سَبِيلِ إِظْهَارِ الْمُعْجِزَاتِ عَلَى يَدِ الرُّسُلِ.

(تفسیر کبیر، ج ۸،ص ۲۲۹)

عیسیٰ علیہ السلام نے باذن اللہ کی قید اس لئے لگائی تا کہ یہ شبہ دور ہو جائے کہ میں ان سب پر قادر ہوں اور اس پر تنبیہ ہو کہ میرا کام تو محض تصویر بنانا ہے اس میں حیات وزندگی پیدا کرنا یہ اللہ کی طرف سے ہے جس کو بطور معجزات رسولوں کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

علاء الدين علي بن محمد بن إبراہیم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۱ھ فرماتے ہیں:

والمعنى إني أعمل هذا التصوير أنا، فأما خلق الحياة فيه فهو من الله تعالى على سبيل إظهار المعجزة على يد عيسى عليه السلام

(لباب التاويل في معاني التنزيل، ج ۱،ص ۲۴۷)

یعنی میرا کام صرف ایک صورت بنادینا ہے پرندہ کی باقی اس میں حیات ڈالنا جو اصل معجزہ ہے وہ اللہ کا کام ہے میرا نہیں۔

صرف یہی نہیں علم الکلام اور دیگر کتب میں خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو ذکر کر کے کہا گیا کہ اس قسم کے امور پر کسی انسان کو قدرت واختیار نہیں یہ خاص باری تعالی کے افعال ہیں چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

امام حسام الدین سغناقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۴ھ لکھتے ہیں:

ابراء الاكمه الابرص واحياء الموتى وهذه الاشياء التى ذكرت من المعجزات الانبياء ليست فى قدرة الملك ولا فى قدرة من يدور عليه الفلك بل هى مخصوصة بقدرة رب العالمين واله الناس

اجمعین۔

(التسدید فی شرح التمہید، ص ۵۴۰)

مادرزاد اندھے، اور کوڑی کو شفا دینا اور مردوں کو زندہ کرنا جن کا ذکر انبیاء کے معجزات میں کیا گیا ہے یہ ایسے امور ہیں کہ فرشتوں کی قدرت میں بھی نہیں (تو انسانوں کی قدرت میں کیسے ہوں گے؟) بلکہ یہ وہ امور ہیں جن کے ساتھ اللہ کی قدرت خاص ہے جو الہ العالمین ہے۔ (ملخصا)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان یاتی بامر لایکون فی مقدور البشر ولا یقدر علیه الاالله کاحیاء الموتی۔

(الیواقیت والجواھر، ص ۲۸۶)

وہ نبی ایسے معجزات لیکر آئے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہ ہو جیسے مردوں کو زندہ کرنا۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

احدها مایخرج جنسه عن قدرة البشر کاختراع الاجسام وقلب الاعیان واحیاالموتی فقلیل هذاو کثیره معجزه لخروج قلیله عن القدرة کخروج کثیره عنها۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۱ مکتبہ رشیدیہ لاہور)

ان میں سے ایک وہ ہے جس کی نوع انسانی قدرت سے باہر ہو جائے، جیسے اجسام کو پیدا کرنا قلب اعیان (چیزوں کی حقیقت تبدیل کر دینا) اور مردوں کا زندہ کرنا تو اس جیسے افعال کا قلیل اور کثیر بندے کو عاجز کرتا ہے، کیونکہ اس کا قلیل کثیر کی طرح بندے کی قدرت سے خارج ہے۔

معلوم ہوا کہ کوڑیوں، بیماروں کو شفا دینا کسی میں جان دینا مردوں کو زندہ کرنا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں اس میں کسی بشر کو قدرت و اختیار نہیں یہ خاص الوہیت کے افعال ہیں اور ان کو نبی کی قدرت میں ماننا جیسا کہ اہل بدعت کا شرکیہ مذہب ہے اللہ کی قدرت، افعال و اختیار میں بندوں کو شریک کرنا اور ان کو معاذ اللہ الہ بنانا ہے۔

اسلاف کی عبارات

﴿ضروری وضاحت﴾

اس عنوان کے تحت متکلمین ،محدثین ،فقہاء اور مفسرین کی تقریباً ستّر (۷۰) سے زائد عبارات پیش کی جارہی ہیں۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ کچھ عبارات معجزات پر ہیں، اس لیے کہ ہم بار بار مدلل وضاحت کر چکے ہیں کہ معجزہ وکرامت میں کوئی حقیقی فرق نہیں ،ان عبارات کے علاوہ تقریباً چالیس (۴۰) عبارات مناظرہ میں پیش ہونی تھی ،مگر وقت کی کمی کی وجہ سے پیش نہ کی جاسکیں!!

(۱) امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَى إِتْيَانِكُمْ بِهَا دُونَ كُلِّ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ (تفسیر طبری، ج۹ص ۴۸۴)

آپ فرمادیجئے کہ معجزات تو اللہ ہی کے پاس ہیں وہی اس کے صادر اور لانے پر قادر ہے مخلوق میں کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں۔

(۲) قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۳ھ نے معجزات و کرامات کے متعلق ایک مستقل کتاب لکھی بنام ''کتاب البیان عن الفرق بین المعجزات والکرامات والحیل والکہانۃ والسحر والنارنجات'' جس میں واضح کیا کہ بعض خرق عادۃ پر قادر ماننا بعض پر نہ ماننا یہ قدریہ و معتزلہ کا مذہب ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یوں بیان کیا:

اعلموا وفقکم اللہ ان المعجز لایکون عندنا معجزا حتی یکون مما ینفرد اللہ عز وجل بالقدرۃ علیہ ولا یصح دخولہ تحت قدرۃ الخلق من الملائکۃ والبشر والجن۔

(کتاب البیان،ص ۸، المکتبۃ الشرقیۃ بیروت)

(۳) اپنی دوسری کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ سب ''خارق عادت'' چیزیں ہیں جس پر مخلوق قادر نہیں:

خارقا للعادۃ فیہ لایقدر علیہ مخلوق۔

(الانصاف فیما یجب اعتقادہ ولایجوز الجہل بہ فی علم الکلام ص ۶۶ ، دارالکتب بیروت)

(۴) امام ابوالمعین میمون نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۸ھ لکھتے ہیں:

وجہ الدلالۃ علی المعجزۃ علی صدق مدعی الرسالۃ ما تقرر فی عقولنا ان اللہ تعالی سامع دعوی ھذا المدعی وان ماظھر علی یدہ خارج مقدور البشر بل عن مقدور جمیع الخلائق ولا قدرۃ علیہ الا اللہ تعالی۔

(التمہید لقواعد التوحید،ص ۴۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(رسالت کے مدعی شخص کے سچے ہونے (کے اثبات) کے لیے (ظاہر ہونے والے) معجزہ پر دلالت (ہونے) کی دلیل، وہ ہے جو ہمارے ذہنوں میں راسخ ہے کہ اللہ تعالی اس (رسالت کے) مدعی شخص کا دعوی سن لیتا ہے اور جو اس (مدعی رسالت) کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ انسان کی قدرت (میں آنے) سے باہر ہوتا ہے، بلکہ وہ تمام مخلوقات کی قدرت (میں آنے) سے باہر ہوتا ہے، اور اس (معجزہ) پر قدرت صرف اللہ تعالی کی ہوتی ہے۔

(۵) اپنی ایک اور مایہ ناز کتاب میں لکھتے ہیں:

ان مایظهر علی یده خارج عن مقدور البشر بل عن مقدور جمیع الخلق ولا قدرة علیه الا الله۔ (تبصرة الادلة، ج ۲ ص ۶۹۰، ۶۹۱، مصر)

یقینا جو (معجزہ) اس (مدعی رسالت بندے) کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ انسان بلکہ تمام مخلوق کی قدرت سے باہر ہوتا ہے، اور اس پر قدرت صرف اللہ تعالی کی ہے۔

(۶) ابن زاغونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۲۷ھ لکھتے ہیں:

فهوبذالك ناقض للعادة، خارج عن المعهود المتعارف الذی تنتهی القدرة الی مثله۔ (الایضاح فی اصول الدین، ص ۶۵۴، مطبوعہ سعودیہ)

معجزہ اس واسطے چونکہ خارق للعادۃ ہے اور معہود طریقے سے خارج ہے جس تک (مخلوق کی) قدرت ختم ہو جاتی ہے۔

یعنی خارق عادۃ کے ساتھ مخلوق کی قدرت وکسب کا کوئی واسطہ ہی نہیں وہ اس کی قدرت ہی سے خارج ہے۔

نوٹ: ابن زاغونی چونکہ اس باب میں دیگر اہلسنت کے ساتھ متفق ہیں اس لئے ہم نے ان کا حوالہ دیا ہے۔

(۷) امام عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۳۸ھ سحر ومعجزہ میں فرق بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مختلف حیل وغیرہ سے آدمی عجائبات کو ظاہر کرسکتا ہے لیکن عاقل جانتا ہے کہ اس قسم کے امور میں کسی نہ کسی طرح کا کسب اور اسباب وآلات کا استعمال کیا جاتا ہے بخلاف معجزہ کہ:

بخلاف المعجزة فان كل عاقل يعلم بالضرورة ان عظامارفاتارماما تجتمع فتحيا شخصا وتشخص حيامن غير معالجة من جهة التحدى ولامزاولة امرعنه لايكون ذالك الافعلا وصنعامن الله تعالى يظهر من قصده الى تصديق رسوله۔

(نھایۃ الاقدام فی علم الکلام ص ۴۲۷)

خلاصہ کلام: کہ ہر آدمی بدیہی طور پر جانتا ہے کہ معجزۃً تحدی کے ساتھ مٹی میں ملی ہوئی چورا چورا ہڈیوں کا آنا فانا اٹھ کر بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے اور سبب ظاہری کے زندہ شخص بن جانا یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کام اور صنعت تخلیق نہیں ہوسکتا جس کو اس نے اپنے نبی کے ہاتھ پر صادر کیا اس کے دعوے کی تصدیق کیلئے۔

مزید لکھتے ہیں:

قال اهل الحق القديم يستحيل ان يكون معجزة والمكتسب للعبد كذالك ۔(نھایۃ الاقدام فی علم الکلام ص ۴۴۷)

اہل حق کا کہنا ہے کہ قدیم کا معجزہ ہونا محال ہے اسی طرح معجزہ کا بندے کی قدرت کاسبہ میں ہونا بھی محال ہے۔

(۸) امام اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

قال الشيخ ابو الحسن ينبغى ان تكون المعجزة مخترعة لله تعالى فعلا له اوماقام مقام الفعل فى قصد التصديق ۔

(المتوسط فی الاعتقاد ص ۳۳۹، دار الحدیث بیروت)

معجزہ اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے اسی کا فعل کا قائم مقام فعل ہے۔

(۹) علامہ نور الدین صابونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۵۸ھ لکھتے ہیں:

خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب نہیں اور یہ خرق عادۃ جس میں بندے کا کوئی اختیار وکسب نہیں یہ چار قسم پر ہے (۱) معجزہ (۲) کرامت (۳) معونۃ (۴) استدراج۔

فالحاصل ان ماهو ناقض العادة فعل الله ،لاصنع للعبد فيه حتى

لو اراد العبد تحصیله و کسبه و اختیاره لایتهیاله ذالك وهوفی الجملة علی اربعة انواع (۱) المعجزة (۲) و کرامة ۔۔

(الکفایہ فی الھدایہ، ص ۲۱۰، دار ابن حزم)

(۱۰) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ أي: هو القادر على الإتيان بها دونی ودون أحد من خلقه وَما يُشْعِرُكُمْ أَنَّها أي (زاد المسیر ،ج ۲،ص ۲۲)

اللہ ہی معجزات کو صادر کرنے پر قادر ہے اسکے سوا مخلوق میں کوئی بھی اس پر قادر نہیں ۔

(۱۱) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ذَكَرُوا فِي تَفْسِيرِ لَفْظَةِ عِنْدَ وُجُوهًا فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمُخْتَصُّ بِالْقُدْرَةِ عَلَى أَمْثَالِ هَذِهِ الْآيَاتِ دُونَ غَيْرِهِ لِأَنَّ الْمُعْجِزَاتِ الدَّالَّةَ عَلَى النُّبُوَّاتِ شَرْطُهَا أَنْ لَا يَقْدِرَ عَلَى تَحْصِيلِهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

(تفسیر کبیر)

مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے معجزات کو ظاہر کرنا خاص اللہ کی قدرت ہے اس کے سوا کسی کو اس کی طاقت و قدرت نہیں اس لئے کہ معجزات نبوت دال ہیں ان کی شرط ہی یہی ہے کہ اس کے صدور پر رب تعالی کے سوا کوئی اور قادر نہیں ۔

(۱۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

الشریطة الاولی ان تکون من فعل الله تعالی او قائما مقام فعله۔

(الاشارہ، ص ۲۳۸)

معجزہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کا فعل یا اس کے قائم مقام ہو۔

(۱۳) امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ھ لکھتے ہیں:

ان الکرامة لا تقع عن اختیار وقصد من الولی۔

(شرح الارشاد، ج ۲،ص ۱۳۳۸، وفی نسخۃ ۷۸۲)

یقینا کرامت کا وقوع ولی کے اختیار اور ارادے سے نہیں ہوتا۔

(۱۴) امام یوسف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۱ھ لکھتے ہیں:

ان تکون من فعل اللہ تعالی وخلقہ اوقائمۃ" مقام فِعلہ۔

(ابکار الافکار فی اصول الدین، ص، ج ۴، ص ۱۸)

معجزہ کی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کا فعل اس کا خلق یا قائم مقام فعل ہو۔

(۱۵) امام شرف الدین ابن تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۵۸ھ لکھتے ہیں:

فعل القاری و کسبہ فلایکون معجزا ایضا۔

(شرح معالم اصول الدین، ص ۵۰۳)

یعنی کسبی واختیاری چیز معجزہ نہیں ہوسکتی۔

امام تلمسانی نے اگرچہ اس کو اعتراض کے طور پر نقل کیا ہے لیکن اس اعتراض کو درست مان کر آگے اس کا جواب دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ کسبی نہیں تبھی تو اس اعتراض کو تسلیم کر کے جواب دیا جارہا ہے۔

(۱۶) علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۱ھ لکھتے ہیں:

ومعجز آن باشد کہ جز خدای تعالی دیگراں بر آن قادر نباشد۔

(المعتمد فی المعتقد، ص ۱۲۴)

معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اس (معجزے) پر قادر نہیں ہوتا۔

(۱۷) قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۵ھ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ هو قادر عليها يظهر منها ما يشاء وليس شيء منها بقدرتي وإرادتي۔ (بیضاوی، ج ۱، ص ۳۱۶)

معجزات کو ظاہر کرنے پر اللہ قادر ہے میری قدرت میں نہیں نہ میرے محض ارادے سے ظاہر ہوسکتے ہیں۔ (ملخصا)

(۱۸) امام ابی البرکات النسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

ثم ان نبينا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد

مناف رسول لانه ادعی النبوۃوذامعلوم بالتواتر وظهرت المعجزات علی یدیه وکل من کان ذالك کان رسولاحقااذ لایمکن لغیرالله تعالی اظهار المعجزۃ عقیب دعوی النبوۃعلی وفق دعواہ فکان ظهورها عقیب دعواہ تصدیقا من الله تعالی ایاہ۔

(الاعتماد فی الاعتقاد،ص ۱۸۰،دارالفجر بیروت)

یقینا ہمارے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف رسول ہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کادعوی کیااور آپ ﷺ کادعوی نبوت تواتر سے معلوم ہے، اور(دعوی نبوت کے بعد) آپ ﷺ کے ہاتھ پرمعجزات ظاہر ہوئے،اور جوبھی شخص ایسا ہوتو وہ برحق رسول ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے سوی کسی کے لیے دعوی نبوت کے بعد اس دعوی کے موافق معجزہ ظاہر کرناممکن نہیں ہے،پس دعوی نبوت کے بعد معجزہ کاظہور اللہ تعالی کی طرف سے رسول کی تصدیق ہے۔

(۱۹) امام حسام الدین السغناقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۴ھ لکھتے ہیں:

ماظهر علی یدہ خارج عن مقدورالبشر بل عن مقدور جمیع الخلائق واراد بجمیع الخلائق الملائکة والانس والجن والشیاطین وغیرهم۔

(التسدید فی شرح التمہید للنسفی،ص ۵۳۹)

جومعجزہ نبی کے ہاتھ پرظاہر ہواوہ تمام مخلوقات خواہ فرشتے ہوں،انسان ہوں،یاشیاطین ان کی طاقت وقدرت سے باہر ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

واماالمعجزۃ فلم یتخلل فی وجودهافعل العبد،بل فعل الله تعالی خاصة یوجدهافی ید النبی بدون اختیار من العبد۔

(التسدید،ص ۶۰۳)

معجزہ کے وجود میں بندے کافعل کارفرما نہیں ہوتاوہ خالص اللہ کافعل ہے وہی اسے

بندے کے ہاتھ پر ایجاد کرتا ہے بغیر بندے کے اختیار کے۔

(٢٠) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

وَمِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُعْرَفَ أَنَّ الْكَرَامَاتِ قَدْ تَكُونُ بِحَسَبِ حَاجَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا احْتَاجَ إِلَيْهَا الضَّعِيفُ الْإِيمَانِ أَوْ الْمُحْتَاجُ أَتَاهُ مِنْهَا مَا يُقَوِّي إِيمَانَهُ وَيَسُدُّ حَاجَتَهُ وَيَكُونُ مَنْ هُوَ أَكْمَلُ وِلَايَةً لِلَّهِ مِنْهُ مُسْتَغْنِيًا عَنْ ذَلِكَ فَلَا يَأْتِيهِ مِثْلُ ذَلِكَ لِعُلُوِّ دَرَجَتِهِ وَغِنَاهُ عَنْهَا لَا لِنَقْصِ وِلَايَتِهِ

(مجموعہ فتاوی، ج ۲، ص ۴۹۶)

اور جن چیزوں کو جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ کرامات کبھی کبھار (مخاطب) آدمی کی ضرورت کے مطابق (ظاہر) ہوتے ہیں، پس جب ضعیف الایمان یا تسکین قلب کیلئے اس کرامت کا محتاج ہوتو اس کے ہاتھ پر اللہ کی طرف سے یہ صادر کردیا جاتا ہے جو اس کے ایمان کو مضبوط کردیتا ہے ہو اور جو ولایت میں کامل ہوتو اسے کرامت میں سے کوئی چیز عطا نہیں کی جاتی بوجہ اس کی بلندی مقام وہ اس قسم کی چیزوں سے مستغنی ہوتا ہے نہ یہ کہ اس کی ولایت میں کوئی نقص ہوتا ہے۔

اس عبارت سے ہمارا استدلال یوں ہے کہ اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی تو کامل ولی بدرجہ اولی اس پر مختار ہوتا اور اس کا کاسب ہوتا مگر اسے یہ اعزاز اکثر نہیں دیا جاتا معلوم ہوا کہ یہ محض فضل الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

(٢١) ابوالحسن علی بن عبد الرحمن الیفزنی الطنجی المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۳۴ھ معجزہ کے متعلق لکھتے ہیں:

انه لافاعل الاالله والغرض من ارتباط هذابدلالة المعجزة هوان من اعتقدان غيرالله يفعل ويوجد ثم نظر المعجزه التى تظهر على يدالمتحدى بهايتوهم ان من ظهر على يديه انه صدرعنه وانه فاعله كما زعم اهل القدر فلابد من العلم بأن المعجزة مخترعة لله تعالى بقدرته۔

(المباحث العقلیہ فی شرح معانی العقیدۃ البرھانیہ،ص ۱۰۴۱،۱۰۴۲)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ معجزہ کی شرط یہ ہے کہ اس میں فاعل صرف وصرف اللہ تعالی ہے اس شرط کو معجزہ کے ساتھ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب غیر اللہ سے بھی افعال کا صدور ہوتا ہے تو معجزہ کے صدور میں وہ یہ نہ سمجھے کہ شاید یہ بندہ کے اپنے کسب سے یہ معجزہ اس کے ہاتھ پر صادر ہوا اور اس میں فاعل یہ بندہ ہے لہٰذا یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس معجزہ کو صادر وایجاد کرنے والا صرف صرف اللہ ہے اسی کو اس کے صدور پر قدرت ہے۔

اور معجزہ وکرامت کے درمیان مختلف فروق ذکر کرنے کے بعد صحیح قول لکھتے ہیں:

والصحیح فی ھذا الباب ان الکرامۃ لاتفارق المعجزۃ الافی التحدی

صحیح یہ ہے کہ معجزہ وکرامت میں صرف تحدی کا فرق معجزہ تحدی کے ساتھ ہوتا ہے اور کرامت بغیر تحدی کے۔

پس جب ان دونوں میں یہی فرق ہے تو جس طرح معجزہ کا فاعل بندہ نہیں اللہ ہے بندہ کو اس پر اختیار نہیں اسی طرح کرامت کا فاعل بھی صرف اللہ ہوگا۔

(۲۲) اسی لئے آگے لکھتے ہیں:

لایجوز وقوع الکرامۃ من الولی الا وھو کارہ لھا

(المباحث العقلیہ فی شرح معانی العقیدۃ البرھانیہ،ص ۱۰۵۸)

کرامت کا وقوع ولی کے اختیار کے بغیر ہوتا ہے۔

(۲۳) امام ابو الحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۵ھ لکھتے ہیں:

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ هٰذَا أَمْرٌ بِالرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَأَنَّ مَجِيءَ الْآيَاتِ لَيْسَ لِي إِنَّمَا ذٰلِكَ لِلّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَيْهَا يُنَزِّلُهَا عَلَى وَجْهِ الْمَصْلَحَةِ كَيْفَ شَاءَ لِحِكْمَتِهِ وَلَيْسَتْ عِنْدِي فَتُقْتَرَحُ عَلَيَّ

(بحر محیط، ج ۴،ص ۶۱۳)

معجزات کا ظاہر کرنا میرے بس میں نہیں یہ تو صرف رب ہی کا خاصہ ہے وہی معجزات

وخرق عادت کو صادر کرنے پر قادر ہے۔اپنی حکمت کے موافق اسے ظاہر فرماتا ہے۔

(۲۴) امام بابرتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

وانما قدم وصفه بالعبودية على وصفه بالنبوة دفعا للشبهة العارضة للناس عند ظهور المعجزات الخارقة للعادة التى يعجز عنها البشر بان فيه معنى الالوهية كما اعترضت الشبهة للنصارى حيث اعتقدوا فى عيسىٰ الالهية بسبب ما وجدوا منه فعلا الهيا۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ،ص ۵۵،بیروت)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عبد (بندے) سے موصوف پہلے کیا اور نبوت سے موصوف بعد میں کیا، تاکہ لوگوں کے ہاں خارق عادت معجزات جس سے انسان عاجز ہو، اس سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے وہ ختم ہو، جیسے کہ نصاری کو شبہ ہوا جیسا کہ انہوں نے عیسی علیہ السلام سے ایک فعل الہی (معجزہ) دیکھنے کے بعد اس الہ بنایا۔

معلوم ہوا کہ خارق عادۃ خواہ معجزہ ہو یا کرامت پر بندے کا اختیار ماننا اور اس کی قدرت کاسبہ ماننا یہ اس کو الہ ماننا ہے اور شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔

(۲۵) علامہ عالم بن علا حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸۶ھ فتوی احناف کی طرف سے فتوی دیتے ہیں:

والكرامة تحصل من غير اختيارهم ۔(فتاوی تاتارخانیہ ، ج۷، ص ۳۵۷)

(۲۶) امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۳ھ منکرین معجزات کا شبہ نقل کرتے ہیں کہ قرآن معجز نہیں اور نہ نبی کا معجزہ اس لئے کہ اگر اس معجز سے مراد مقرویعنی اللہ کی صفت تو وہ قدیم ہے تو قدیم معجز نہیں اور اگر مراد الفاظ کی قراۃ ہے تو وہ تو نبی کا کسب ہے اور کسب معجزہ نہیں کیونکہ معجزہ پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں تو امام ابن عطیہ جواب دیتے ہیں کہ واقعی معجزہ میں نبی کا کوئی کسب نہیں بلکہ ممکن ہے کہ نبی کی زبان پر اللہ وہ الفاظ پیدا فرمادے جو معجز ہے اور نبی کو اس میں کوئی کسب نہیں۔

وردہ بأنہ لایتعین ان یکون مکسوبا لجواز خلق اللہ تعالی تلک الالفاظ علی لسانہ ﷺ دون کسب لہ۔(المختصر الکلامی،ص ۹۴۰)

معلوم ہوا کہ معجزہ وخرق عادۃ میں نبی کا کوئی کسب نہیں۔

(۲۷) امام عقبانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۱ھ لکھتے ہیں:

وان تکون فعل اللہ تعالی ای لاتکون من مقدورات البشر۔

(شرح العقیدۃ البرہانیۃ،ص ۸۸،بیروت)

حاصل یہ کہ معجزہ وکرامت اللہ تعالی کا فعل ہوگا، بشر کی قدرت میں نہیں ہوگا۔

(۲۸) امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

لایکون الافعال للمدعی۔(شرح المواقف،ج ۸،ص ۲۶۳)

خارق عادۃ مدعی کے افعال نہیں ہوتے۔

(۲۹) آگے لکھتے ہیں:

لاتقع الکرامۃ علی القصد والاختیار حتی اذا ارادالولی ایقاعہالم تقع بل وقوعہا اتفاقی۔

(شرح المواقف،ج ۸،ص ۲۶۳)

کرامت وہ قصد اور اختیار سے واقع نہیں ہوتی، یہاں تک کہ جب بھی ولی اس کو واقع کرنا چاہے تو واقع نہ ہوں بلکہ اس کا وقوع اتفاقی ہو۔

(۳۰) لغت کے معروف امام مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۷ھ لکھتے ہیں:

وان اراد اظہارھا واشاعتہا زالت وبطلت وربمار تکون موقوفۃ علی الدعا والتضرع

(بصائر ذوی التمیز،ج ۱،ص ۶۶،المکتبۃ العلمیہ بیروت)

ولی پر واجب ہے کہ اپنی کرامت کو چھپا کر رکھے اگر اگر اس نے اس کا اظہار کیا یا اسے عام کرنے کی کوشش کی تو اس کی کرامت زائل اور باطل ہو جاتی ہے ہاں کبھی کبھی دعا اور آہ وزاری پر موقوف ہوتی ہے۔

اگر کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی تو اظہار کرنے پر یہ واپس کیوں لے لی جاتی ہے ؟ کیا بندہ کے افعال اختیاریہ کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں اختیار کا لفظ ہے وہاں مراد دعا اور اللہ سے طلب و چاہت ہے۔

(۳۱) امام حسن بن ابی بکر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۶ھ معجزہ وکرامت میں فرق بتاتے ہیں:

والثالث لابد فی المعجزۃ من قصد الاظہار بخلاف الکرامۃ۔
(غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام للنسفی ص ۶۲۲، المکتبۃ الازھریہ قاہرہ)

تیسرا فرق یہ ہے کہ نبی جب چاہے معجزہ کے اظہار کا ارادہ کرسکتا ہے تو اللہ کے اس کے ارادے اور طلب کے موافق معجزہ ظاہر کردے گا بخلاف کرامت اگر ولی چاہے بھی اور ارادہ بھی کرے تو کرامت ظاہر نہیں ہوگی بلکہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے جب چاہے ظاہر کردے۔

(۳۲) فقیہ ملک رومی محمد بن عبد اللطیف بن عبد العزیز الکرمانی الرومی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں:

باب الکرامات جمع کرامۃ وھی تشارك المعجزۃ فی خرق العادۃ و تفارقھا بقدرۃ الانبیا علیھا متی ارادوھا۔
(شرح مصابیح السنۃ، ج ۶ ص ۳۶۷، ادارۃ الثقافۃ الاسلامیۃ)

یہ معجزہ کے ساتھ ہے خرق عادۃ ہونے میں اور جدا ہے معجزہ سے اس طور پر کہ ولی جب چاہے کرامت ظاہر کردے اس کی قدرت اس کو نہیں۔

(۳۳) امام ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

واذا قد تقرر ان المعجزۃ لیست الا فعلا للہ تعالی۔ (المسایرہ، ص ۱۹۹)

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ معجزہ صرف اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے۔

(۳۴) امام شمس الدین محمد بن محمد حموی شافعی المعروف بابن الشماع رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۶۳ھ لکھتے ہیں:

فمنھا ان من اللہ تعالی فعل او مایقوم مقام الفعل ھذا نص

الشیخ ابی الحسن اشعری۔

(شرح العقیدۃ البرہانیۃ والفصول الایمانیہ ص ۱۱۳، دارالریاحین بیروت)

معجزہ کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ کا فعل یا اس کے فعل کے قائم مقام ہو یہی امام ابوالحسن اشعری سے ثابت ہے۔

(۳۵) امام سنوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۹۵ھ لکھتے ہیں

قال الشیخ ابو الحسن ھی فعل من اللہ

(شرح العقیدۃ الوسطی ص ۴۳۸، دارالتقوی شام)

امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے۔

(۳۶) اپنی معروف کتاب میں لکھتے ہیں:

ان الکرامۃ لاتقع من اختیار و قصد من الولی۔

(شرح العقیدۃ الکبری ص ۳۸۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)

کرامت کا وقوع ولی کے قصد اور اختیار سے نہیں ہوتا۔

(۳۷) امام کمال ابن ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۵ھ لکھتے ہیں:

ووجه دلالتها انما لما كانت مما يعجز الخلق لم تكن الا فعل الله سبحانه۔(المسامرۃ ص ۱۹۹)

معجزہ کی نبی کی نبوت پر دلالت کی وجہ یہ ہے کہ معجزہ کے اتیان سے جب مخلوق عاجز ہے تو یہ صرف اللہ تعالی کا فعل ہوگا۔

(۳۸) امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ شافعی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

المعجزۃ وھو خارج عن قدرتھم فلم یقدروا علی الاتیان بمثله۔

(سبل الھدی والرشاد، ج ۱۰، ص ۴۰۷)

معجزہ ان کی قدرت سے خارج ہے تب ہی وہ لوگ اس کی طرح معجزہ نہ لا سکے۔

(۳۹) امام تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۵۸ھ لکھتے ہیں:

شرط المعجزۃ ان تکون فعلا للہ تعالی خارقا۔ والمعجز لایکون

مقدور الغير الله تعالی ۔(شرح معالم اصول الدین،ص ۵۰۳)

معجزہ کی شرط یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالی کا فعل ہو خارق عادت ہو،اور عاجز کرنے والا فعل اللہ کے غیر کی قدرت میں نہیں آسکتا۔

(۴۰) قاضی عبدالحلیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳ سنہ ۱ھ لکھتے ہیں:

ان شرط الکرامۃ الخارقۃ للعادۃ ان یجری من غیر ایثار و اختیار من الولی ۔(ریاض السادات فی اثبات الکرامات،ص ۶۱)

کرامت خارق عادت کی شرط ہے کہ اس میں ولی کا اختیار نہیں ہوتا۔

(۴۱) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۴ سنہ ۱ھ لکھتے ہیں:

واما از ظہور خوارق چارہ نباشد گاہ باشد کہ اورا در ان ظہور اختیار نبودہ بلکہ بسیار است علم ظہور آن نیز نباشد۔(مکتوبات امام ربانی،ج ا،ص ۳۰۳ مکتوب نمبر ۲۶۱،دفتر اول)

خرق عادۃ(کرامت)اس کو ظاہر کرنے پر ولی کو اختیار نہیں بلکہ بعض اوقات تو اسکو اس کا علم بھی نہیں ہوتا

(۴۲) علم بوجود خوارق خود ہم شرط نیست بلکہ بسیار است مردم از وی خوارق نقل کنندہ و اورا ز ان خوارق اصلا اطلاع نہ او۔

(مکتوبات، جلد اول،ص ۲۲۲،مکتوب نمبر ۲۱۶)

اس طرح اس (ولی) کو اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے خوارق نقل کرتے ہیں اور ان کو اس خوارق کی نسبت بالکل بھی اطلاع نہیں ہوتی۔

(۴۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۲ سنہ ۱ھ لکھتے ہیں:

پس چوں فانی شدی از خودی و نماند جز فعل واردات در تو نسبت کردہ مے شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف مے گرداند ترا در عالم بخوارق و کرامات پس دیدہ مے شود آں فعل و تصرف از تو در ظاہر عقل و حکم وے ولیکن در باطن و نفس الامر پروردگار است تعالی چہ معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر مے گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم

وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگرد وبقصد واختیار او مثل سائر افعال چنانکہ فرمودہ اند وحال آنکہ آن خرق عادت فعل وتصرف خدا است۔

(شرح فتوح الغیب، ص ۳۴ طبع نولکشو رہندوستان)

ترجمہ: پس جب تک اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہوجائے اور تجھ میں فعل واردات کے بغیر اور کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرق عادت کے امور نسبت کیئے جائیں گے یعنی تجھے جہاں میں متصرف گردانا جائے گا۔ خوارق اور کرامات کے سلسلہ میں پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا کیونکہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں چنانچہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خرق عادت اور تصرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔

(۴۴) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

صدور کرامت از ولی نہ بقصد واختیار بود۔

(تکمیل الایمان، ص ۱۷۸، الرحیم اکیڈمی کراچی)

ولی کی کرامت اسکے ارادہ واختیار سے باہر ہوتی ہے۔

(تکمیل الایمان اردو، ص ۲۰۸ مترجم علامہ اقبال احمد فاروقی بریلوی)

(۴۵) ابو مہدی عیسیٰ بن عبد الرحمن السکتانی المراکشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۲ھ لکھتے ہیں:

اَلْمُعْجِزَۃُ فِعْلُ اللہِ وَمِنْ جُمْلَۃِ الْعَالَمِ۔

(التحفۃ المفیدۃ فی شرح العقیدۃ الحفیدۃ، ص ۱۲۰)

یہاں پر بھی فِ کے نیچے کسرہ ہے اور صاف لکھا ہے کہ اللہ کا فعل ہو کر من جملہ عالم میں سے ہے نہ کہ صفت تکوین میں سے۔

(۴۶) نور الدین الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۶ھ معجزہ کے صدق نبی نہ ہونے پر

باطل کا شبہ پیش کرتے ہیں کہ ممکن ہوا کہ یہ معجزہ نبی کا اپنے فعل ہے جنات وغیرہ سے کوئی جادو یا کسی شے کے کچھ خواص پر مطلع ہو کر اس نے یہ صادر کیا ہو تو اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

انا بینا ان لا موثر فی الوجود الا اللہ وحدہ۔
(شرح الاجھوری علی عقیدۃ التی نظمھا فی اصول الدین، ص ۲۳۰)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خرق عادۃ (خواہ معجزہ ہو یا کرامت) کو وجود بخشنے میں موثر فقط اللہ کی ذات ہے انسان کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔

(۴۷) امام لقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸ھ لکھتے ہیں:

ان یکون فعلا للہ تعالی اومایقوم مقامه من الترك
(شرح جوہر التوحید، ص ۳۰۷، دار الدقائق دمشق)

کہ وہ اللہ کا فعل ہو یا ترک میں سے اس کے قائم مقام ہو

(۴۸) امام سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۸۸ھ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے قرآن کے معجز ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ساری خلق اس معجزہ قرآن کے مثل لانے سے عاجز ہے بلکہ خود محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس پر قادر نہیں کہ قرآن کی سورتوں میں کچھ رد و بدل کر سکیں یہی وجہ ہے کہ ادنی تدبر والا بھی قرآن اور آپ کے کلام میں واضح فرق محسوس کرے گا۔

الخلق کلھم عاجزون عن معارضته لا یقدرون علی ذالك قال بل ولا یقدر محمد نفسه ﷺ من تلقا نفسه علی ان یبدل سورۃ من القرآن بل یظھر الفرق بین القرآن و بین سائر کلامه لکل من له ادنی تدبر۔
(لوامع الأنوار البـ※ـي※ وسواطع الأسرار الأثري※ لشرح الدر※ المضي※ في عقد الفرق※ المرضي※، ج ۱، ص ۱۷۵، دمشق)

(۴۹) شیخ احمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۹۷ھ لکھتے ہیں:

ان الفاعل للکرامات کالمعجزات انما ھو اللہ تعالی وحدہ لکن

اظھرہ اللہ علی ایدی اھل طاعتہ

(السہم القوی مندرجہ کرامات الاولیاء،ص ۲۷۱، دارالکتب بیروت)

کرامات کافاعل بھی معجزات کی طرح ایک اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔

(۵۰) علامہ زبیدی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

ووجہ الدلالۃ المعجزۃ علی صدق الرسل ان کل ما عجز عنہ البشر لم یکن الا فعلا للہ تعالی۔

(شرح کتاب قواعد العقائد،ص ۴۰۶، دارالکتب العلمیہ بیروت)

معجزہ انبیاء کرام کی صداقت پر بایں طور پر دلالت کرتا ہے کہ جب تمام انسان اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہوں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ صرف اور صرف اللہ کا فعل ہے۔

(۵۱) علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۰ھ لکھتے ہیں کہ:

جولوگ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں یہ معجزہ خود اس نبی کا فعل ہے وہ اس پر قادر ہے اللہ کا فعل نہیں۔

واعلم ان لمن ینکر النبوۃ شبہات فی دلالۃ المعجزۃ علی صدق النبی فالاولی انہ یحتمل ان یکون المعجزۃ فعلا للرسول لا فعلا للحق تعالی۔(النبراس،ص ۴۳۴)

(۵۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ظھور الکرامۃ من لوازم الولی ولا فی استطاعہ۔(النبراس،ص ۵۵)

کرامت کا ظہور ولایت کے لوازم میں سے ہے مگر ولی کو اسکے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں۔

(۵۳) علامہ صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۱ھ لکھتے ہیں:

الاول ان تکون فعلا للہ او ترکا

(شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید،ص ۳۱۷، دار ابن کثیر)

وہ اللہ کا فعل ہو یا ترک ہو۔یعنی کبھی تو فعل ہوگا جیسے چاند کا دوٹکڑے ہونا کبھی ترک

جیسے آگ کا نہ جلانا۔

(۵۴) فقیہ العصر حضرت امام رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۳ھ لکھتے ہیں:

ومایزعم العوام ان الکرامة فعل الاولیا انفسھم باطل بل ھو فعل اللہ تعالی یظھرہ علی ید الولی تکریما لہ وتعظیما لشانہ

عوام کا گمان ہے کہ کرامت ولی کا اپنا فعل ہے یہ بالکل باطل ہے بلکہ یہ خالص اللہ کا فعل ہے جسے ولی کے ہاتھ پر اس کے اکرام وشرف کے اظہار کیلئے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵۵) شیخ محمد حنیفی الحلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۲ھ لکھتے ہیں:

ووجة دلالة المعجزة انھا لما کانت مما یعجز الناس عنہ لم تکن الا فعلا للہ ای بلا دخل لقدرة البشر

(المنھاج السدید شرح جوھرۃ التوحید ص ۷۲)

یعنی معجزہ نبوۃ کی صداقت پر یوں دلیل بنے گا کہ جب مخلوق اس کے مثل سے عاجز ہے تو معلوم ہوا کہ یہ صرف وصرف اللہ کا فعل ہے یعنی بشر کی قدرت کا کوئی دخل اس میں نہیں۔

(۵۶) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

احدھا ما یخرج جنسہ عن قدرة البشر کاختراع الاجسام وقلب الاعیان واحیا الموتی فقلیل ھذا و کثیرہ معجزہ لخروج قلیلہ عن القدرة کخروج کثیرہ عنھا۔ والقسم الثانی یایدخل جنسہ فی قدرة البشر لکن یخرج مقدارہ عن قدرة البشر کطی الارض البعیدة فی المدة القریبة فیکون معجزا لخرق العادة۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۱، مکتبہ رشیدیہ لاہور)

ان میں سے ایک وہ ہے جس کی نوع انسانی قدرت سے باہر ہو جائے، جیسے اجسام کو پیدا کرنا قلب اعیان (چیزوں کی حقیقت تبدیل کر دینا) اور مردوں کا زندہ کرنا، تو اس جیسے افعال کا قلیل اور کثیر بندے کو عاجز کرتا ہے، کیونکہ اس کا قلیل کثیر کی طرح بندے کی قدرت سے خارج ہے۔ دوسری قسم یہ ہے جس کی نوع بندے کی قدرت میں ہوتی ہے، لیکن اس کی مقدار

انسانی قدرت سے باہر ہوتی ہے، جیسے دور زمین کو چند لمحوں میں طے کرنا، یہ معجزہ ہے خرق عادت ہونے کی وجہ سے۔ پھر متکلمین کا آپس میں قسم ثانی سے عاجز ہونے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ جتنی مقدار انسانی قدرت سے باہر ہے بس وہی معجزہ ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ قسم ثانی تمام معجزہ کہلائے گا۔

(۵۷) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:

الصحیح انه یصدر من الانبیاء والاولیاء نوعان من الامور الاول المعجزات والکرامات والثانی التصرفات، فمعجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء غیر اختیاریة واما التصرفات فتکون اختیاریة ولا تسمی هذه بالمعجزة والکرامة الامجازا۔ (دارالعلوم دیوبند، ۶۷۶)

انبیاء واولیاء سے دو قسم کے امور صادر ہوتے ہیں معجزات وکرامات اور تصرفات انبیاء کو معجزات اور اولیاء کو کرامات کے صدور میں کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ تو غیر اختیاری ہوتے ہیں اور تصرفات اختیاری ہوتے ہیں۔

(۵۸) مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں:

ولادخل فیه لقصد صاحب الکرامة واختیاره کالمعجزة، ولا فرق فی المعجزة والکرامة الا ان الاول یختص بالانبیاء علیهم السلام وهی من علامات النبوة، والثانی بالاولیاء وهی من علامات الولایة، وکلاهما یشترکان صدورهما بلاواسطة لاسباب الطبعیة وبلادخل القصد والاختیار منها۔ (احکام القرآن، ج ۳، ص ۳۸)

کرامت میں صاحب کرامت کے قصد اور اختیار کا کوئی دخل نہیں جیسے معجزہ میں صاحب معجزہ کے قصد اور اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اور معجزہ اور کرامت میں کوئی فرق نہیں سوائے یہ کہ معجزہ انبیاء اور کرامت اولیاء کے ساتھ خاص ہوتا ہے، اور دونوں اس بات میں مشترک ہیں کہ انسان طبعیہ اور قصد واختیار کو ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

(۵۹) حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

والمعجزة تظهر علی ایدی الانبیاء، والکرامة علی ایدی الاولیاء ،وهی کالمعجزة فی کونها فعلا من افعال الله، لا من فعل العبد" ولا هی فی اختیار الولی یظهرها حیث یشاء، بل یظهرها الله علی یده اظهارا لشرفه وفضله علی الناس حسب مایقتضیه المشیة الالهیه

(شرح العقیدۃ الطحاویہ،ص ۱۵۶، مکتبۃ البشری کراچی)

مقصد یہ ہیکہ معجزہ وکرامت یہ بندے کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالی کا فعل ہے اسمیں بندے کو کوئی اختیار نہیں اور نا ہی ولی کو کوئی اختیار ہے کہ جب چاہے کرامت کو ظاہر کرے، بلکہ یہ محض اللہ کا فعل ہے جو اپنی مشیت کے مطابق ولی کی کرامت وشرف کو لوگوں پر ظاہر کرنے کیلئے اس کے ہاتھ پر صادر کر دیتا ہے۔

(۶۰) موجودہ دور کے مایہ ناز متکلم شیخ سعید فودہ لکھتے ہیں:

ان یکون فعلا لله او ما یقوم مقامه (الشرح الکبیر، ج۱،ص ۴۸۵)

معجزہ اللہ کا فعل یا اس کے قائم مقام ہو۔

(۶۱) آگے لکھتے ہیں:

والمعجزة فعل الله تعالی المختار فلیس فعل الطبیعة ولا عللها ولا هی بالکسب والمجاهدة کما یعتقد بعض المتفلسفة ولا بالریاضة کما یعتقد بعض الزنادقة۔(الشرح الکبیر، ج۱،ص ۴۸۶)

معجزہ اللہ کا فعل ہے جو کہ مختار ذات ہے۔ یہ نہ تو اسباب طبعیہ میں سے ہے نہ ان کے علل میں سے اور نہ کسب ومجاہدے کے ذریعہ ممکن الحصول ہے جیسا کہ بعض فلاسفہ کا نظریہ ہے اور نہ ریاضت ومجاہدوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بعض زنادقہ کا نظریہ ہے۔

تیسری صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری کا عقیدہ

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تیسری صدی ہجری سے لیکر چودھویں صدی ہجری کے قریبا پچاس (۵۰) علماء ومشایخ خصوصا متکلمین کے ۶۰ (ساٹھ) کے قریب حوالے ہم نے پیش کیئے کہ خوارق خواہ معجزہ ہو یا کرامت فعل باری تعالی غیر مقدور العبد ہے اور انسان کا اس میں کوئی اختیار و کسب نہیں۔

یہ وہ عقیدہ ہے جو ہر دور میں اتفاقی واجماعی رہا اس میں اختلاف ماضی میں یا تو معتزلہ وقدریہ نے کیا جیسا کے گزرا اور یا پھر ماضی قریب میں اہل بدعت بریلویہ وسیفیہ نے کیا۔ ان سے پہلے یہ شرکیہ و بدعتی عقیدہ امت میں کہیں نہیں پایا جاتا۔

ہم ان تمام علماء کے نام کو ایک دفعہ پھر لسٹ کی صورت میں ان کی تاریخہائے وفات کی ترتیب پر پیش کر رہے ہیں سو ملاحظہ ہو:

(۱) امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ سنہ ھ
(۲) قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۳ سنہ ھ
(۳) امام ابو المعین میمون نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۸ سنہ ھ
(۴) ابن زاغونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۲۷ سنہ ھ
(۵) امام عبد الکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۳۸ سنہ ھ
(۶) امام اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۲ سنہ ھ
(۷) علامہ نور الدین صابونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۵۸ سنہ
(۸) امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۹۷ سنہ ھ
(۹) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ سنہ ھ
(۱۰) امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ سنہ ھ
(۱۱) امام یوسف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۱ سنہ ھ
(۱۲) امام شرف الدین ابن تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۵۸ سنہ ھ

(۱۳) علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۱ سنہ ھ
(۱۴) قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۵ سنہ ھ
(۱۵) امام ابی البرکات النسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۰ سنہ ھ
(۱۶) امام حسام الدین السغناقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۱۴ سنہ ھ
(۱۷) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۸ سنہ ھ
(۱۸) ابوالحسن علی بن عبدالرحمن الیفزنی الطنجی المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۳۴ سنہ ھ
(۱۹) امام ابوالحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۵ سنہ ھ
(۲۰) امام بابرتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۶ سنہ ھ
(۲۱) علامہ عالم بن علا حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸۶ سنہ ھ
(۲۲) امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۳ سنہ ھ
(۲۳) امام عقبانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۱ سنہ ھ
(۲۴) امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۶ سنہ ھ
(۲۵) امام مجدالدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۷ سنہ ھ
(۲۶) امام حسن بن ابی بکر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۶ سنہ ھ
(۲۷) فقیہ ملک رومی محمد بن عبداللطیف بن عبدالعزیز الکرمانی الرومی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۴ سنہ ھ
(۲۸) امام ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۶۱ سنہ ھ
(۲۹) امام شمس الدین محمد بن محمد حموی شافعی المعروف بابن الشماع رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۶۳ سنہ ھ
(۳۰) امام سنوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۹۵ سنہ ھ
(۳۱) امام کمال ابن ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۵ سنہ ھ
(۳۲) امام تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۵۸ سنہ ھ
(۳۳) امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ شافعی متوفی ۹۴۲ سنہ ھ

(۳۴) قاضی عبدالحلیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۱۳ھ
(۳۵) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ
(۳۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ
(۳۷) ابومہدی عیسی بن عبدالرحمن السکتانی المراکشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۲ھ
(۳۸) نورالدین الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۶ھ
(۳۹) امام لقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۷۸ھ
(۴۰) امام سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۸۸ھ
(۴۱) شیخ احمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۹۷ھ
(۴۲) علامہ زبیدی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۰۵ھ
(۴۳) علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۰ھ
(۴۴) علامہ صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۱ھ
(۴۵) فقیہ العصر حضرت امام رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۳ھ
(۴۶) شیخ محمد حنیفی الحلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۲ھ
(۴۷) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ
(۴۸) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۲ھ
(۴۹) مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۶ھ
(۵۰) حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۴۰۳ھ
(۵۱) موجودہ دور کے مایہ ناز متکلم شیخ سعید فودہ۔

ایک اور انداز

چونکہ معجزہ وکرامت دونوں خرق عادۃ ہوتے ہیں تو جن حوالوں میں خرق عادۃ پر بندے کے کسب واختیار کی نفی کی گئی ہے تو لامحالہ وہ نفی معجزہ وکرامت میں بھی بندے کی قدرت وکسب کی نفی پر دلالت بطور التزام واقتضا کریں گی اور ہمارا مستدل ہوں گی سو اسی اعتبار سے مزید حوالے ملاحظہ ہوں:

(۶۲) علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۸۰ھ لکھتے ہیں:

فالحاصل ان ماهو ناقض للعادة فعل الله لاصنع للعبد فيه حتى لو اراد العبد تحصيله وكسبه واختياره لايتهيالذالك

(الکفایۃ فی الھدایۃ للصابونی، ص ۲۱۰)

یعنی خرق عادۃ خالصۃ اللہ کا فعل ہے اس میں بندے کے کسب واختیار اور اثر پذیری کو کوئی دخل نہیں اگر بندہ اس کو بطریق کسب حاصل بھی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔

(۶۳) امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ھ لکھتے ہیں:

فان الفعل الخارق للعادة اذالم يكن مقدورا ولامن جنس المقدور فلاتتعلق به الارادة بمعنى القصد وانما الارادة بمعنى تتعلق به الشهوة۔

(الارشاد، ج ۲، ص ۷۸۲)

خارق للعادۃ نہ تو بندے کی قدرت میں ہے نہ از جنس مقدور العبد ہے تو اسکے ساتھ بندے کا ارادہ اختیار وقصد بھی متعلق نہ ہوگا۔

(۶۴) صاحب مراشد ابن خمیر السبتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۴ھ لکھتے ہیں کہ معجزۃ کی اول شرط میں لکھتے ہیں کہ اس میں بندے کا کوئی کسب نہیں اور معجزۃ چونکہ خرق عادۃ ہے تو اقتضا معلوم ہوا کہ اس میں بھی بندے کے کسب کو کوئی دخل نہیں۔

ان تكون فعلا لله تعالى من غير كسب للعباد

(مقدمات المراشد الی علم العقائد،ص ۲۶۲،لابن خمیر السبتی)

(۶۵) علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

ان ھذا الامر الخارق للعادۃ المقرون بالتحدی امر یعجز عنہ البشر ولا یقدر علی اظہارھا الا خالق القوی والقدر۔

(شرح مواقف،ج۱،ص۲۷۹)

(۶۶) شیخ حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۸ھ شارح الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں:

کما تقدم عبارۃ عن الامر الخارق للعادۃ وھو الفعل الذی لا یدخل تحت کسب العبد واختیار بل ھو حاصل بفعل اللہ تعالی۔

(نفحات القرب والاتصال باثبات التصرف لاولیاء اللہ تعالی بعد الانتقال،ص ۵۸)

خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب واختیار نہیں یہ خالص اللہ کا فعل ہے۔

الزامی انداز

پیر صاحب محترم کا عقیدہ ہے کہ نبی کا معجزہ تو اس کے اختیار میں نہیں لیکن اسی نبی کے متبع ولی کی کرامت اس کے اختیار میں ہے۔ جبکہ علم الکلام کی اکثر کتب میں وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ موجود ہے کہ ولی کی کرامت دراصل نبی ہی کا معجزہ ہے۔ پس جب معجزہ پیر صاحب محترم کے نزدیک دائرہ قدرت میں نہیں تو کرامت بھی معجزہ ہے وہ بھی دائرہ قدرت سے خارج ہوگا اس پر چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(٦٧) امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴٦٨ سنہ ھ لکھتے ہیں:

والإتيان بالعرش كان كرامة للولى، ومعجزة للنبى
(تفسیر البسیط)

(٦٨) امام ابوالمعین میمون نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵٠٨ سنہ ھ لکھتے ہیں:

ان كل كرامة لولى معجزة للرسول۔ (تبصرۃ الادلۃ، ج ٢، ص ٧٧٦)

(٦٩) ابوالثناء محمود بن زید رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵٢٢ سنہ ھ لکھتے ہیں:

كرامة كل ولى فى كل امة معجزة لنبيه۔ (التمہید لقواعد التوحید، ص ١٢٢)

ہر امت کے ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہے۔
آصف برخیا کا عرش بلقیس لانا ان کی کرامت تھی اور سلیمان علیہ السلام کا معجزہ۔

(٧٠) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٦٧٢ سنہ ھ لکھتے ہیں:

وَ كَرَامَةُ الْوَلِيِّ مُعْجِزَةُ النَّبِيِّ (تفسیر قرطبی)
ولی کی کرامت نبی ہی کا معجزہ ہے۔

(٧١) شیخ ابی البرکات رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٧١٠ سنہ ھ لکھتے ہیں:

كل كرامة للولى تكون معجزة للرسول۔
(الاعتماد فی الاعتقاد، ص ٢٠٢، لابی البرکات النسفی)

ولی کی ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے۔

(۷۲) علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۲ھ معجزہ وکرامات میں مختلف فروق ذکر کرتے ہیں لیکن سب کو رد کرنے کے بعد فیصلہ یہ فرماتے ہیں کہ دونوں ہی خرق عادۃ ہے بس فرق یہ ہے کہ دعوی نبوت کے ساتھ خرق کا ظہور ہو تو معجزہ بدون دعوی نبوۃ ہو تو کرامت۔

وانما تمتاز عن المعجزات بخلوها عن دعوی النبوۃ۔

(شرح مقاصد، ج ۳ص ۳۲۷)

(۷۳) شرح عقائد میں لکھتے ہیں:

ویکون ذالك ای ظهور خوار العادات من الولی الذی هو من احاد الامة معجزة للرسول ۔(شرح عقائد،۳۳۸،بشری)

(۷۴) علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

ومن خوارق العادات کرامات الاولیا وتفارق المعجزة من دعوی النبوة۔(تہذیب المنطق والکلام،ص ۳۶۷)

خوارق ہی میں سے کرامات ہیں اور معجزہ کرامت سے جدا ہوتا ہے دعوی نبوۃ کے ساتھ۔

(۷۵) امام ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ متوفی امام الحرمین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

أَن الْكَرَامَة والمعجزة لَيْسَ بَينهمَا فرق إِلَّا وُقُوع المعجزة على حسب دَعْوَى النُّبُوَّة والكرامة دون ادعائه النُّبُوَّة

(فتاوی حدیثیہ، ص ۲۱۵)

کرامت اور معجزہ میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ معجزہ کے ساتھ دعوی نبوۃ ہوتا ہے اور کرامت بدون دعوی نبوۃ۔

(۷۶) شیخ دسوقی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

وانه لاتفترق المعجزة من الكرامة الا بدعوی الرسالة

فقط۔(حاشیۃ الدسوقی علی ام البراہین، ص ۲۳۴)

یعنی دونوں خرق عادت ہونے کے اعتبار سے ایک ہیں معجزہ کرامت سے صرف دعوی نبوت کی وجہ سے جدا ہوتا ہے۔

(۷۷) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَمْرَ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى النَّبِيِّ مُعْجِزَةٌ، سَوَاءٌ ظَهَرَ مِنْ قِبَلِهِ، أَوْ مِنْ قِبَلِ آحَادِ أُمَّتِهِ، وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى الْوَلِيِّ كَرَامَةٌ لِخُلُوِّهِ عَنْ دَعْوَى النُّبُوَّةِ۔ (شامی، ج۲،ص ۶۲۰)

خلاصہ کلام یہ کہ خرق بنسبت نبی معجزہ ہے اور بنسبت ولی کرامت ہے۔

(۷۸) حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۶ھ فرماتے ہیں:

الكرامة هی فعل الله تبارك وتعالى بلاواسطة الاسباب الطبعية من الخيال والنظر وغيرهما ولا دخل فيه لقصد صاحب الكرامة واختياره كالمعجزة ولا فرق فی المعجزة والكرامة الابان الاول يختص بالانبياعليهم السلام و هی من علامات النبوة والثانی بالاوليا و هی من علامات اوليا۔ وكلاهمايشتركان صدورهما بلا واسطة لاسباب الطبعية و بلادخل القصد والاختيار منهما۔

(احکام القرآن ج،۳،ص ۳۸)

کرامت اللہ کا فعل ہے جوکہ خیال ونظر جیسے اسباب طبعیہ کے بغیر بندے سے صادر ہوتے ہیں۔معجزے کی طرح اس میں صاحت کرامت کے قصد واختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔اور معجزہ وکرامت میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ معجزہ انبیا کے ساتھ خاص ہے اور علامات نبوت میں سے ہے اور کرامت اولیااللہ کے ساتھ خاص ہے اور علامات ولایت میں سے ہے اور دونوں اس بات میں مشترک ہیں کہ بنا اسباب طبعیہ صادر ہوتے ہیں اور اس میں نبی اور ولی کا کوئی اختیار وقصد نہیں ہوتا۔

(۷۹) مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے **ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا براہ راست حق تعالی کی طرف سے کوئی کام ہوجاتا ہے۔اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے۔ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایسا کوئی خارق عادۃ کام اگرکسی صاحب وحی نبی کے ہاتھ پر ہوتو معجزہ کہلاتا ہے غیر نبی کے ذریعہ اس کا ظہور ہوتو کرامت کہلاتی ہے۔اس واقعہ میں اگر یہ روایت صحیح ہے کہ یہ عمل حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب میں سے آصف بن برخیا کے ذریعہ ہوا تو یہ ان کی کرامت کہلائے گی اور ہر ولی کے کمالات چونکہ انکے رسول وپیغمبر کے کمالات کا عکس اورانہی سے مستفاد ہوتے ہیں اسلئے امت کے اولیااللہ کے ہاتھوں جتنی کرامتوں کا ظہور ہوتارہتاہے یہ سب رسول کے معجزات میں شمار ہوتے ہیں''۔

(معارف القرآن، ج۶ص ۵۸۵)

ہمارے موقف پر علمائے دیوبند کی عبارات

(حوالہ نمبر ۱)

فقیہ العصر حضرت امام رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۳ھ

ومایزعم العوام ان الکرامۃ فعل الاولیاانفسھم باطل بل ھوفعل اللہ تعالی یظھرہ علی ید الولی تکریما لہ وتعظیما لشانہ

(عوام کا گمان ہے کہ کرامت ولی کا اپنا فعل ہے یہ بالکل باطل ہے بلکہ یہ خالص اللہ کا فعل ہے جسے ولی کے ہاتھ پر اس کے اکرام وشرف کے اظہار کیلئے ظاہر کیا گیا ہے)

سوال: کرامت اس کے (ولی) کے اختیار میں ہے یا نہیں؟ جواب اختیار میں نہیں ہے جب اللہ تعالی چاہتا ہے ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کر دیتا ہے۔

(تالیفات رشیدیہ، ص ۱۸۱، فتاوی رشیدیہ، ص ۱۳۷)

آگے اسی معجزہ وکرامت پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کسی نبی یا ولی کو اسکے صادر کرنے کا کوئی اختیار نہیں''۔ (تالیفات رشیدیہ، ص ۱۸۷)

(حوالہ نمبر ۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۲ھ

لیکن اجمالا اتنی بات صحیح ہے کہ انبیاء اور اولیاء سے دو قسم کے امور صادر ہوتے ہیں ایک معجزات اور کرامات دوسرے تصرفات۔ پس معجزات انبیاء کے اور کرامات اولیاء کے اختیاری نہیں ہوتے''۔ (امداد الفتاوی، ج ۵، ص ۱۴۱)

کرامت کے متعلق فرماتے ہیں:

وہ فعل پیدا کیا ہوا اللہ کا ہے صرف ولی کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو گیا ہے اس واسطے اظہار کرامت وقرب ومقبولیت اس ولی کے سوا اللہ تعالی کے قدرت کی جب کوئی حد نہیں پھر

کرامت محدود کیسے ہو سکتی ہے ۔(التکشف ،ص ۱۰،۱۱)

معلوم ہوا کہ کرامت خالصۃ اللہ کا فعل اور اس کی قدرت ہے ولی صرف مظہر بنا۔اگر ہم کرامت کو ولی کا فعل مان لیں تو کرامت تو لامحدود ہے پھر ولی کا اختیار و قدرت بھی لامحدود و غیر متناہی ماننا پڑے گا جو بدیہی البطلان ہے۔اسی لئے کہا جب کرامت اللہ کی قدرت سے تو اللہ کی قدرت کی کوئی حد نہیں لہذا کرامت کو کسی خاص صورت میں مقید کرنا درست نہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے کچھ لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے جس کا جواب آخر میں آرہا ہے۔

(حوالہ نمبر ۳)

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۲ھ

اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا حق ہے۔یعنی اللہ تعالی اپنے کسی خاص بندے سے کوئی ایسا کام کرا دیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔

(کفایت المفتی ،جلد اول ،ص ۸۹)

(حوالہ نمبر ۴،۵)

حضرت امام انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۲ھ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۹ھ

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ الاسلام الحاج علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۹ھ اپنی مشہور مختصر مگر جامع تالیف ''خوارق عادت'' میں جس پر حضرت مولانا الشیخ سید محمد انور شاہ صاحب الکشمیری ثم دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۲ھ کی بہترین تقریظ بھی موجود ہے ارقام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو جس چیز کا نام ہم معجزہ رکھتے ہیں وہ بھی اللہ کا ایک فعل ہے جو اس کے عام عادت کے خلاف ہو مگر عادت خاصہ کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ اس کے موافق ہوتا ہے کیونکہ خاص اوقات میں مخصوص مصالح کی بنا پر عام عادت کو چھوڑ کر خوارق و معجزات کا ظاہر کرنا یہ بھی حق تعالی کی خاص عادت ہے''۔(خوارق عادت، ص ۳۱، بلفظہ)

نیز لکھتے ہیں کہ: یاد رکھئے کہ معجزہ خدا کا فعل ہوتا ہے اس کو نبی کا فعل سمجھنا سخت غلطی ہے''۔

(بلفظہ، ص ۳۲)''۔

(راہ ہدایت، ص ۳۳)

''معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے''۔(تفسیر عثمانی، ج ۳، ص ۷۹۱)

(حوالہ نمبر ٦)

حضرت علامہ بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۳۸۵ھ

''معجزہ نبی کے اپنے ارادے کے تابع نہیں ہوتا کہ جب وہ چاہے دکھادے''۔

(ترجمان السنہ، ص ۴۱)

(حوالہ نمبر ۷)

شیخ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۳۹۴ھ

معجزے میں نبی کا اختیار ہی نہیں اور بسا اوقات نبی کو پہلے سے اس کا علم نہیں ہوتا جس طرح قلم بظاہر لکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت لکھنا قلم کا فعل اختیاری نہیں بلکہ کاتب کا فعل ہے اسی طرح معجزہ درحقیقت فعل اللہ کا ہے مگر اس کا ظہور نبی کے ہاتھ سے ہوتا ہے ۔۔ نبی کے اختیار میں نہیں ۔(معارف القرآن، ج ۳، ص ۱۸۴)

اسی جلد کا صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱ پر بھی تفصیل موجود ہے۔

(حوالہ نمبر ۸)

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۶ھ

انبیا علیہم السلام سے بہت سے بہت سے ایسے کام وجود میں آتے ہیں جو عام انسانوں کی قدرت سے خارج ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعے بھی ایسے بہت سے کام وجود میں آتے ہیں جن کو کرامات کہا جاتا ہے۔ یہاں سرسری نظر والوں کو یہ مغالطہ لگتا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کاموں کی قدرت واختیار ان کو سپرد نہ کرتا تو ان کے ہاتھ سے یہ کیسے وجود میں آتے ہیں؟ اس سے وہ انبیاءؑ واولیاءؒ کے ایک درجے میں مختار کار ہونے کا عقیدہ بنا لیتے ہیں حالانکہ حقیقت یوں نہیں، بلکہ معجزات اور کرامات براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے صرف اسکا ظہور پیغمبرؑ یا ولیؒ کے ہاتھوں پر ان کی عظمت ثابت کرنے کیلئے کیا جاتا ہے پیغمبرؑ اور ولیؒ کو ان کے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

(معارف القران ج۱ص۱۰۰)

مزید تفصیل کیلئے معارف القرآن جلد ششم ص ۱۴۷ کا مطالعہ کریں۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا براہ راست حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی کام ہو جاتا ہے۔ اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے۔ (معارف القرآن، ج۶ص ۵۸۵)

آگے لکھتے ہیں:

کیونکہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن، ج۶ص ۵۸۶)

(حوالہ نمبر ۹)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۷ھ

یعنی معجزہ وخوارق کا وقوع پیمبر یا کسی بندے کے اختیار میں نہیں۔
(تفسیر ماجدی، ج ۲ص ۸۵ مجلس نشریات قرآن کراچی)

(حوالہ نمبر ۱۰)

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۰۳ھ

علامہ شمس الحق افغانی کی اس عبارت کی اہمیت یوں ہے کہ اشاعت التوحید والسنۃ اور اکابر دیوبند اہل علاقہ کے درمیان کچھ مسائل پر تنازع کھڑا ہوا تو اس وقت کی حکومت نے دونوں فریقین کے اتحاد و اتفاق سے علامہ افغانی رحمۃ اللہ علیہ کو ثالث مقرر کیا اور انہوں نے اس باب میں اہلسنت کا صحیح موقف تحریری صورت میں قلم بند کیا۔ کیا ہی اچھا ہوا کہ آج بھی اس فیصلے پر اتفاق کرلیا جائے۔ آپ لکھتے ہیں:

''یہ یاد رہے کہ معجزہ اور کرامت فعل الہی ہے نہ فعل البشری اگرچہ دونوں کا مظہر بشر ہے۔ اس لئے معجزہ نبی اور کرامت ولی کے اختیار میں نہیں۔ جب ایک انسان کا فعل دوسرے کے اختیار میں نہیں ہوتا تو خالق کا فعل کیونکہ مخلوق کے اختیار میں ہوگا''۔

(اہل سنت والجماعت کا صحیح مسلک مع تکملہ، ص ۱۸)

اس کتاب کو شائع کرنے والے حضرت مولانا احسان الکریم ملنگ نقشبندی مرحوم ناظم کتب خانہ دارالعلوم حقانیہ خلیفہ مجاز حضرت مفتی فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بعد میں یہی فیصلہ جدید اضافہ جات کے ساتھ مولانا محمد رقیب مجددی صاحب نے ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' کے نام سے بحسب الارشاد حضرت مولانا نورالھادی صاحب شایع کیا۔

اس کتاب پر ڈاگئی مرحوم سے لیکر پختونخواہ پٹی کے ۲۳ جید دیوبندی علماء کی تقاریظ ہیں۔

(حوالہ نمبر ۱۱)

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۰۳ھ

والمعجزة تظهر على ايدى الانبياء، والكرامة على ايدى الاولياء ، وهى كالمعجزة فى كونها فعلا من افعال الله، لا من فعل العبد" ولا هى فى اختيار الولى يظهرها حيث يشاء، بل يظهرها الله على يده اظهارا الشرفه وفضله على الناس حسب ما يقتضيه المشية الالهيه

(شرح العقیدۃ الطحاویہ، ص ۱۵۶)

معجزہ انبیاء اور کرامت اولیاء اللہ کے ہاتھوں پر ظاہر کیا جاتا ہے اور کرامت فعل باری ہونے میں معجزہ کی طرح ہے نہ کہ بندے کا فعل اور نہ ہی ولی کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اس کو ظاہر فرمادے

(حوالہ نمبر ۱۲)

وکیل حکیم الامت فاتح رضاخانیت حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۱۲ھ

کرامت اور اعجاز میں امور خارق ہوتے ہیں اس وجہ سے اس میں طاقت بشریہ کو دخل نہیں ہوتا وہ فعل اللہ تعالیٰ محض معجزہ و کرامۃ ہوتا ہے۔ (رسائل چاند پوری، ج ۲، ص ۱۹)

(حوالہ نمبر ۱۳)

مولانا ضیاالرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۱۸ھ

کرامت اور معجزہ میں براہ راست اللہ کا اختیار ہوتا ہے۔۔نبی چاہے کہ میں معجزہ دکھاوں نہیں دکھا سکتا۔۔ولی چاہے میں کرامت دکھاوں نہیں دکھا سکتا۔

(مولانا ضیاالرحمن فاروقی شہید کی علمی تقاریر،ص ۴۵)

(حوالہ نمبر ۱۴)

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۲۱ھ

کرامت بندے کے اختیار میں نہیں ۔۔ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کشف و کرامت خدا کے اختیار میں ہیں بندے کے اختیار میں نہیں ۔(خطبات صفدر، ج ۳،ص ۱۸)

(حوالہ نمبر ۱۵)

مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۲۲ھ

اولیاءاللہ سے کرامت کا ظاہر ہونا عقل اور نقل دونوں طریقہ سے ثابت ہے۔قرآن اور حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے ۔اصل فعل باری تعالی کا ہوتا ہے ۔ بندہ کو اس کے ظہور کا ذریعہ بنایا جاتا ہے"۔(فتاوی رحیمیہ، ج ۳،ص ۴۴)

دوٹوک الفاظ میں لکھا گیا کہ کرامت اللہ کا فعل ہے بندے کو محض اس فعل کے ظہور کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ جیسے لکھنے والے کو دیکھو تو نظر تو آتا ہے کہ قلم لکھ رہا ہے لیکن پیچھے اصل فعل کاتب کا ہوتا ہے۔اس فتاوی کی تائید مندرجہ ذیل اکابر دیوبند نے کی ہے:

(۱) حضرت سید مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ صدر دارالافتا دیوبند۔

(۲) حضرت سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) فخر ملت حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت مولانا احمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت مولانا انظر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیر ہم۔

(حوالہ نمبر ۱۶)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۳۰ھ

آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''راہ ہدایت'' تصنیف فرمائی۔جس میں آپ لکھتے ہیں:

''ان عبارات سے ایک امر تو واضح ہوگیا کہ کرامت ولی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور دوسری بات یہ بھی روشن ہوگئی کہ صوفیائے کرام اور بزرگان دین کی عبارات میں جہاں تکوین وتصرف وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں تو ان سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ خداوند کریم کی طرح وہ تکوین وتصرف کرتے اور کرسکتے ہیں۔حاشا وکلا بلکہ مراد اس سے صرف خرق عادت اور کرامت ہوتی ہے۔یہی سے سے اہل بدعت کو یہ غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ وہ اولیاء کرام کے متلقیہ عقیدہ قائم کرلیتے ہیں کہ ان کو بھی اس عالم تصرف حاصل ہوتا ہے اور تکوین اس کے سپرد ہوتی ہے حالانکہ بات بالکل واضح ہے کہ تکوین اور تصرف سے مراد صرف یہ ہے کہ خوارق عادات اموراور کرامات کا ان اکابر کے ہاتھوں پر صدور ہوتا ہے اور کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے ولی کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نہ وہ کائنات کے اندر دخیل اور متصرف ہوتا ہے اور یہ اتنی آشکارا بات ہے جس میں سرے سے کوئی الجھن ہی نہیں بشرطیکہ چشم بصیرت سے کوئی دیکھے ورنہ ؎

آنکھیں اگر بند ہو تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

(راہ ہدایت،ص ۵۵)

ایک اور مقام پر امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اور کرامت کی تعریف یہ ہے کہ وہ بھی اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے اور ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اور ولی کا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا''۔

(تفسیر ذخیرۃ الجنان،ج ۵،ص ۲۴۰)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اس میں ان کے کسب اور اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا''۔(اظہار العیب،ص ۹)

(حوالہ نمبر ۱۷)

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۳۱ھ

معجزہ اور کرامت دونوں فعل خداوندی ہیں معجزہ کا ظہور نبی پر ہوتا ہے اور کرامت کا مظہر ولی ہوتا ہے دونوں غیر اختیاری ہیں، کسب اور اکتساب، اور تعیم و تعلم کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

(فتاوی ختم نبوت، ج ۱ص ۴۱)

(حوالہ نمبر ۱۸)

محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۳۸ھ

''معجزہ نبی کے اپنے ارادے کا تابع نہیں ہوتا کہ جب وہ چاہے دکھا سکے''۔

(نفحات التنقیح، ج ۱،ص ۴۹۸)

(حوالہ نمبر ۱۹)

علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۴۴۲ھ

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معجزہ اور کرامت فعل بندہ نہیں فعل خداوندی ہیں۔

(مطالعہ بریلویت، ج ۲،ص ۳۵۶)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''معجزہ خدا کا فعل ہوتا ہے نبی کا نہیں اور نہ نبی کے اپنے اختیار کو اس میں کچھ دخل ہوتا ہے۔۔استدراج اور معجزے میں دوسرا فرق یہ ہے کہ استدراج انسان کے اپنے کسب اور محنت سے مشق اور تدریج کے ساتھ حاصل ہوتا ہے لیکن معجزے میں پیغمبر کے اپنے نظر و اکتساب کا کوئی دخل نہیں ہوتا''۔(آثار التنزیل، جلد اول،ص ۹۶)

(حوالہ نمبر ۲۰)

رازی زماں شیخ رحیم اللہ حقانی شہید متوفی سنہ ۱۴۴۴ھ

کرامت خالص اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ولی کا نہ اس میں خلق ہے نہ کسب اور نہ یہ اس کے اختیار میں ہے۔(احقاق الحق پشتو، ج ۵،ص ۵۰۱)

(حوالہ نمبر ۲۱)

مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

کرامت کا صدور کسی ولی یا بزرگ کے قبضہ قدرت میں نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی، ج ا،ص ۴۴۵)

(حوالہ نمبر ۲۲)

خلیفہ مجاز حضرت مفتی فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احسان الکریم صاحب خلیفہ مجاز حضرت مفتی فرید صاحب لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور اسی کے حکم پر ہوتا ہے۔اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرامت کے ظہور سے اپنے ان بندوں کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور یہ کرامت اللہ تعالیٰ کا نعمت ہوتا ہے۔ولی کے اپنے اختیار میں سے کرامت ظاہر نہیں ہوتا۔

(حاجی صاحب ترنگ زئی کی کرامات،ص ۹،۸)

(حوالہ نمبر ۲۳)

محدث دیار خیبر پختونخوا شیخ ادریس ترنگزئی

معجزات کا صدور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا (الدروس فی علوم القرآن، ص ۲۲۳)
معجزہ بھی غیر اختیاری ہوتا اس کے صدور میں نبی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اگر اللہ تعالی چاہے تو صادر ہو جائے ورنہ نہیں۔ (الدروس فی علوم القرآن، ص ۲۲۵)

(حوالہ نمبر ۲۴)

مفتی رضاء الحق صاحب

خلاف عادت جو بھی فعل ہو معجزہ ہو یا کرامت وہ فعل الٰہی ہوتا ہے البتہ اسکا ظہور نبی یا ولی کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ایک بنیادی غلطی کا ذکر ضروری ہے جو سلفی اور بریلوی مکتبہ فکر کو کرامت کے بارے میں افراط وتفریط میں مبتلا کرنے کا سبب بنی ہے۔ بریلوی اسکو بندے کا فعل سمجھتے ہیں۔۔لیکن جب کرامت ومعجزہ اصلا اللہ تعالی کا فعل ہے تو پھر اس سے کون پوچھ سکتا ہے۔(العصید ۃ السماویہ، ج ۲، ص ۵۳۴)

(حوالہ نمبر ۲۵)

حضرت پیر مختار الدین شاہ صاحب آف کربوغہ مدظلہ العالی

''معجزہ اور کرامت کی حیثیت

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ کہ معجزہ اور کرامت بغیر کسی طبعی سبب کے اللہ کے حکم سے خلاف عادت وجود میں آتے ہیں اس لئے معجزات وکرامات براہ راست حق تعالی شانہ کا فعل مانا جاتا ہے۔صرف اس کا ظہور پیغمبر اور ولی کے ہاتھوں پر ان کی صداقت اور عظمت ثابت کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔۔پیغمبر اور ولی کو اسکے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔
(عقیدہ اور عقیدت، ص ۲۳، مکتبہ مدنیہ لاہور)

اسی طرح بہت سی آیات کریمہ اس پر شاہد ہیں کہ کوئی پیغمبر یا خدا کا کوئی ولی اللہ جب چاہے جو چاہے معجزہ یا کرامت دکھا دے یہ قطعاً کسی کے بس میں نہیں ۔۔۔غرض معجزہ وکرامت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وجود میں آتے ہیں انکے ظہور میں نہ کسی ولی اللہ کو اختیار ہوتا ہے اور نہ کوئی نبی ورسول اس کے پیش کرنے میں خود مختار ہوتا ہے ۔

(عقیدہ اور عقیدت،ص ۳۵،۳۴)

(حوالہ نمبر ۲۶)

حضرت مفتی غلام الرحمن صاحب مدظلہ العالی

جامعہ عثمانیہ پشاور کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مفتی غلام الرحمن صاحب کے فتاوی میں ہے:

’’کرامت میں ولی کا اختیار (سوال نمبر 67)

کیا کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

کرامت کی تعریف یہی ہے کہ متبع شریعت کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کسی امر خارق (خلافِ عادت چیز) کا اظہار کرے جب کہ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا کرتا ہے ۔ لہذا کرامت میں ولی مستقل طور پر اختیار نہیں رکھتا، اگرچہ بعض اوقات کرامت کے ظہور کا علم ولی کو بھی ہوتا ہے لیکن ولی کو اس کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ اختیار ثابت نہیں ہوتا‘‘۔

(فتاوی عثمانیہ، ج۱ص ۱۷۱،۱۷۲)

مختلف مدارس کے فتاویٰ

فتوی دارالعلوم دیوبند

آپ نے فتوی نمبر 7126 میں فرمایا کہ فقہ حنفی کے مطابق کعبہ بزرگوں کی زیارت کو جاتا ہے۔ پھر یہی کعبہ رحمۃ للعالمین کے لیے کیوں نہیں آیا جب مشرکین نے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو زیارت اور عمرہ کے لیے نہیں آنے دیا؟ آپ ﷺ نامراد ہو کر بغیر کعبہ کی زیارت کئے ہوئے لوٹ گئے صلح حدیبیہ کے موقع پر۔ کیا یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے؟ کہاں اہل سنت کا عقیدہ اور کہاں یہ بدعتی عقیدہ؟

جواب نمبر: 8539

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی:1664=2110 / ھ

بڑوں پر تنقیدی قلم چلانے سے پہلے عقل مند آدمی کو اپنا قد ناپ لینا چاہیے، حضرت سید الاولین والآخرین کا نامراد لوٹنا تم کو کس دلیل سے ثابت ہوا ہے؟ بندۂ خدا! قرآن کریم حدیث شریف سے تو بامراد واپس تشریف لے جانا صاف صراحۃً ثابت ہے، نیز معجزہ اور کرامت نہ کسی نبی کے اختیار میں ہوتا ہے نہ ولی کو اس کا کچھ اختیار ہوتا ہے، جب اور جیسا معجزہ و کرامت اللہ پاک چاہتا ہے نبی اور ولی کے ہاتھ پر اس کا ظہور رہتا ہے، مثلاً سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کو بے مثال عالیشان سلطنت عطا فرمائی اور حضرت افضل الرسل محمد رسول اللہ ﷺ کو ایسی سلطنت و حکومت نہ عطا فرمائی، حضرت مریم علیہا السلام کی کرامات قرآن کریم حدیث شریف میں موجود ہیں، حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے عامۃً ان جیسی کرامات کا ظہور نہ ہوا، اور یہ سب اسی لیے ہے کہ تمام اہل حق مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ معجزہ و کرامت اختیاری نہیں اسی عقیدہ کا ثبوت دلائل قاطعہ سے ہے، سابق فتویٰ پر آپ کو جو کچھ اشکال ہو اس کو سابق فتویٰ

کی نقل منسلک کر کے ارسال کریں، تب ان شاء اللہ تفصیل سے جواب لکھا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

فتوی بنوری ٹاون

سوال

اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اور کرامت خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور نبی اور ولی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے لیکن ہمارے اکابر کی عبارات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات التنقیح میں کرامت کے بارے میں لکھتے ہیں: "**والحق جواز وقوعها قصداً واختياراً**"۔

سوال یہ ہے کہ مذکورہ عبارت اور جہاں جہاں ہمارے اکابر کی کتابوں میں کرامت کے بارے میں "قصد" اور "اختیار" کے الفاظ آتے ہیں تو اس سے کیا مراد ہے؟ صاف الفاظ میں واضح کریں؛ کیونکہ اہل بدعت اس طرح کی عبارات کو لے کر عوام کے اندر یہ عقیدہ پھیلاتے ہیں کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہے، جس سے عوام کے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

جواب

واضح رہے کہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ معجزہ اور کرامت خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور نبی وولی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے۔

باقی "لمعات التنقیح" کی مذکورہ عبارت کا مطلب حضرت شیخ کی دیگر عبارات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولی جب خودی کو مٹا کر فنا ہو جاتا ہے اور ہر وقت باری تعالیٰ کی چاہت کی

تلاش میں لگا رہتا ہے اور ہر آن ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کے استحضار کے ساتھ جیتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی چاہت اس کی چاہت ہو جاتی ہے اور ارادت و مشیت ایزدی کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا، تو پھر باری تعالیٰ اپنی مشیت و ارادت کے ساتھ اس کی تکریم وتصدیق کے لیے اس کے ہاتھ پر خرقِ عادت امر کا بطور کرامت اظہار فرما دیتا ہے، پھر احقاقِ حق کے لیے جب وہ اس کرامت کے اظہار کا قصد و ارادہ کرے، اور اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو کرامت کا ظہور ہو جاتا ہے، لیکن اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ولی خداوند کریم کی طرح خود کائنات میں متصرف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ارادے کا پابند نہیں ہوتا، کائنات میں جب چاہے اور جس قسم کا تصرف کرنا چاہے، کرسکتا ہے، جیسا کہ اہل بدعت کا نظریہ ہے؛ لہٰذا اہل بدعت کا اپنے باطل نظریہ کے ثبوت کے لیے حضرت شیخ کی مذکورہ عبارت یا اس سے ملتی جلتی دیگر عبارات سے استدلال کرنا غلط ہے۔

اولیاء اور صوفیاء حضرات کی کتب میں یہ بات صراحت کے ساتھ مکتوب ہے کہ:

”کرامت کا صدور ولی کے قصد و اختیار میں نہیں ہوتا، بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ولی کی تکریم کے لیے اس کے ہاتھ پر صادر کر دیتا ہے“۔

خود حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی عبارت سائل نے نقل کی ہے، دوسری جگہ واضح طور پر اس بات کی نفی فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

”معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر مے گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال“۔

یعنی معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔

اور اس سلسلے میں اکابرین کی بعض عبارات ملاحظہ ہوں:

1۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں:

"فحين اذ يضاف اليك التكوين و خرق العادات فيرى ذالك

منك فی ظاهر العقل و الحكم و فعل الله و ارادته حقا فی العلم الخ۔"
(فتوح الغیب، المقال السادس:66، ط: دارالحاوی مکتبہ دارالرازی)
ترجمہ: " تیری طرف تکوین اور خورق عادات کی نسبت کی جائے گی اور یہ چیز عقل کے ظاہر فیصلہ کے مطابق تجھ سے دیکھی جائے گی، حالانکہ درحقیقت اور اعتقادی طور پر فی الواقع یہ اللہ تعالی کا فعل اور اس کا ارادہ ہوتا ہے (جو تیرے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے)۔"
اس کی تشریح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ترجمہ فتوح الغیب" میں لکھتے ہیں:
" پس چوں فانی شدی از خودی نماند جز فعل وارادت در تو نسبت کردہ می شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف مے گردانند ترا در عالم بخوارق و کرامات پس دیدہ مے شود آں فعل وتصرف از تو در ظاہر عقل وحکم وے ولیکن در باطن ونفس الامر فعل پروردگار است تعالی چہ معجزہ وکرامت فعل خدا است کہ ظاہر مے گردد بردست بندہ بجہت تصدیق وتکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگردد بقصد واختیار او مثل سائر افعال چنانچہ فرمودہ اند وحال آنکہ آن خرق عادت فعل وتصرف خدا است الخ۔"
ترجمہ:" پس جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے اور تجھ میں فعل وارادت کے بغیر اور کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرقِ عادات کے امور منسوب کیے جائیں گے یعنی تجھے جہاں میں متصرف گردانا جائے گا۔ خوارق اور کرامات کے سلسلہ میں پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا، مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا؛ کیونکہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد واختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔ چنانچہ خود حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خرق عادت اور تصرف اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔"
(ترجمہ فتوح الغیب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی: 27، بحوالہ راہِ ہدایت: 54، ط: مکتبہ صفدریہ، مؤلفہ: شیخ التفسیر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ)

2۔حضرت ایک اور جگہ پر تحریر فرماتے ہیں:

”یعنی آن در حقیقت فعل حق است کہ بر دستِ ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بر دست نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“

ترجمہ:”درحقیقت وہ اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے جیسا کہ معجزہ نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے (مگر خدا کا فعل ہوتا ہے)“

(ترجمہ فتوح الغیب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی:27بحوالہ راہِ ہدایت:55،ط:مکتبہ صفدریہ،مؤلفہ:شیخ التفسیر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ)

3۔فتاوی رشیدیہ میں ہے:

سوال:کرامت اس کے اختیار میں ہے یا نہیں؟

جواب:اختیار میں نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کردیتا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ:181،ط:ادارہ اسلامیات لاہور)

4۔»ج※ ودعلماء الحنفي ※في إبطال عقائد القبوري ※«میں ہے:

"فإن كراماتهم حق ثابتة، يظهرها الله على أيدي أوليائه، ولكن الكرامة لا تصدر منهم كل وقت، ولا هم قادرون عليها، ولا اختيار لهم في صدور الكرامات بحيث يفعلونها ما يشاءون۔“

(الفصل الثالث:2/986،ط:دارالصميعي)

5۔لوامع الأنوار الب※ي※میں ہے:

”والحاصل أن الأمر الخارق للعادة فهو بالنسبة إلى النبي معجزة سواء ظهر من قبله أو من قبل آحاد أمته، وهو بالنسبة للولي كرامة لخلوه عن دعوى نبوة من ظهر ذلك من قبله. فالنبي لا بد من علمه بكونه نبيا، ومن قصد إظهار خوارق العادات وظهور المعجزات، وأما الولي فلا يلزم أن يعلم بولايته ويستر كرامته ويسرها، ويجتهد على

إخفاء أمره كما تقدمت الإشارة إلى ذلك كله الولاية موهبة من الله تعالى غير مكتسبة ولا يصل الولي ما دام عاقلا بالغا إلى مرتبة سقوط التكليف عنه بالأوامر والنواهي۔"

(فصل في ذ※رك رامات الأولياء وإثبات※ا: 2/ 396، ط: مؤسس※ الخافقين وم※تبت※ا- دمشق)

6۔أعلام السن※ المنشور※ لاعتقاد الطائف※ الناجي※ المنصور※ میں ہے:

"كرامات الأولياء حق، وهو ظهور الأمر الخارق على أيديهم الذي لا صنع لهم فيه، ولم يكن بطريق التحدي، بل يجريه الله على أيديهم، وإن لم يعلموا به كقصة أصحاب الكهف، وأصحاب الصخرة۔"

(ح※م ك رامات الأولياء: 137، ط: وزار※ الشؤون الاسلامي※ والأوقاف والدعو※ والارشاد)۔

فقط واللہ اعلم

فتوی نمبر: 144303101019

دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

فتوی جامعہ عثمانیہ پشاور

سوال

کرامات اختیاری ہیں یا غیر اختیاری؟ اگر کوئی شخص دونوں کا قائل ہو تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب

محققین حضرات کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو کسی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی کامل متبع سے صادر ہو اور قانونِ عادت کے خلاف ہو۔ کرامت کے لیے نہ اس ولی کا اس سے باخبر ہونا ضروری ہے اور نہ اس کے قصد وارادہ سے متعلق ہونا ضروری ہے اس لیے کہ وہ فعل

اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے پیدا فرماتے ہیں، ولی کے ہاتھ پر صرف اس کا ظہور ہوتا ہے۔

صورتِ مسؤلہ کے مطابق اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے مراد یہ ہو کہ ولی کے کسب کو کرامت کے اظہار میں ذاتی اور مستقل تاثیرِ حقیقی حاصل ہے یعنی ولی اپنے مستقل قدرت واختیار سے جس وقت جیسی کرامت چاہے ظاہر کرسکتا ہے، تو شرعاً ایسا اختیار وقدرت ولی کو حاصل نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کرامات کے اظہار پر ولی قادر ہے۔ چنانچہ کرامت کے اظہار و صدور میں ولی کو مختارِ کل اور قادرِ مطلق سمجھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے جس سے اجتناب لازمی ہے لیکن اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے مراد یہ ہو کہ کسی موقع پر ولی کے قصد ومطالبہ پر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت وارادہ سے اس سے کرامت صادر فرمادیتے ہیں، تو شرعاً کرامت کا ایسا صدور جائز بلکہ واقع ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرمانبردار امتی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے کے قلیل عرصہ میں حاضر کیا، یا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریائے نیل کو خط لکھا تو دریا حکمِ خداوندی سے بہنے لگا۔ لیکن کرامت کا اظہار ولی کے ہاتھ پر چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے اس لیے سلیمان علیہ السلام کے صاحب نے فرمایا" ھذا من فضل ربی" (یعنی یہ میرے پرودگار کا فضل ہے)، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا تذکرہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ ولی ضرورت وحاجت کو مدنظر رکھ کر حدودِ شرع کے اندر اللہ تعالیٰ سے کرامت کی دعا تو کرسکتا ہے لیکن اس کے وقوع میں بہرحال اللہ تعالیٰ کے ارادہ، مشیت، اور قدرت کا محتاج ہوتا ہے۔

قال الله تعالى: قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَذَا مِن فَضْلِ رَبِّي۔ (النمل:40)

وهو رجل من الإنس عنده علم من الكتاب فيه اسم الله الأكبر، الذي إذا دعي به أجاب: (أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ) فدعا بالاسم وهو عنده قائم، فاحتمل العرش احتمالا حتى وُضع بين يدي سليمان، والله صنع ذلك۔ (تفسير الطبري: ج19، ص159)

من عبد الله أمير المؤمنين إلى نيل مصر أما بعد فإن كنت إنما تجرى من قِبلك فلا تجر وإن كان الله الواحد القهار هو الذى يجريك فنسأل الله الواحد القهار أن يجريك۔ قال فألقى البطاقة فى النيل فلما ألقى البطاقة أصبحوا يوم السبت وقد أجراه الله تعالى ستة عشرة ذراعا فى ليلة واحدة وقطع الله تعالى تلك السنة عن أهل مصر إلى اليوم۔ (*شرح أصول اعتقادأ※ل السن※ والجماع※ ،سياق ماروي من ك رامات أمير المؤمنين أبي حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ج2 ص401،402*)

فإن صاحبها (الكرامة) لا يتحدى بها ولو أظهرها وقت الدعوى كانت شعبذة۔ (*اليواقيت والجوا※ر في بيان عقائد الأ※ابر، المبحث الخمسون، ج 2 ص 366*)

أن الله تعالى هو الفاعل عندهم لا هم هذا مشهدهم وليس وجه الخصوصية إلا وقوع ذالك الفعل الخارق على يدهم دون غيرهم فإذا أحيا كبشا مثلا أو دجاجة فإنما ذالك بقدرة الله لا بقدرته وإذا رجع الأمر إلى القدرة فلا يعجب ۔ (*اليواقيت والجوا※ر في بيان عقائد الأ※ابر، المبحث الخمسون، ج2 ص370*)

فتویٰ نمبر: 4658/297/328

دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور تاریخ تصدیق: 01-01-1970

معجزہ و کرامت کسبی نہیں پر عقلی دلیل

ہماری کتب علم کلام وغیرہ میں یہ سوال اٹھا ہے کہ معجزہ یعنی خرق عادۃ کس طرح نبی کی صداقت کی دلیل بن سکتا ہے؟ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ اللہ کسی جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس خرق عادۃ کو ظاہر کر دے لہٰذا معجزہ نبی کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتا۔

اس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ کاذب کے ہاتھ پر معجزہ کا صدور یہ محال ہے کیونکہ دراصل جب نبی کے یہ دعوی کرتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس نے مجھے یہ معجزہ عطا کیا جو میری نبوت کی تصدیق اور اللہ کی تائید پر علامت ہے تو دراصل اس معجزے کو ظاہر کر کے اللہ بھی یہ فرماتا ہے کہ ''صدق عبدی'' وہ معجزہ دراصل اللہ کے اس کلام کے قائم مقام ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ تو اگر جھوٹے کے ہاتھ پر اس کا صدور ہو جائے تو اللہ کی طرف سے یہ اس جھوٹے کی صداقت کا اعلان ہوگا جو مستلزم کذب وھو محال علی اللہ۔ لہٰذا جھوٹے کے ہاتھ معجزہ کا صدور نہیں ہو سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ معجزہ نبی کا اپنا کسب ہوتا اور اپنے اختیار سے ہوتا تو جھوٹے کے ہاتھ پر اس کا صدور اللہ کے کذب کو کیسے مستلزم؟ اللہ تو بندے کے کسب و اختیار کا ذمہ دار نہیں۔ معلوم ہوا کہ خرق عادۃ میں خلق و فعل دونوں اللہ کے ہاں بندہ محض واسطہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی ذمہ داری کی نسبت براہ راست اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆

یہ عقیدہ معتزلہ قدریہ فلاسفہ اور مبتدعین کا ہے

سابقہ تفصیل کے بعد یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ قرآن وسنت کی نصوص کے علاوہ تیسری صدی ہجری سے لیکر چودھویں صدی ہجری تک تمام محدثین، مفسرین، آئمہ خصوصا متکلمین کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ خرق عادۃ خواہ معجزہ ہو یا کرامت اس میں بندے کا کوئی کسب کوئی قدرت واختیار نہیں۔ بلکہ یہ خالصتہ اللہ کا فعل اس کی قدرت ہے جسے اس نے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں پر ظاہر کردیا۔ اب اس کے مقابلے میں مبتدعین میں سے سابقہ ادوار میں یہ نظریہ معتزلہ اور قدریہ کا تھا کہ خرق عادۃ بندے کے اختیار میں ہے اور موجودہ دور میں سیفی وبریلوی مبتدعین کا ہے اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاگرد امام قاضی ابوبکر محمد بن طیب بن باقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۳ھ نے معجزات وکرامات کے عنوان پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے:

''کتاب البیان عن الفرق بین المعجزات والکرامات والحیل والکہانۃ والسحر والنارنجات''

یہ آپ کی زندگی کی آخری تصنیفات میں سے ہے جیسا کہ محقق کتاب نے اس پر کلام کیا۔ اس میں آپ نے ایک فصل قائم کی اس میں فرماتے ہیں:

فصل فی الرد علی المعتزلۃ والقدریۃ

اعلموا وفقکم اللہ ان جمیع ھذا الذی استدللنا بہ علی امتناع دخول معجزات الرسول تحت قدر العبد غیر مستقیم ولا مستمر علی اصول المعتزلۃ القدریۃ لامور قد ذکرناھا وبیناھا فی غیر ھذا الکتاب ۔(کتاب البیان، ص ٦٦)

اسی طرح شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۹۷ھ لکھتے ہیں:

وانکار اھل الجھل والبھتان وقوعھا علی ید الاموات لاعتقادھم الفاسد ان الفاعل ھو صاحب الکرامۃ وقد علمت بطلانہ وانہ مبنی

علی قاعدۃ اهل الاعتزال والملاحدۃ۔
(السھم القوی فی نحر کل غبی وغوی ،ص ۱۷۲)

جاہل اور بہتان تراش لوگوں نے مرنے کے بعد اولیاء اللہ سے کرامات کے صدور کا انکار کیا ہے کیونکہ ان کا فاسد و باطل عقیدہ یہ ہے کہ کرامت کے صدور میں خود صاحب کرامت فاعل ومختار ہے تو جب ہو مر گیا تو کرامت کیسے صادر ہوگی حالانکہ اس قول کے بطلان کو تو جان چکا ہے ثانیا یہ اعتراض معتزلہ کے اصول پر مبنی ہے (جو ولی کو اس باب میں کاسب مانتے ہیں)۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۰ھ لکھتے ہیں کہ

واعلم ان لمن ینکر النبوۃ شبہات فی دلالۃ المعجزۃ علی صدق النبی فالاولی انہ یحتمل ان یکون المعجزۃ فعلا للرسول لافعلا للحق تعالی و انما یقدر علیہا مع عجز غیرہ عنہا ۔(النبراس ،ص ۴۳۴)

جان لیجئے کہ جولوگ نبوت کے منکر ہیں انکے معجزہ پر جوکہ نبی کی نبوت کے صدق پر دلالت کرتا ہے چند شبہات ہیں اول یہ کہ ممکن ہے کہ یہ معجزہ رسول کا فعل ہو نہ کہ اللہ کا رسول اس پر قادر ہے ہاں اس موقع پر دوسرے اس پر قادر نہیں تو جب معجزہ رسول کا فعل ہے اللہ کا نہیں تو اللہ کی طرف سے صدور معجزہ اس کی نبوت کی صداقت پر دلیل بھی نہ ہوا۔

سیفی حضرات کے بزرگ مولانا غلام حضرت صاحب فرماتے ہیں:

مبحث خامس ذکر دہ کرامت بعد الوفات او مسئلہ دا چی کرامت د دوی پہ اختیار کی دہ او کہ نہ پہ مینح مینح کی نصوص د فقہا راشی چی بعضی اوقاتو کی دا اختیاری وی۔
(تشریحات نابغہ ،ص ۷۸)

پانچویں بحث بعد از وفات کرامات کے بیان میں اور یہ کہ کرامت آیا ولی کے اختیار میں ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ میں دونوں قسم کی نصوص وارد ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کرامات اولیاء اللہ کے اختیار میں ہیں۔

مشہور بدزبان شر پسند بھگوڑا سیفی مولوی عبدالخالق سیفی لکھتا ہے:

مونزاہل السنت والجماعت داعقیدہ لروچہ بعض اوقات کرامت اومعجزہ دولی اونبی پہ اختیار کی وی پہ خپلہ خونبہ یی صادرہ وی۔

(عقیدہ ناجیہ،ص ۴۱، مطبوعہ پشین بلوچستان)

ہم اہل السنۃ والجماعۃ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بعض اوقات کرامت اومعجزہ ولی اور نبی کے اختیار میں ہوتا ہے اپنی خوشی ومرضی سے اس کو صادر کرتے ہیں۔

بعینہ یہی عقیدہ پیر صاحب کا ہے کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ بعض کرامات ولی کے اختیار میں ہیں اور ان کا اختیار بمعنی استطاعت ہے لیکن نہ معلوم کونسے اصولوں سے معجزات کو اس سے خارج کرتے ہیں؟۔

یہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے بعد پورے پاکستان سے صرف ایک شخص نے پیر صاحب کو مبارک بادی اور وہ تھا عبدالخالق سیفی۔ پیر صاحب خود غور فرمائیں کہ وہ کن کی ترجمانی کر رہے ہیں؟۔

چیلنج: باقی رہا مولوی عبدالخالق سیفی جیسے لوگ تو میرا ان کو کھلا چیلنج ہے عادۃ تو قیامت تک تمہاری جرأت نہیں لیکن کرامۃ اپنے زندہ مردہ ولیوں کو جمع کرو اور میرے ذکر کردہ دلائل کا رد کرو۔

فهل من مبارز۔ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ-اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔

من جنس مقدور العبد کی وضاحت

ہماری بعض علم کلام کی کتب میں معجزات کی دو اقسام کا ذکر کیا گیا ہے ایک غیر جنس مقدور العبد جیسے مردے کو زندہ کرنا قلب اعیان اور کہا گیا کہ اس پر بندے کو سرے سے کوئی اختیار نہیں یہ خالصتہ اللہ کا فعل ہے۔اور دوسری قسم میں جنس مقدور العبد اور کہا گیا کہ یہ انسان کی قدرت میں داخل ہے۔اس سے پیر صاحب اور موجودہ دور کے بعض مبتدعین کو یہ شبہ لگا کہ شائد معجزات کی بعض اقسام نبی کی قدرت کاسبہ میں داخل ہے۔حالانکہ یہ سراسر سوفہم ہے۔

دراصل متکلمین کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خرق عادۃ دو طرح سے ہے ایک تو وہ جو انسان کے بالکل دائرہ اختیار سے باہر ہے انسان کسی صورت اس پر قادر نہیں ہوسکتا جیسا کہ مردے کو زندہ کرنا یا تخلیق حیوانات وغیرہ دوسری قسم وہ ہے جو فی نفسہ قطع نظر قرائن خارجہ وموانع وہ انسان کی قدرت میں داخل ہوسکتی ہیں اور انسان اس کو کرسکتا ہے جیسا کہ پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنا یا مسافت بعیدہ طے کرنا لیکن جب یہ چیزیں بطور معجزہ نبی کو ملیں تو اس خاص صورت میں اب یہ مقدورات بھی انسان کی طاقت اور کسب سے خارج ہوگئی ہیں اور انسان اب ان امور کو انجام دینے سے بھی عاجز ہوگا۔

چنانچہ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ کی عبارت ماقبل میں گزری:

احدھا مایخرج جنسه عن قدرۃ البشر کاختراع الاجسام وقلب الاعیان واحیا الموتی فقلیل ھذاو کثیرہ معجزہ لخروج قلیله عن القدرۃ کخروج کثیرہ عنھا۔والقسم الثانی مایدخل جنسه فی قدرۃ البشر لکن یخرج مقدارہ عن قدرۃ البشر کطی الارض البعیدۃ فی المدۃ القریبۃ فیکون معجزا لخرق العادۃ ۔واختلف المتکلمون فی العجز منه فعند بعضھم ان ماخرج عن المقدرۃ منه یکون ھو العجز خاصۃ لاختصاصه بالعجز وعند الآخرین منھم ان جمیعه یکون معجزا لاتصاله بمالا یتیمیز منه ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۱ مکتبہ رشیدیہ لاہور)

ان میں سے ایک وہ ہے جس کی نوع انسانی قدرت سے باہر ہو جائے، جیسے اجسام کو پیدا کرنا، قلب اعیان (چیزوں کی حقیقت تبدیل کر دینا) اور مردوں کا زندہ کرنا، تو اس جیسے افعال کا قلیل اور کثیر بندے کو عاجز کرتا ہے، کیونکہ اس کا قلیل کثیر کی طرح بندے کی قدرت سے خارج ہے۔ دوسری قسم یہ ہے جس کی نوع بندے کی قدرت میں ہوتی ہے، لیکن اس کی مقدار انسانی قدرت سے باہر ہوتی ہے، جیسے دور زمین کو چند لمحوں میں طے کرنا، یہ معجزہ ہے خرق عادت ہونے کی وجہ سے۔ پھر متکلمین کا آپس میں قسم ثانی سے عاجز ہونے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ جتنی مقدار انسانی قدرت سے باہر ہے بس وہی معجزہ ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ قسم ثانی تمام معجزہ کہلائے گا۔

یعنی جو مقدور عبد ہے اس کی جنس تو انسان کی قدرت میں ہے جیسے زمین پر چلنا یہ انسان کے بس میں ہے لیکن وقت قلیل میں کثیر مقدار کو طے کرنا یہ انسان کے بس میں نہیں تو اب اس میں اختلاف ہوا کہ ایسی صورت میں یہ جو مقدور انسان کے بس میں نہیں اسی کے مثل سے بندہ عاجز ہوگا یا پوری نوع سے تو بعض نے کہا کہ اسی کے مثل یعنی جتنا طے ارض بطور معجزہ و کرامت حاصل ہوا اس کے مثل سے انسان عاجز ہوں گے اور بعض نے کہا کہ نہیں اب مطلقا طے ارض سے ہی عاجز ہوں گے۔

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکا جواب یوں دیتے ہیں کہ:

”آئمہ دین اس عبارت میں جو چیز بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک قوم نے معجزہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ معجزہ ایسی چیز ہے جس پر نبی اللہ کو قدرت نہیں ہوتی کیونکہ اگر ان کے مقدور میں معجزہ ظاہر ہو تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے عمل تصدیق نہ ہوگی جو قولی تصدیق کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ اس میں یہ احتمال اور شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ خود نبی کا مقدور ہو اور اس میں معجزہ پایا جائے تو یہ معجزہ نہیں ہوگا اور نہ اس کو اللہ کی طرف سے عملی اور فعلی تصدیق کہا جا سکتا ہے جو بالآخر و بالمآل قولی تصدیق کے قائم مقام ہے کیونکہ یہ تو

مقدور نبی میں صادر ہوا ہے تو بعض آئمہ نے اس شرط کو رد کرتے ہوئے یہ جواب دیا کہ معجزہ مثال مذکور میں ہوا پر اڑنے اور صعود کی حرکت نہیں جو بخلق اللہ مقدور نبی ہے بلکہ معجزہ اس مثال میں نفس قدرت ہے اور وہ مقدور نبی نہیں ہے اور معجزہ بھی صرف وہی ہوتا ہے جو مقدور نبی نہ ہو اور دوسرا گروہ آئمہ کرام کا یہ ارشاد فرماتا ہے:

ان النفس هذه الحركة معجزة من جهة كونها خارقا للعادة ومخلوقة الله تعالى وان كانت مقدورة لنبى الله تعالى وهو الاصح۔ (ص٦٦٦)

یہ نفس حرکت ہی معجزہ ہے اس لئے کہ وہ خارق عادۃ فعل ہے اور اللہ تعالی کا پیدہ کردہ ہے اگرچہ وہ عادۃ نبی اللہ کے مقدور میں بھی ہے مگر معجزہ کی صورت میں نبی کے قصد واختیار کا دخل نہ ہوگا یہی صحیح بات ہے۔

اور ماتن یہ بیان کر چکے ہیں کہ نبی کا کسی چیز پر قادر ہونا اور دوسروں کا عادۃ قادر نہ ہونا یہی معجزہ ہے کیونکہ معجزہ کے اندر خرق عادۃ کی شرط ہے اور وہ اس صورت میں پوری ہوجاتی ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ خرق عادۃ اور معجزہ کس کا فعل ہے؟ اور اس میں کس کا کسب واختیار نافذ ہے تو اس کو وہ پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ معجزہ کی پہلی شرط ہی یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالی ہی کا فعل ہوتا ہے اور بس۔ اس عبارت سے یہ ثابت کرنا کہ معجزہ نبی کا مقدور ہوتا ہے اور ان کے کسب واختیار کا اس میں دخل ہوتا ہے ایک عجیب اور انوکھی جہالت ہے اور علما کرام کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے جہل مرکب کا شکار ہونا ہے معجزہ کا مقدور نبی ہونا اور چیز ہے اور مقدور نبی میں معجزہ کا تحقق اور چیز ہے و بینهما بون ہی وہ تحقیق انیق ہے جس کے بل بوتے پر مولف نور ہدایت گویا یوں کہتے ہیں کہ

پکڑ کر لایا ہوں میں شیر تحقیق تم اپنے فیل معنی کو نکالو

(راہ ہدایت، ص ۴۲، ۴۳)

شرح مواقف میں ہے:

الشرط الثانى أن يكون (المعجز) خارقا للعادة إذ لا إعجاز دونه

فإن المعجز ينزل من الله منزلة التصديق بالقول كما سيأتي وما لا يكون خارقا للعادة معتادا كطلوع الشمس في كل يوم وبدو الأزهار في كل ربيع فإنه لا يدل على الصدق لمساواة غيره إياه في ذلك حتى الكذاب في دعوى النبوة (وشرط قوم) في المعجز (أن لا يكون مقدورا للنبي) إذ لو كان مقدورا له كصعوده إلى الهواء ومشيه على الماء لم يكن نازلا منزلة التصديق من الله تعالى (وليس بشئ لأن قدرته مع عدم قدرة غيره عادة معجز) قال الآمدي هل يتصور كون المعجزة مقدورة للرسول أم لا اختلفت الأئمة فيه فذهب بعضهم إلى أن المعجز فيما ذكر من المثال أوليس هو الحركة بالصعود أو المشي لكونها مقدورة له بخلق الله فيه القدرة عليها إنما المعجز هناك هو نفس لقدرة عليها وهذه القدرة ليست مقدورة له وذهب آخرون إلى أن نفس هذه الحركة معجزة من جهة كونها خارقة للعادة ومخلوقة لله تعالى وإن كانت مقدورة للنبي وهو الأصح۔

(شرح المواقف، ج ۸، ص ۲۴۷)

خلاصہ کلام یہ کہ دوسری شرط یہ ہے کہ (معجزہ) خلاف عادت ہو، کیونکہ اس کے بغیر کوئی اعجاز نہیں ہوسکتا، کیونکہ معجزہ خدا کی طرف سے (مدعی رسالت کے قول) کی تصدیق کے لیے نازل ہوتا ہے۔ (ایک قوم نے یہ شرط لگائی کہ) (کہ معجزہ نبی کی قدرت میں نہ ہو) کیونکہ اگر اس کے لیے یہ ممکن ہوتا جیسا کہ وہ ہوا میں چڑھتے اور پانی پر چلتے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق کے بمنزلہ نہ ہوتا۔ (اور یہ شرط ٹھیک نہیں کیونکہ دوسروں کا عادتاً قدرت نہ ہونے کے ساتھ اس کی قدرت ہونا بھی ایک معجزہ ہے) آمدی نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ رسول کے لیے معجزہ اس کے مقدور میں ہو یا نہیں؟ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے اور بعض نے کہا کہ جو معجزہ مثال سے بیان کیا گیا ہے، وہاں عاجز کرنے والا ہوا میں چڑھنا یا پیدل چلنا نہیں ہے، کیونکہ یہ اس کی قدرت میں ہے اللہ تعالیٰ کے اس بندے میں قدرت کے پیدا کرنے کی وجہ سے جب

چاہے، لیکن وہاں معجزہ نفس قدرت ہے اور یہ نفس قدرت اس کے بس میں نہیں اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرکت خود ہی معجزہ ہے کیونکہ یہ خارق عادت ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فان قیل فکم الاعجاز علی ضرب؟

فالجواب:ھوعلی ضربین کماقاله الشیخ فی الباب السابع والثمانین ومائة (الاول)ان یمکن صرفه فیدعی فی ذالك ان الذی ھو مقدور لکم فی العادة اذا تیت به دلیل علی صدق دعوی۔ فلان الذی ارسلنی یصرفکم عنه فلاتقدرون علی معارضته وکل من کان فی قدرته ذالك یجد العجز فی ذالك الوقت فلایقدر علی اتیانه بما کان قبل ھذه الدعوی یقدر علیه وھذاانفع للنفس فی الصرف۔ (الضرب الثانی)ان یاتی بامر لایکون فی مقدور البشرولا یقدر علیه الاالله کاحیا الموتی ولکن الوصول الیه علی طریق العلم انه حی فی نفس الامر عزیز لایدرکه الااھل الکشف منافاذارائینا عصاموسی حیة وعصی السحرةحیات و لم یفرق العامة بین الحیتین فلھذا کان الوصول الی علم ذالك عزیزا جدا۔

(الیواقیت والجواہر،ص ۲۸۶)

فِعل اور فَعل کا مغالطہ

پیر صاحب نے مبادیات کے مناظرے میں اپنے ایک شاگرد کی طرف سے دی گئی پرچی کی بنیاد پر یہ کہا کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ ''المعجزة فعل الله'' یہ فِعل نہیں فَعل ہے اگر اسکو فِعل مانو گے تو یہ کفر وشرک ہے پیر صاحب کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

''اغہ غامض بحث داد ے مولوی عبدالرحمن صیب چہ تاسو اووے چہ کرامت او معجزہ فعل دا اللہ د ے کہ ستاسو دا عقیدہ وی چی کرامت و معجزہ فعل دا اللہ د ے نودا شرک وکفر راغلے د ے داما سنگا اوی چی کفر راغلے دا فِعل ند ے دا فَعل د ے (شرارتی شاگرد کی طرف سے اس موقع پر سبحان اللہ کا نعرہ) خہ دا فَعل د ے''۔ انتہی کلامہ

ترجمہ: یہاں ایک دقیق بحث ہے مولوی عبدالرحمن صاحب!!! کہ آپ نے کہا کہ کرامت اور معجزہ یہ اللہ کا فعل ہے اگر آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ کرامت اور معجزہ اللہ کا فعل ہے تو یہ شرک وکفر ہے میں نے یہ کیوں کہا؟ اس لئے کہ یہ فِعل نہیں فَعل ہے۔

جواب: حقیت یہ ہے کہ یہ حضرت پیر صاحب کی بدترین لاعلمی اور قبیح ترین مغالطوں میں سے ہے۔ موصوف نے محض اپنی عادت مغالطہ دہی کو تسکین دینے کیلئے کئی اکابر کو کفر کے گھاٹ اتار دیا۔ (معاذ اللہ) اور خود بھی مناظرے میں اسکو بار بار فِعل بکسر الفا پڑھ کر اسی کفر وشرک کا ارتکاب کیا۔ معاذ اللہ من سوالفہم۔ مجلس مبادیات میں بار بار حضرت مفتی صاحب کی طرف سے پیر صاحب کو کہا گیا کہ دعوے میں اس کو لکھیں کہ یہ کفر وشرک ہے مگر پیر صاحب اس سے کتراتے رہے پھر میدان مناظرہ میں بھی مفتی صاحب نے پیر صاحب کو متوجہ کیا کہ اس اعتراض کو پیش کریں ہم اس کا جواب آپ کو دیں گے مگر حیرت انگریز طور پر پیر صاحب نے میدان مناظرہ میں اس اعتراض کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

مبادیات کی اس مجلس میں تو پیر صاحب اپنے اس دوست نما دشمن ناہنجار شاگرد کی باتوں میں آگئے لیکن ایسا لگتا ہے کہ بعد میں پیر صاحب نے خود بھی اس پر غور کیا ہوگا اور اس

مغالطے کو تارعنکبوت سے بھی کمزور سمجھا ہوگا اسی لئے حیرت ہے کہ مناظرے میں اس اعتراض کو پیش نہ کیا گیا۔لیکن کہیں کسی اور موقع پر پیر صاحب پھر یہ مغالطہ کسی اور کو نہ دیں ہم اس پر تفصیلی کلام کرنا چاہتے ہیں۔اور قریبا۸ جوابات اس کے دیں گے۔

پہلی بات تو یہ کہ اس موقع پر پیر صاحب نے اجھوری رحمۃ اللہ علیہ،لامیشی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا اور ان کی کتب کا نام لیا ان تینوں کتب میں ہمیں یہ نہیں ملا کہ ف،ع،ل بکسر الفا اللہ کی طرف نسبت کرو گے تو کفر وشرک لازم آئے گا۔اگر ایسا ہے تو واضح کیا جائے کہ کس بحث کے تحت انہوں نے یہ کلام کیا ہے؟ بلکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' میں ''الصفۃ الاولیٰ'' کے ضمن میں قدرت کا معنی ہی فعل کیا ہے کہ عالم ایک فعل محکم،مظبوط نظام اور ایسا فعل محکم یقینا کسی فاعل قادر ہی سے صادر ہوسکتا ہے:

لان العالم فِعْل'' مُحْکَم'' ۔۔کل فعل محکم فهو صادر من فاعل قادر والعالم فعل محکم فهو اذن صادر من فاعل قادر ۔

(الاقتصاد،ص ۱۴۹،مکتبۃ الاحرار پشاور)

کسی میں جرات ہے تو یہاں ''فِعل محکم '' جو اللہ کا ہے اسے ''فَعل'' کے معنی میں لیکر دکھائے، کیونکہ اگر یہ فَعل ہو جائے گا تو عالم قدیم ہو جائے گا کیونکہ فَعل بمعنی تکوین تو اللہ کی صفت ہے۔بہرحال جب یہ فِعل ہے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ سے صادر ہوا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تو فِعل بکسر الفا کی نسبت اللہ کی طرف کررہے ہیں۔اب یہ کتنا ظلم ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیکر کہا جائے کہ وہ تو اسے کفر کہتے ہیں؟ اسی لئے حضرت مفتی ندیم صاحب بار بار فرماتے رہے کہ ہر بات ہر وقت مستحضر نہیں رہتی آپ حوالے مت دیں کیونکہ حوالے ہمارے سامنے نہیں ہم اس کی تصدیق یا سیاق وسباق کو دیکھ کر معانی ومفہوم کی تعیین سے قاصر ہیں۔مگر پیر صاحب کہتے کہ:

''دیکھو تم حوالوں سے ڈرتے ہو''۔

بالکل اس قسم کے جعلی حوالوں سے ہم ڈرتے ہیں کیونکہ آپ کی ذات پر اعتماد کر کے ان جعلی حوالوں کو کسی نے سچ مان لیا تو اس کی گمراہی کا ذمہ دار کون ہوگا؟

ہمارے مطالعہ کی حد تک بفتح الفا کی تصریح صاحب نبراس نے کی ہے لیکن یہ بحث کہ ’’بفتح الفا جو ابداع ،انشاء،اختراع کے معنی میں ہے‘‘ وہ تکوین کی بحث کی ضمن میں آتا ہے اور اسی فَعل بفتح الفا کو تکوین سے تعبیر کیا جاتا ہے جسے پیر صاحب بار بار قدرۃ کے تحت مان کر اشاعرہ کے مذہب کی طرف چلے گئے الا یہ کہ ہم حسن ظن رکھتے ہوئے اسے اختلاف لفظی پر محمول کریں۔

پیر صاحب محترم اپنی اس غلط فہمی کو دور کر دیں کہ دنیا میں علم کلام صرف انہوں نے ہی پڑھا ہے اور باقی شائد آلو چھولے کی ریڑھی لگاتے ہیں الحمدللہ ہم جیسے طلبا ابھی زندہ ہیں۔جنہیں مطالعہ کا ذوق اب بھی ہے۔بہر حال ہم جواب کی طرف آتے ہیں۔

پہلا جواب: موصوف کی یہاں فَعل سے مراد خلق ہے یعنی معجزہ اللہ کا فعل بمعنی خلق ہے۔خالق اس کا اللہ ہے تو اس معنی میں کاسب پھر بندہ ہوا تو پھر معجزے پر بھی نبی کو مختار مانو کیونکہ وہاں بھی اسی فَعل کی نسبت ہے تو جب فَعل اللہ کا ہوا تو فِعل پھر بندے کا ہوگا اور نبی معجزہ کا کاسب ہوگا معاذ اللہ۔وہاں نبی کے اختیار کی نفی کیوں کرتے ہو؟ یہ لوگ اس موقع پر اپنے دروس میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں:

فعل العبد یسمی کسبا لا خلقا وفعل الحق یسمی خلقا لا کسبا والفعل یتناولهما۔(مسائل الاختلاف بین الاشاعرۃ والماتریدیۃ،ص ۷۳)

تو جب اللہ کے فعل کا معنی صرف وصرف خلق ہے تو پھر تمام معجزات وکرامات کا کاسب تو بندہ ہوا اور گویا کرامت ومعجزہ معاذ اللہ بندے کے افعال اختیاریہ میں سے ہو گئے تو آپ پھر تمام معجزات اور بعض کرامات پر بندے کو کاسب کیوں نہیں مانتے؟

یہ بھی یاد رہے کہ اس عبارت میں ہے کہ فعل کا لفظ دونوں معانی کسب وخلق کو شامل ہے کہیں بھی دونوں کیلئے بفتح الفا یا بکسر الفا کی تفریق نہیں کی۔

نیز آئمہ نے جو معجزات کی دو اقسام ذکر کی ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جو جنس مقدور بشر میں سے ہے ہی نہیں اس پر صرف اللہ قادر ہے وہاں فعل کا معنی کیا کرو گے؟

دوسرا جواب: اگر یہ فَعل بمعنی تکوین ہوتو اس کی جمع نہیں آنی چاہیئے کیونکہ اللہ کی صفات کی جمع نہیں ہے حالانکہ علم الکلام کی کتب میں یہ جمع بھی استعمال ہوا ہے مثلا:

افعال اللہ۔(عمدۃ المرید،ص ۵۲۰)

شیخ رشی آل نزار معجزہ کی پہلی شرط لکھتے ہیں:

احداھا ان تکون فِعلا من افعال اللہ۔(البدر الانور،ص ۳۱۱)

معجزہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ کے افعال میں سے ایک فعل ہو۔

یہ وہی رشی ہیں جن کو پیر صاحب محمد بن عبد الوہاب نجدی مرحوم کے رد میں ''امت کا بزرگ وا کابر'' بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پیر صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ شرح عقائد اعراب والی پڑھیں تو وہاں ''فَعل'' لکھا ہوگا تو یہ کتاب بھی معرب ہے اور یہاں صاف فعل کی فا کے نیچے کسرہ لگا ہوا ہے۔

تیسرا جواب: اگر یہ فَعل بمعنی تکوین ہوتو پھر اس کا قسیم نہیں آنا چاہیئے حالانکہ اس کا قسیم علم الکلام میں موجود ہے چنانچہ جس نے بھی معجزہ پر بحث کی ہے تو کئی حضرات نے یہ وضاحت کی ہے کہ معجزہ یا تو فعل ہوگا اللہ کا یا ترک یا قول۔ اور ترک کی مثال میں نار ابراہیم کو پیش کیا۔ کما فی المسامرۃ،ص ۱۹۹،مکتبہ معروفیہ۔

امام ابن بزیزہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

المعجزۃ کما تکون فعلا خارقا للعادۃ کذالك یصح ان تکون منعا من الفعل المعتاد۔(الاسعاد شرح الارشاد،ص ۴۹۹)

چوتھا جواب: کئی اکابر نے اس کا معنیٰ ''کار، کام'' سے کیا ہے جو اس باب میں صراحت ہے کہ یہ فَعل نہیں فِعل ہے۔ ملاحظہ ہو:

''احسن المواعظ،ص ۶۳، دروس افغانی،ص ۱۹۷''۔

پانچواں جواب: اگر یہ فعل بمعنی صفت تکوین ہوتا تو اس کا قائم مقام نہ ہوتا کیا اللہ کی صفت کا بھی معاذ اللہ کوئی قائم مقام ہے؟ حالانکہ شرح مقاصد میں ہے:

ولھذا قال الشیخ ابو الحسن ھی فعل من اللہ تعالی او قائم مقام

الفعل ۔(شرح المقاصد، ج ۳،ص ۲۷۴)

امام بزیزہ رحمۃ اللہ علیہ امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان الاعجاز انماوقع فی هذه الصورة بالمنع من القیام هولیس بفعل بل قام مقام الفعل (الاسعاد،ص ۵۰۰)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

ان تکون من فِعل الله تعالی او قائما مقام فِعله۔

(الاشارۃ فی اصول الکلام،ص ۲۷۵، دارالاکابر للنشر والتوضیع)

ہمارے پاس اس کا جو نسخہ ہے اس کے دو محقق ہیں محمد صبحی العابدی اور ربیع العابدی اور پیر صاحب کے اعراب والے اصول کے تحت دونوں نے یہاں فا کے نیچے کسرہ لگایا ہوا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی عبارت مکمل اعراب بمع فا کے کسرہ کے ساتھ امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۳ھ کی کتاب ''المختصر الکلامی،ص ۹۳۳ مطبوعہ کویت'' میں بھی موجود ہے۔

امام ابی بکر محمد بن عبد اللہ المعافری الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

فِعلا له او ما مقام الفِعل ۔(الکتاب المتوسط فی الاعتقاد،ص ۳۳۹)

یہاں پر بھی اعراب لگا ہوا ہے۔

امام آمدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۱ھ لکھتے ہیں:

ان تکون من فعل الله تعالی وخلقه او قائمة مقام فِعله۔

(ابکار الافکار فی اصول الدین،ص، ج ۴،ص ۱۸)

یہاں پر بھی ف کے نیچے کسرہ لگا ہوا ہے۔

چھٹا جواب: امام ابی بکر محمد بن عبد اللہ المعافری الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۲ھ نے تو صاف وضاحت کی ہے کہ یہ معجزہ حادث ہوگا کیونکہ اگر اس کو قدیم مان لیں جیسا کہ پیر صاحب نے کہا کہ یہ فَعل اللہ ہے یعنی تکوین اور اللہ کی صفت ہے اور وہ قدیم ہے تو اس معجزہ نے تو نبی کی نبوت کی صداقت پر دلیل بننا تھا تو دلیل مدلول ایک ساتھ ہوتے ہیں تو اب دلیل تو نبی سے پہلے ہوا اور نبی اس کے ہزاروں سال بعد آئے تو یہ قلب حقیقت ہوگا۔

(ملاحظہ ہو: الکتاب المتوسط فی الاعتقاد، ص ۳۳۹)

ساتواں جواب: امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۳؁ھ نے تو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صاف تصریح کی ہے:

الاول فی الارشادان تکونَ فِعلاً لِلّٰہ تعالی لاصفةً قدیمةً اذ لا اختصاص للصفة القدیمة ببعض المحدثین۔

(المختصر الکلامی، ص ۹۳۴، بتحقیق نزار حماد، مطبوعہ کویت)

معجزہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کا فعل ہو نہ بمعنی صفت قدیمہ۔ لیجئے جواب دیں کیا امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مشرک وکافر ہیں؟ اس صریح حوالے کے بعد بھی کوئی شک وشبہ رہ جاتا ہے کہ یہ فِعل ہے یا فَعل؟

امام ابن بزیزہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۲؁ھ لکھتے ہیں:

قال الامام رحمه الله لایجوز ان تکون المعجزة صفةقدیمة قلت یتوجه علی هذا الکلام سوال وهوان یقال ان کان القرآن عندکم قدیما،فکیف یصح ان یکون معجزة للنبی ﷺ ومن شان المعجزة ان تکون فعلا۔ (الاسعاد، ص ۵۰۲)

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں کہ معجزہ صفت قدیمہ ہو۔ میں یعنی امام بزیزہ کہتا ہوں کہ اس صورت میں ہم پر ایک اعتراض وارد ہوگا کہ قرآن اگر آپ کے نزدیک قدیم ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ نبی کیلئے معجزہ ہو کیونکہ معجزہ کی شان تو یہ ہے کہ وہ فِعل ہو (نہ کہ فَعل صفت قدیمہ تکوین)۔

ابومہدی عیسی بن عبدالرحمن السکتانی المراکشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۲؁ھ لکھتے ہیں:

اَلْمُعْجِزَةُ فِعْلُ اللهِ وَمِنْ جُمْلَةِ الْعَالَمِ ۔

(التحفۃ المفیدۃ فی شرح العقیدۃ الحفیدۃ، ص ۱۲۰)

یہاں پر بھی فِ کے نیچے کسرہ ہے اور صاف لکھا ہے کہ اللہ کا فعل ہو کر من جملہ عالم میں سے ہے نہ کہ صفت تکوین میں سے۔

امام ابن تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۵۸ھ لکھتے ہیں:

وشرط المعجزة ان تکون فعلاللہ تعالی خارقا والقدیم لایکون مفعولا۔ (شرح معالم اصول الدین، ص ۵۰۳)

لیجئے جناب اگر یہ فِعل نہیں فَعل ہوجائے پھر تو مفعول کو قدیم ماننا پڑے گا جو کہ کفر ہے۔

آٹھواں جواب: بعض کتابوں میں صراحت ہے کہ یہ اللہ کا فعل ہے نہ کے بندے کا تو اگر یہ فَعل ہوتا تو بندوں کے فِعل کی نفی اور اس کے مقابل میں اس کو پیش کرنے کی کیا توجیہ ہے؟

من فعل اللہ لامن فعل العبد۔ (شرح المواقف، ج ۸، ص ۱۷۸)

فعل اللہ لافعل العبد۔ (التمہید لاصول الدین، ص ۶۹)

نواں جواب: ہمارے آئمہ نے اس موقع پر قیام وقعود کی مثالیں دے کر صاف تصریح کی ہے کہ یہ فعل ہے نہ کہ فَعل بمعنی صفت تکوین چنانچہ امام ابن بزیزہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۲ھ فرماتے ہیں:

قال المحققون المعجزة امر خارق للعادة مقرون بالتحدی مع عدم المعارضة وقال بعضهم فعل خارق مقرون بالتحدی مع عدم المعارضةوالعبارةالاولی احسن ۔لان قولنا امر یشتمل الفعل و نقیضه ،لان المعجزة کماتکون فعلاخارقاللعادة کذالك یصح ان تکون منعا من الفعل المعتاد،اذلو قال فی معجزة لایقدر واحد من اهل هذاالاقلیم علی القیام فی هذا الیوم وهومن شانهم لکان ذالك معجزةٗ صحیحة ۔وقد اختلف ایمتنافی هذه الصورة فقال شیخ ابی الحسن الاشعری وغیره من متاخری المحققین ان الاعجاز انماوقع فی هذه الصورة بالمنع من القیام وهولیس بفعل،بل قام مقام الفعل،وقال غیره بل الاعجاز فیهابالفعل وهو القعودالمستمر الحاصل مع محاولة القیام المقدور،وهوالاختیار الامام ۔

(الاسعاد فی شرح الارشاد، ص ۴۹۹، ۵۰۰)

یعنی معجزہ امر خارق کوئی فعل بھی ہوسکتا ہے اور اس کی نقیض یعنی عدم فعل معتاد بھی جیسے کوئی کہے کہ میرا معجزہ یہ ہے کہ آج اس شہر کے لوگ میں سے کوئی بھی کھڑا ہونے پر قادر نہیں اور نہ کھڑا ہوسکتا ہے تو معجزۃ اس کا صدور درست ہے پھر ائمہ کے اس میں اختلاف ہوا کہ اس خاص صورت کو کس لفظ سے تعبیر کیا جائے گا؟ تو امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ اور متاخرین متکلمین اس طرف گئے کہ یہ صورت فعل کی نہیں بلکہ قائم مقام فعل کی ہے۔ اور بعض دیگر اس طرف گئے کہ نہیں اس میں معجز فعل ہے اور وہ ان کا کھڑا نہ ہو کر بیٹھے رہنا ہے۔ (ملخصا)

اب اگر یہ فعل ہے تو کوئی ہمیں جواب دے کہ کیاں قیام وقعود صفت تکوین ہیں؟

دسواں جواب: امام صابونی متوفی ۵۸۰ھ فرماتے ہیں کہ ماتریدیہ کے ہاں ''فِعل'' لفظ مشترک ہے بندے کے کسب اور اللہ کے خلق دونوں پر حقیقۃً بولا جاتا ہے۔ اب اگر فِعل وفَعل میں کوئی فرق ہے تو دونوں پر حقیقۃ اس کا اطلاق کیسے ہوگا؟ قیامت تک ہم اس سوال کے جواب کے منتظر رہیں گے۔ قال الصابونی: فالحاصل ان الخلق بمعنی الایجاد لفظ خاص لا یجوز اطلاقه الا علی الله والکسب لفظ خاص لا یطلق الا علی الله والفعل اسم عام یشملهما بطریق الحقیقة کاللون یشمل السواد والبیاض وان کان کل واحد منهما ضد الآخر وهذا عندنا
(الکفایۃ، ص ۲۶۸)

پیر صاحب کے شاگرد کے درس کا مختصر ردّ

پیر صاحب کے ایک شاگرد جو مبادیات ومجلس مناظرہ دونوں میں ان کے دست راست ہیں اور اس مسئلہ میں پیر صاحب کو گمراہ کرنے والے یہی صاحب ہیں کا ایک درس بذریعہ واٹس اپ کسی نے بھیجا جس میں موصوف نے جہالتوں کے انبار کے انبار کھڑے کئے ہیں۔ ہم نے مکمل درس نہیں سنا بعض بعض مقامات سے سنا تو معلوم ہوا کہ موصوف اس باب میں نہ صرف نرے گمراہ بلکہ ''سیاہ عامی'' ہیں۔ مختصر تبصرہ ان کے دونوں دروس پر کریں گے۔

دونوں دروس کا سرسری خلاصہ یہ ہے کہ موصوف ہمیں کہتے ہیں کہ:

پہلی بات:

1 کرامت تو حادث ہے۔

2 اور آپ کرامت کو صفت باری تعالی کہہ رہے ہو معا کرامت کو فعل بکسر الفا مقولہ فعل مان رہے ہو جو کہ حادث ہوتا ہے تو باری تعالی کو آپ نے محل حادث مان لیا۔

دوسری بات

1 کرامت حادث ہے.

2 اور آپ اسے فعل بفتح الفا یعنی صفت تکوین وتخلیق کہہ رہے ہو سو آپ نے باری تعالی کو محل حادث مان لیا وذاک باطل

اس کا مختصر پر اثر جواب یہ ہے کہ:

1 ہم کرامت کو حادث کہتے ہیں.

2 کرامت کو صفت باری تعالی نہیں کہتے۔

یعنی فعل بفتح الفا نہیں کہتے ہاں کرامت کو فعل بکسر الفا کہتے ہیں اور فعل بکسر الفا مقولہ فعل تاثیر فی الغیر میں سے اگر مجازی مانا جائے جیسے بندوں کا ہوتا ہے تو غلط ہے اگر حقیقی مانا جائے تو بالکل صحیح ہے۔ جیسے توحید الافعال میں ہم کہتے ہیں کہ اس کا مطلب بندوں کے کاموں میں مؤثر حقیقی باری تعالی کا ہونا ہے سو امور عادی ※ میں اسباب وضعی ※ طبعی ※ عقلی ※ وغیرہ ان سب سے بظاہر وہ بندوں کے افعال لگتے ہیں لیکن مؤثر حقیقی باری تعالی ہوتا ہے۔

اسی طرح امور غیر عادی ※ میں بھی کرامت بظاہر بندہ کا فعل لگتا ہے کیونکہ بندہ سے اس کا صدور نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن مؤثر حقیقی باری تعالی ہی ہے۔

ہاں دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ امور عادی ※ میں بندوں کے کسب و اسباب وضعی ※ طبعی ※ عقلی ※ وغیرہ سے بظاہر وہ بندوں کے افعال لگتے ہیں لیکن مؤثر حقیقی باری تعالی ہوتا ہے اور امور غیر عادی ※ میں اگرچہ بندوں کا کسب نہیں ہوتا لیکن اسباب اور وہ بھی اگرچہ وضعی ※ طبعی ※ عقلی ※ وغیرہ نہیں ہوتے بلکہ اسباب غیر وضعی ※ طبعی ※ عقلی ※ وغیرہ

ہوتے ہیں جس سے بظاہر وہ بندوں کے افعال لگتے ہیں لیکن مؤثر حقیقی باری تعالی ہوتا ہے۔
سوفعل باری تعالی بکسر الفاہم تاثیر حقیقی فی الغیر کے اعتبار سے کہتے ہیں اور یہ تاثیر حقیقی باری تعالی کی صفت تکوین کے تحت آتی ہے جوکہ قدیم ہے۔ ہاں اس کا تعلق امور سے وہ حادث ہے اور جس سے تعلق ہوتا ہے یعنی متعلَّقات باسم المفعول وہ بھی حادث ہیں سو اسی اعتبار سے متکلمین نے اس کا ذکر کیا ہے۔
اس سے زیادہ اور مختصر الفاظ میں فعل اللہ بکسر الفا سے مراد باری تعالی کا مؤثر حقیقی ہونا ہے۔ مزید تفصیل ما قبل صفحات میں گزر چکی ہے۔
روح قبض کرنا باری تعالی کی صفات ذاتی ※ میں سے نہیں ہے لیکن قرآن میں باری تعالی کا فرمان ہے:

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا

اسی طرح:

واللہ خلقکم ثم یتوفاکم

اور پھر اسی توفی کی نسبت باری تعالی نے ملک الموت کی طرف بھی فرمائی ہے:

قل یتوفاکم ملك الموت الذی وکل بکم

2 اولاد عطا کرنا باری تعالی کی صفت ذاتی ※ میں سے نہیں ہے لیکن باری تعالی کا فرمان ہے سو ابراھیم علی ※ الصلو ※ والسلام کا ذکر فرماتے ہوئے باری تعالی فرماتے ہیں:
الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اور پھر اسی اولاد عطا کرنے کی نسبت فرشتہ کی طرف بھی فرمائی ہے:

قال انما انا رسول ربك لاھب لك غلما ذکیا

بلکہ خلق باری تعالی صفت ذاتی ※ میں سے لیکن قرآن میں باری تعالی نے اس کی نسبت پیغمبر کی طرف فرمائی ہے

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر

اب ہم پیر صاحب کے اس ''محقق دوانی'' سے پوچھتے ہیں کہ یہاں آپ کا یہ خود ساختہ

علم الکلام چلے گا؟ کہنے کو ہم بہت کچھ کہہ سکتے ہیں بلکہ آپ کا جومختصر سرسری درس سنا تو اسے کفریات کا مجموعہ بھی کہا جاسکتا ہےلیکن ہم صرف نظر کرتے ہیں اگرعلم کلام برداشت سے باہر ہورہا ہےتو پیر صاحب کے نام پر ہمارے نام کوئی تحریر شائع کریں اور پھر دیکھیں

یار زندہ صحبت باقی

فَعل ماننے والے کافر ہیں الزامی طرز

اگر آپ اس معجزہ کوفَعل مانتے ہیں جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوا تو پھر وہ یہ معجزہ جوفَعل ہو کر قدیم تھا حادث ہوگا کیونکہ فَعل تو صفت تکوین ہے اور معجزہ تو بعد میں نبی کے ہاتھ پر صادر و ظاہر ہوا قدیم و ازلی بھی کبھی حادث کے ہاتھ پر صادر و ظاہر ہوتے ہیں؟ نیز اس صورت میں اللہ کی صفت اللہ کا غیر ہو کر نبی کے ہاتھ میں آجائے گی معاذ اللہ۔ یاد رہے کہ آپ معجزہ پر نبی کو قادر نہیں مانتے گویا اس کی قدرت کاسبہ کے منکر ہیں تو اس صورت میں یہ معجزہ جس کوفعل اللہ سے تعبیر کیا گیا لامحالہ تکوین ہے تو صفت اللہ کی اور ہاتھ پر ظاہر ہو رہی ہے بندے کی؟ یاللعجب۔

چیلنج

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تکوین کی بحث میں یہ ف ع ل بفتح الفا ہی ہے لیکن ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کسی مستند متکلم کا حوالہ دو جس نے معجزہ و کرامت کے بیان میں بھی اس فِعل اللہ کو بفتح الفاذ کر کیا ہو۔ فھل من مبارز۔

کسب کی نفی کرکے جبریہ کا عقیدہ اپنانے کا الزام

پیر صاحب نے مبادیات میں اس اعتراض کو بہت مضبوط بلکہ شاید اپنا سب سے اہم اعتراض مان کر بار بار دہرایا کہ:

''دیکھو مفتی صاحب! آپ جو بندے کے اختیار کا سلب کرتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ آپ سلب کی نفی کرتے ہیں بندے سے باعتبار خلق مگر اب معلوم ہوا کہ آپ تو نفی کر رہے ہیں باعتبار کسب۔ جب آپ نے سلب الاختیار باعتبار کسب کیا تو آپ پر جبر کا عقیدہ لازم ہوا۔ کیا یہ آپ کا عقیدہ ہے کہ کرامت کے طور پر جو صادر ہو رہا ہے اس میں جبر ہے؟

عام حالات میں بندے کے افعال میں کسب و اختیار ہوتا ہے تو جب معجزہ و کرامت اس سے صادر ہوتے ہیں تو کیا اس صدور کے وقت اس پر جبر ہوتا ہے یہ مجبور محض ہوتا ہے؟ بین بین کوئی واسطہ نہیں یا جبر ہوگا یا اختیار جب اختیار کی نفی کردی تو لامحالہ جبر مان لیا''۔

آگے پھر کہتے ہیں:

''معجزہ کی بات نہیں کرتا کرامت کی کرتا ہوں کہ جب بندے کے کسب کو دخل نہیں تو اس کی استطاعت کی نفی کرنی پڑے گی اگر آپ کہیں کہ نہیں استطاعت ہے مگر کسب نہیں تو ایسی چیزوں کو آپس میں جمع کردیا جو بہت بڑے فساد کا ذریعہ آپ کیلیے بن سکتی ہے۔ جب آپ کسب کی نفی کریں گے تو استطاعت کی نفی ہو جائے گی اور استطاعت کی نفی سے جبر متحقق ہوگیا۔ اب وضاحت کرو کہ صدور و ظہور معجزہ کی حالت میں کیا انبیا مجبور ہوتے ہیں؟''

قصہ مختصر پیر صاحب بار بار زور دے کر اس لایعنی اعتراض کو آخر تک دہراتے رہے۔ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ جو مبادیات میں مفتی غلام فرید صاحب اور مفتی ندیم صاحب نے بھی دیا کہ معجزہ کو تو آپ بھی قدرت کاسبہ میں نہیں مانتے تو کیا وہاں بھی نبی آپ کے اصول پر مجبور محض ہے اور جبر کا عقیدہ ثابت ہو رہا ہے معاذ اللہ؟

اس مضبوط گرفت پر پیر صاحب بالکل سٹپٹا کر رہ گئے اور جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ:
''دیکھو معجزہ میں اس لئے نفی کرتے ہیں کہ وہاں الوہیت کا عقیدہ کا وہم ہوتا ہے لہذا وہاں کلیۃ قدرۃ خالقہ وکاسبہ کی نفی کرتے ہیں اور کرامت میں الوہیت کا شائبہ نہیں لہذا یہاں قدرت خالقہ کی نفی تو کرتے ہیں لیکن قدرۃ کاسبہ کا نہیں''۔

قارئین کرام! اندازہ لگائیں اس کا بھلا ہمارے جواب سے کیا تعلق؟ اول بات تو یہ کہ متکلمین کا اس میں اختلاف ہے کہ جو کچھ نبی کیلئے معجزۃً صادر ہوا کیا وہ ولی کیلئے کرامۃً صادر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو شیخ ابواسحق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ اس طرف گئے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ پھر معجزہ وکرامت میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ لیکن جمہور متکلمین نے ان کی اس بات کو رد کیا اور فرمایا کہ جو کچھ نبی کیلئے معجزۃً صادر ہوا ہے ولی کیلئے کرامۃً بھی صادر ہوسکتا ہے (الا یہ کہ امتناع پر کوئی نص موجود ہو) ۔کیونکہ یہ سب افعال ممکن ہے اور اللہ ان پر قادر ہے۔

ثانیاً ولی اس نبی کی متابعت کر کے ولی بنا لہذا نبی اور ولی میں تو فرق یہیں سے ظاہر ہوگیا۔

ثالثاً وہ کرامت اسی نبی کا معجزہ ہے لہذا دونوں میں کسی طور اشتباہ نہیں ہوسکتا۔

تو اگر معجزے میں الوہیت کا خوف ہے جس کی وجہ سے کلیۃً نفی کی جارہی ہے تو کرامت میں بھی وہ سب کچھ ظاہر ہوسکتا ہے جو معجزہ کی صورت میں بطور خرق عادۃ ظاہر ہوتا ہے تو یہاں کیوں الوہیت کا خوف نہیں؟ یہاں کلیۃ نفی کیوں نہیں؟

پھر الوہیت کا خوف ہے یا نہیں یہ تو سوال ہی نہ تھا سوال تو یہ کہ کسب کی نفی کرنے پر جبر ثابت ہے اور معجزے میں آپ نے نفی کی تو جبر تو ثابت ہوگیا؟ یہ قاعدہ کہاں لکھا ہے کہ الوہیت کا خوف ہو تو جبر ثابت نہیں ہوتا کسب کی نفی پر، اور الوہیت کا خوف نہ ہو تو جبر ثابت ہوجاتا ہے۔ ذرا المیشی رحمۃ اللہ علیہ، اجھوری رحمۃ اللہ علیہ اور جمع الجوامع میں تلاش کر کے ہمارے علم میں اضافہ کریں۔

پھر بعض کرامات کا تو آپ بھی اختیاری نہیں مانتے اور کرامات میں الوہیت کا خوف بھی نہیں تو جن بعض کرامات میں آپ اختیار کی نفی کر رہے ہیں کیا اس میں جبر ثابت نہیں ہوگا؟

ذراخرپوتی رحمۃ اللہ علیہ ،خرکوشی رحمۃ اللہ علیہ ،ملاخواہرزادہ رحمۃ اللہ علیہ ،ملاچلپی رحمۃ اللہ علیہ، دردیر رحمۃ اللہ علیہ، ھدھدی رحمۃ اللہ علیہ، طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ،ابن دیری رحمۃ اللہ علیہ کے در پرجا کر اس کا حل نکال کر لائیں۔کیامحض کسی نایاب کتاب کانام یا مصنف کانام لیکرآپ کچھ بھی بول سکتے ہیں؟حقیقت یہ ہے کہ اس مناظرہ سے پہلے تھوڑا بہت علم رعب آپ کاہم جیسے طلباء پرتھالیکن واللہ مناظرہ میں جس قسم کی بچکانہ باتیں آپ سے صادرہوئیں ہمیں حق الیقین ہوگیا کہ ان لوگوں کوصرف کتب کے نام،موضوع یاد ہیں،عبارت فہمی،مقصودِمصنف،تطبیق عبارات،اورحل مشکلات وتفہیم اصطلاحات سے ان کادورکا بھی واسطہ نہیں۔ان کی جہالت کااندازہ اس سے لگائیں کہ اس موقع پر پیر صاحب کامایہ نازمحقق مدقق فلیوسف متکلم سیدحکیم صاحب سوال کرتے ہیں کہ:

''کرامت کوحادث مانتے ہو یاقدیم؟''

کیامعمولی شدبدرکھنے والابھی یہ سوچ سکتاہے کہ ہم کرامات کومعاذاللہ قدیم مانتے ہیں ؟ان لوگوں کواپنی کم فہمی سے مغالطہ یہاں لگا کہ جب اللہ کافعل ہواتو یہ قدیم ہوا۔ہائے کاش کوئی وقت کے ان نسفیوں اورتفتازانیوں کوبتائے کہ کسی اچھے استاد سے شرح عقائد پڑھی ہوتی تو صفت اورمتعلقات صفت کے درمیان فرق معلوم ہوتا کہ صفت کے قدیم ہونے سے اس کے متعلق کاقدیم ہونالازم نہیں آتا۔صدورکرامت خداکے بندوں صفت نہیں ہے۔

پھر پیرصاحب کوذراسوچناچاہئے کہ کسب کی نفی پر جبرتب لازم آئے گاجب اختیاری اموریں ہم کسب کی نفی کریں تویقینااستطاعت کی نفی کی وجہ سے جبرلازم آئے گا۔لیکن جب خرق عادۃ خواہ معجزہ ہویاکرامت وہ بندے کے اختیارہی میں نہیں توغیراختیاری امرکی نفی سے جبرکیسے لازم آئے گا؟یہ عقدہ ذراحل کرکے بتائیں۔

غیراختیاری امورمیں کسب کی نفی پراستطاعت کی بحث اورجبرکے متعلق سوال اٹھانا یاتوسخت جہالت ہے یاپھراسی عادت مغالطہ دہی سے مجبورہیں۔خداکے بندے جب معجزہ و کرامت فعل اللہ کاہے تواس میں بندے کاکسب کہاں سے آگیااوراس کسب کی نفی پرجبرکا لزوم کہاں سے آگیا؟

استطاعت توایسی صفت ہے کہ جس کی وجہ سے حیوان افعال اختیاریہ پرقادرہوتے

ہیں اگر خیر کے کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس میں اس خیر کی قدرت پیدا فرما دیتا ہے اور اگر بدی کا تو بدی کی قدرت جمہور کے نزدیک فعل کے صدور کیلئے یہ شرط ہے۔

شیخ اعلی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الاستطاعة:[فی الانکلیزیة] power Faculty،[فی الفرنسیة] pouvoir Faculte،هی تطلق علی معنیین: أحدهما عرض یخلقه الله تعالی فی الحیوان یفعل به الأفعال الاختیاریة، وهی علّة للفعل، والجمهور علی أنها شرط لأداء الفعل لا علّة. وبالجملة هی صفة یخلقها الله تعالی عند قصد اکتساب الفعل بعد سلامة الأسباب والآلات، فإن قصد فعل الخیر خلق الله قدرة فعل الخیر، وإن قصد فعل الشرّ خلق الله قدرة فعل الشرّ، وإذا کانت الاستطاعة عرضا وجب أن تکون متقارنة للفعل بالزمان لا سابقة علیه، وإلّا لزم وقوع الفعل بلا استطاعة وقدرة علیه لامتناع بقاء الأعراض. و قیل هی قبل الفعل. وقیل إن أرید بالاستطاعة القدرة المستجمعة لجمیع شرائط التأثیر فالحقّ أنها مع الفعل، وإلّا فقبله. وأما امتناع بقاء الأعراض فمبنی علی مقدّمات صعبة البیان... والاستطاعة الحقیقیة وهی القدرة التّامة التی یجب عندها صدور الفعل فهی لا تکون إلّا مقارنة للفعل. والاستطاعة الصحیحیة وهی أن یرتفع الموانع من المرض وغیره. کذا فی الجرجانی

(کشف اصطلاحات الفنون، ج۱،ص ۱۵۵)

خلاصہ کلام یہ کہ اس استطاعت کا تعلق افعال اختیاریہ کے ساتھ ہے اب ایک فعل بندے کا اختیاری ہی نہیں وہ فعل ہے ہی اللہ کا تو اس میں بندے کے کسب کی نفی پر استطاعت کی کی نفی کا قول کر کے جبر کی بنا رکھنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ لوگ خود کو متکلمین کہتے ہیں حالانکہ شرح عقائد کی تدریس کے بھی لائق نہیں کیا متکلمین اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ باتیں کرتے ہیں؟

ثانیاً آپ نے خود تسلیم کیا کہ کرامت خرق عادۃ ہے اور خرق عادۃ میں علمائے متکلمین نے تصریح کی ہے کہ بندے کا کسب شامل نہیں ملاحظہ ہو چند حوالے:

امام مقترح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۱۲ھ لکھتے ہیں:

فان الفعل الخارق للعادۃ اذالم یکن مقدورا ولامن جنس المقدور فلاتتعلق به الارادۃ بمعنی القصد۔

(الارشاد، ج ۲،ص ۷۸۲)

پس خارق للعادۃ فعل جب نہ تو بندے کی قدرت میں ہے نہ ازجنس مقدور العبد ہے تو اسکے ساتھ بندے کاارادہ بمعنی اختیار وقصد متعلق نہ ہوگا۔

علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فالحاصل ان ماھو ناقض للعادۃ فعل اللہ لاصنع للعبد فیه حتی لو اراد العبد تحصیله و کسبه واختیارہ لایتھیالذالك

(الکفایۃ فی الھدایۃ للصابونی،ص ۲۱۰)

خلاصہ کلام یہ کہ خرق عادۃ خالصتہ اللہ کا فعل ہے اس میں بندے کے کسب واختیاراور اثر پذیری کو کوئی دخل نہیں حتی کہ اگر بندہ اس کو بطریق کسب واختیار حاصل بھی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔

شیخ حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شارح الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں:

کما تقدم عبارۃعن الامر الخارق للعادۃ وھو الفعل الذی لا یدخل تحت کسب العبدواختیاربل ھو حاصل بفعل اللہ تعالی۔

(نفحات القرب والاتصال باثبات التصرف لاولیاءاللہ تعالی بعد الانتقال،ص ۵۸)

خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب واختیار نہیں یہ خالص اللہ کا فعل ہے۔

شرح مواقف میں ہے:

ان ھذا الامر الخارق للعادۃ المقرون بالتحدی امر یعجز عنه البشر ولایقدر علی اظھارھا الاخالق القوی والقدر۔

(شرح مواقف، ج۱،ص۲۷۹)

یہ امر خارق للعادۃ جو چیلنج کے ساتھ ملا ہوا ہے اس کے مثل کے اتیان سے بشر عاجز ہیں اور اس کے اظہار پر سوائے خالق کائنات کوئی قادر نہیں۔

صاحب مراشد معجزۃ کی اول شرط میں لکھتے ہیں کہ اس میں بندے کا کوئی کسب نہیں ملاحظہ ہو:

ان تکون فعلا للہ تعالی من غیر کسب للعباد

(مقدمات المراشد الی علم العقائد، ص ۲۶۲، لابن خمیر السبتی)

معجزہ اللہ کا فعل ہو بغیر بندے کے کسی قسم کے کسب کے

یہاں صریح کسب کی نفی کی جارہی ہے جواب دیں یہ سارے کیا جبریہ ہیں؟

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۶ھ فرماتے ہیں:

الکرامۃ ھی فعل اللہ تبارك وتعالی بلاواسطۃ الاسباب الطبعیۃ من الخیال والنظر وغیرھما ولا دخل فیه لقصد صاحب الکرامۃ واختیارہ کالمعجزۃ ولا فرق فی المعجزۃ والکرامۃ الابان الاول یختص بالانبیاعلیھم السلام و ھی من علامات النبوۃ والثانی بالاولیا و ھی من علامات اولیا۔وکلاھمایشترکان صدورھما بلا واسطۃ لاسباب الطبعیۃ و بلادخل القصد والاختیار منھما۔ (احکام القرآن ج،۳،ص ۳۸)

کرامت اللہ کا فعل ہے جوکہ خیال ونظر جیسے اسباب طبعیہ کے بغیر بندے سے صادر ہوتے ہیں۔معجزے کی طرح اس میں صاحت کرامت کے قصد واختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔اور معجزہ وکرامت میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ معجزہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور علامات نبوت میں سے ہے اور کرامت اولیاء اللہ کے ساتھ خاص ہے اور علامات ولایت میں سے ہے اور دونوں اس بات میں مشترک ہیں کہ بنا اسباب طبعیہ صادر ہوتے ہیں اور اس میں نبی اور ولی کا کوئی اختیار وقصد نہیں ہوتا۔

جواب دیں کیا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جبریہ ہیں جو صریح کسب، اختیار وقصد کی نفی کررہے ہیں؟ کیونکہ آپ نے اختیار سے مراد استطاعت لیاہے یہاں اختیار کی نفی ہے تو استطاعت کی بھی نفی ہوئی اور بقول آپ کے معاذ اللہ جبر ثابت ہوا۔

شیخ ادریس کاندہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۴ھ لکھتے ہیں:

''معجزے میں نبی کا اختیار ہی نہیں اور بسا اوقات نبی کو پہلے سے اس کا علم نہیں ہوتا جس طرح قلم بظاہر لکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت لکھنا قلم کا فعل اختیاری نہیں بلکہ کاتب کا فعل ہے اسی طرح معجزہ درحقیقت فعل اللہ کا ہے مگر اس کا ظہور نبی کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔۔نبی کے اختیار میں نہیں''۔

(معارف القرآن، ج ۳ص ۱۸۴)

یہاں قلم کی مثال دی اور کون نہیں جانتا کہ لکھنے میں قلم کا کوئی اختیار و کسب نہیں وہ محض واسطہ ہے صدور نقوش کیلئے اسی طرح نبی محض واسطہ ہے صدور معجزہ میں اس کا کوئی کسب و اختیار نہیں اب جواب دیں کیا معاذ اللہ شیخ ادریس کاندہلوی رحمۃ اللہ علیہ جبری ہو گئے؟

یہی قلم کی مثال فتاوی رشیدیہ ص ۱۷۹، تالیفات رشیدیہ ص ۱۷۹، راہ ھدایت ، ص ۶۳ پر بھی موجود ہے تو کیا یہ سب جبری ہیں معاذ اللہ؟ ما قبل میں علمائے دیوبند کے بیسیوں حوالے گزر گئے کہ کرامت میں ولی کا کوئی اختیار و کسب نہیں تو کیا معاذ اللہ یہ سب جبری ہیں۔

امام ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۳ھ قرآن کے معجز ہونے کے منکر کو جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جو الفاظ جاری ہوتے اس میں آپ کا کوئی کسب نہیں۔اب سوال یہ ہے کہ قراۃ کے وقت جب نبی کا کوئی کسب ہی نہیں تو کیا اس قراۃ کے وقت حضور پر معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد جبر متحقق تھا اور مجبور محض ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے؟

وردہ بانہ لایتعین ان یکون مکسوبا لجواز خلق اللہ تعالی تلك الالفاظ علی لسانہ ﷺ دون کسب لہ۔(المختصر الکلامی،ص ۹۴۰)

معلوم ہوا کہ معجزہ وخرق عادۃ میں نبی کا کوئی کسب نہیں۔معترض کے پاس قیامت تک کیلئے اس معارضے کے جواب کا وقت ہے۔دیدہ باید۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے مغالطہ

حضرت پیر صاحب کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے مغالطہ لگا ہے جو کچھ یوں ہے:

''کرامت کی تین قسمیں ٹھریں ایک قسم وہ جہاں علم بھی ہو اور قصد بھی ہو جیسے نیل کا جاری ہونا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے۔

دوسری وہ جہاں علم ہو اور قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے فصل میووں کا آجانا۔

تیسری قسم وہ جہاں نہ علم ہو نہ قصد''۔(التکشف، ص ۱۰)

یہ عبارت انہوں نے بوادر النوادر کے حوالے سے پیش کی اور تذکرۃ الرشید سے بھی پیش کی۔

اسی کو مناظرے میں پیر صاحب نے اپنا دعوی بنا کر پیش کیا البتہ عبارت میں یہ تصرف کیا کہ قصد سے مراد اختیار ہے اور اختیار بمعنی استطاعت یعنی صدور کرامت میں یہ ولی مکمل اختیار رکھتا ہے۔(معاذ اللہ)

جواب: یہاں پیر صاحب محترم نے ''قصد'' سے مراد اختیار و قدرت بمعنی کسب و استطاعت لیا ہے جو درست نہیں اس لئے کہ اسی صفحہ پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاف صریح الفاظ میں وضاحت فرماتے ہیں کہ کرامت اللہ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا جیسا کہ حوالہ ما قبل میں گزر چکا تو صریح عبارت کو چھوڑ کر مجمل عبارات سے استدلال مناسب نہیں اور اہل بدعت کا شیوہ ہے۔

پیر صاحب نے مختلف کتب سے قصد بمعنی اختیار پیش کیا تو بات فقط اختیار کی نہیں ہم ما قبل میں وضاحت کر چکے ہیں کہ اختیار ۶ معنی میں ہے یہ ایک مشترک لفظ ہے بغیر قرینہ صارفہ کسی ایک معنی کو کیسے متعین کیا جاسکتا ہے؟ پیر صاحب کی بات تب درست ہو جب اختیار بمعنی

کسب و استطاعت لیا گیا ہو۔ یہاں قصد و اختیار بمعنی ارادہ یا بقول امام سنوسی رحمۃ اللہ علیہ بمعنی چاہے وتمنا ہے اس کون منکر ہے؟

اس عبارت کا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ کرامت تو فعل اللہ ہی کا ہوتا ہے اس میں ولی کو کوئی اختیار نہیں لیکن بعض اوقات ولی اللہ کی ذات پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے یہ چاہتا اور را رادہ کرتا ہے کہ مجھ سے میری حقانیت کیلئے اس کرامت کا ظہور ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

رُبَّ أَشْعَثَ أغبرَ مَدْفُوعٍ بالأبواب لو أَقسم على الله لَأَبَرَّهُ (مسلم)

بہت سارے پراگندہ بال والے، لوگوں کے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرمادے۔

تو یہ محض اللہ سے ایک تعلق ولاڈ کی بنا پر ایک اعتماد ہے نہ یہ کہ کرامت اس کے اختیار میں ہے اور اللہ اس قصد کے مطابق اس کرامت کا ظہور کر دیتا ہے۔

چنانچہ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں اعتراض یہ ہے کہ جب کرامت ولی کے اختیار میں نہیں تو آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے کہہ دیا کہ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے اس تخت کو حاضر کر دوں گا؟ تو حضرت مفتی اعظم پاکستان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں:

”کیونکہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے اللہ تعالی نے ان کو یہ اطلاع کر دی ہو کہ تم ارادہ کرو گے تو ہم یہ کام اتنی جلدی کر دیں گے“۔

(معارف القرآن ج ۶ ص ۵۸۶)

تو قصد و ارادہ کا معنی اس عبارت کی روشنی میں بالکل ظاہر ہو گیا کہ جہاں ولی کا قصد وعلم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کرامت پر قدرت و اختیار رکھتا ہے بلکہ اللہ اسے الہام کر دیتا ہے کہ تم اس کام کا قصد کرو تمہارے قصد کے موافق اس کا ظہور میں کر دوں گا۔

مفتی غلام الرحمن صاحب مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ پشاور لکھتے ہیں:

''اگرچہ بعض اوقات کرامت کے ظہور کا علم ولی کو بھی ہوتا ہے لیکن ولی کو اس کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ اختیار ثابت نہیں ہوتا''۔

(فتاوی عثمانیہ، ج۱ص ۱۷۱،۱۷۲)

معلوم ہوا کہ باوجود علم کے کرامت پر اختیار نہیں ۔نیز یہاں صرف قصد بمعنی ارادہ ہے نہ کہ استطاعت اور محض ارادے سے اختیار بمعنی استطاعت اور کسب کا متحقق ہونا ضروری نہیں یہ بات خود مبادیات میں پیر صاحب نے بھی تسلیم کی ۔مثلاً ایک شخص قصد کرے کہ وہ حج کو جائے گا ،اس کا ارادہ ہے کہ ملک کا وزیر اعظم بن کر یہ یہ کام کرے گا۔اب قصد تو متحقق ہے لیکن کسب و اختیار موجود نہیں ۔

مولانا عزیز الرحمن حقانی بعض متکلمین کے حوالے سے لکھتے ہیں :

''بعض آئمہ نے فرق یہ بیان کیا ہے کہ کرامت کبھی کبھی ولی کے بغیر علم اور بغیر قصد ہی کے صادر ہو جاتی ہے بخلاف معجزہ کے کہ اس کا ظہور نبی کے علم اور قصد کے بعد ہوتا ہے''۔(مفصل عقائد اہلسنت والجماعت،ص ۳۰۷)

اس کتاب پر شیخ سجاد الحجابی صاحب کی تقدیم و شیخ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ ہے تو بتلائے قصد و علم تو معجزہ کیلئے بھی متحقق ہے مگر معجزہ پر آپ اس قسم کا اختیار نہیں مانتے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صریح نصوص کہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں

غرض یہ ایک محتمل عبارت ہے اس کے مقابل ہم حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صریح نصوص پیش کرتے ہیں جس میں وضاحت ہے کہ کرامت پر ولی کو کوئی اختیار نہیں۔

''لیکن اجمالاً اتنی بات صحیح ہے کہ انبیاء اور اولیاء سے دو قسم کے امور صادر ہوتے ہیں ایک معجزات اور کرامات دوسرے تصرفات۔ پس معجزات انبیاء کے اور کرامات اولیاء کے اختیاری نہیں ہوتے''۔ (امداد الفتاوی، ج ۵ ص ۱۴۱)

الصحیح انه یصدر من الانبیاء والاولیاء نوعان من الامور الاول المعجزات والکرامات والثانی التصرفات، فمعجزات الانبیاء و کرامات الاولیاء غیر اختیاریة واما التصرفات فتکون اختیاریة ولا تسمی هذه بالمعجزة والکرامة الا مجازا۔

(دارالعلوم دیوبند، ۶۷۶)

انبیاء واولیاء سے دو قسم کے امور صادر ہوتے ہیں معجزات وکرامات اور تصرفات معجزات وکرامات تو غیر اختیاری ہوتے ہیں ان میں ان کا اختیار نہیں اور تصرفات اختیاری ہوتے ہیں۔

کرامت کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ فعل پیدا کیا ہوا اللہ کا ہے صرف ولی کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو گیا ہے اس واسطے اظہار کرامت وقرب ومقبولیت اس ولی کے سوا اللہ تعالی کے قدرت کی جب کوئی حد نہیں پھر کرامت محدود کیسے ہو سکتی ہے''۔ (التکشف ص ۱۰،۱۱)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''جو اختیار میں ہو وہ کرامت ہی نہیں''۔ (قصص الاولیاء، ص ۲۰۶)

معلوم ہوا کہ کرامت خالصتہ اللہ کا فعل اور اس کی قدرت ہے ولی صرف مظہر بنا۔ اگر ہم کرامت کو ولی کا فعل مان لیں تو کرامت تو لامحدود ہے پھر ولی کا اختیار وقدرت بھی لامحدود و

غیر متناہی ماننا پڑے گا جو بدیہی البطلان ہے۔اسی لئے کہا جب کرامت اللہ کی قدرت سے تو اللہ کی قدرت کی کوئی حد نہیں لہذا کرامت کو کسی خاص صورت میں مقید کرنا درست نہیں۔

پیر صاحب نے خواہ مخواہ میں اس موقع پر رملی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کیا کہ فتوے اور تصنیف میں اختلاف ہو تو تصنیف کو ترجیح ہوگی کیونکہ امداد الفتاوی اور بوادر النوادر میں کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔کیونکہ عبارت میں قصد بمعنی اکتساب و استطاعت ہرگز نہیں اس قصد سے بھی کسب ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ واضح کیا گیا۔پھر ''مقالات'' اور ''قصص الاولیاء'' تو فتوی نہیں تصنیف ہے اس میں بھی اختیار کی نفی ہے۔

ثالثاً ایسا ہی ہو جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں تو آپ نے تو کرامات اختیاری کے منکر کا حکم بدعتی لکھوایا ہوا ہے تو کیا معاذ اللہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حالت نزاع تک بدعتی رہے؟ اور بقول آپ کے حالت نزاع میں بوادر النوادر لکھوا کر اپنے عقیدے سے توبہ کر کے بدعت سے توبہ کی؟

یہاں ہمارا مقدمہ بحمد اللہ ختم ہوا اب آگے مبادیات ومناظرہ کی روئیداد کو قلم بند کیا جاتا ہے اور جہاں مناسب معلوم ہوگا اس پر مختصر تبصرہ بھی کیا جائے گا۔

مبادیاتِ مناظرہ

مفتی غلام فرید صاحب (منتظم مناظرہ)

بعد حمد وصلوۃ

میں سب سے پہلے پیر صاحب اور مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ وہ اس مسئلہ کے حل کیلئے ایک چھت تلے جمع ہوئے ہیں ۔میں وقت ضائع کئے بنا اصل مدعیٰ کی طرف آتا ہوں وہ یہ کہ ہم تک پیر صاحب کی طرف سے یہ نظریہ پہنچا ہے کہ بقول ان کے معجزہ نبی اور کرامت ولی کے اختیار میں ہے اور وہ ان کو صادر کرنے پر قادر ہیں جبکہ مفتی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کے نزدیک معجزہ اور کرامت کو صادر کرنے پر نبی وولی کا اختیار نہیں ۔

میں چونکہ منتظم ہوں اس لئے میں بنا وقت ضائع کئے بغیر دونوں حضرات سے گذارش کروں گا کہ اپنا اپنا نظریہ واضح کریں اور ابتداً پیر صاحب کو مائیک دوں گا۔

(اس موقع پر مفتی ندیم صاحب آداب مجلس کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہ رہے تھے مگر پیر صاحب نے گفتگو شروع کردی)

پیر صاحب:

بعد حمد وصلوۃ

بھائی دوستو! بزرگو! بندے کے سامنے جو حضرات بیٹھے ہیں میں ان کو اپنے چھوٹے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں یہ میرے بھائیوں کی طرح ہیں ۔بس میری خواہش یہ تھی کہ خوب کھلے دل کیساتھ کہیں بیٹھتے اور تفصیلی بات کرتے مگر شیخ رحیم اللہ صاحب کی شہادت کا افسوسناک سانحہ رونما ہوا جس کی وجہ سے وہ شوق وذوق کافی حد تک ٹھنڈا ہوگیا۔یہی حالت ان بھائیوں کی بھی ہے ۔ہم سب اس سانحہ پر افسردہ ہیں ۔

بہرحال میں یہ واضح کردوں کہ ہم آپ کے ساتھ دیگر لوگوں کی طرح جنگ وجدال یا نفرت کے اظہار کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ۔ہم نے وہابیوں ،پنج پیریوں ،بریلویوں کے ساتھ

مناظرے کیئے ہیں لیکن آپ کا شمار ان لوگوں میں سے نہیں (پیر صاحب نے اس موقع پر گمراہ فرقوں میں سیفیوں کا ذکر نہیں کیا واللہ اعلم۔ساجد) پس آپ ہمارے ساتھ نرمی کرنا ہم آپ کے ساتھ۔آپ ہمارے بڑے ہونے کا لحاظ رکھنا ہم آپ کے چھوٹے ہونے کا لحاظ رکھیں گے۔

میرے اور مفتی صاحب کے درمیان کچھ مسائل اختلافی ہیں جن کا ذکر میں مفتی صاحب سے کر بھی چکا ہوں ان مسائل میں سے:

(۱) معیت علمیہ وذاتیہ۔

(۲) محمد بن عبدالوہاب۔

(۳) کرامت۔

(۴) دعا بعد از سنت۔

میں نے ایک دفعہ دیوبندی کچھ تقسیم کی تھی تو ہمارے کراچی کے ساتھی نے پھر اس کی تقسیم در تقسیم۔میری مراد یہ تھی کہ ہمارے دیوبندی فی الحال دو قسم کے عقائد رکھتے ہیں ایک ہمارے خیبر پختونخواہ۔۔۔۔۔

اب بعض ایسے مسائل بھی آگئے کہ لوگ اسے بریلویت کا تشخص مانتے ہیں جیسے میلاد۔مولوی صاحب یاد رکھیں میں میلاد نہیں مناتا اچھی طرح یاد رکھیں جو مناظرہ اس پر کرتا ہے کرے لیکن ہمارے اکابر نے اس پر مناظرے کیئے ہیں وغیرہ وغیرہ (۱) یہ دیکھیں یہ معیت کا مسئلہ،نجدی کا مسئلہ اس پر کبھی ہمارے اکابر کے مناظرے نہیں ہوئے۔۔۔

بہر حال انہی اختلافی مسائل میں سے معیت کا،مسئلہ عبدالوہاب نجدی کا مسئلہ۔۔

میری تحقیق یہ ہے کہ آپ لوگ ناراض نہ ہونا کہ وہ صحیح آدمی نہیں تھا۔بہر حال معجزہ وکرامت کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ معجزہ میں متکلمین کی دو قسم کی آراء ہیں۔میں نے کئی حوالے اس پر جمع کیئے کہ متکلمین وعلمائے دیوبند کے کہ معجزات وکرامات کو وہ نبی کے اختیار کے تحت مانتے ہیں۔میں اس کی نقول آپ کو دکھاؤں گا۔اور دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ معجزہ انبیاء

---

(۱) یہ پیر صاحب کا ذاتی نظریہ ومشاہدہ ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں ہمارے اکابر نے مناظرے کیئے مگر میلاد کے رد میں۔یہ مسائل یقینا بریلویت ہی کے ہیں۔

کی قدرت کے تحت نہیں ۔میری اپنی رائے یہ ہے کہ معجزات انبیاء کی قدرت میں نہیں ۔رہی بات کرامت کی تو اس کے متعلق میری رائے یہ ہے جیسا کہ ہمارے اکابر نے لکھا کہ کرامت تین قسم پر ہے۔

(۱) وہ کرامت جس میں قصد وعلم دونوں ہوتے ہیں۔

(۲) وہ کرامت کے اس میں علم ہوتا ہے لیکن قصد نہیں ہوتا۔

(۳) وہ کرامت کہ جس میں نہ قصد ہوتا ہے نہ علم۔

یہ ہمارے اکابر نے کرامت کی تین قسمیں بنائی ہیں ۔اس کے بعد متکلمین مفسرین،محدثین کی بھی یہی رائے ہے۔یہ میری اجمالی باتیں تھیں ان شاءاللہ جب ہمارے ساتھی اپنا مدعی بیان کریں گے تو میں اس پر تفصیل بیان کردوں گا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد وصلوۃ

پیر صاحب نے بہت مفید باتیں کی یقیناوہ ہمارے بزرگ ہیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں ۔ہمارے درمیان قلبی تعلق پہلے بھی تھا اب بھی ہے الحمدللہ۔بہت سے مناظروں میں پیر صاحب نے مجھے اپنے نمائندے کے طور پر منتخب کیا اور کئی دفعہ کتب کی ضرورت پیش آئی تو ہم نے پیر صاحب سے رابطہ کیا۔میں اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ پیر صاحب نے اگر کوئی سخت بات کی حتی کہ اگر ہمیں چپت بھی رسید کی تو ہماری طرف سے کوئی ساتھی جواب نہ دے اور ان کے ادب واحترام کا مکمل خیال رکھیں۔

میں اہل باطل سے بھی کہوں گا کہ اہل حق کے درمیان بعض اوقات جزئی امور پر یقینا اختلاف ہوا ہے۔باطل ہرگز کسی خوش فہمی میں نہ رہے اگر کبھی باطل سے مقابلہ ہوا تو ان شاءاللہ پیر صاحب کے صف اول کے سپاہیوں میں بندہ ہوگا۔

بعض باتیں آج کے موضوع سے غیر متعلقہ ہوئی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ میرے حوالے سے پیر صاحب کو کسی نے غلط معلومات فراہم کی ہیں۔

پیر صاحب نے دعا بعد السنۃ کی بات کی ہے تو اول بات تو اس کی تخصیص و التزام

کو میں بدعت کہتا ہوں اور یہی ہمارے علمائے دیوبند کا مسلک ،مشرب وموقف ہے ۔ہاں بغیر التزام واختصاص مطلقاً دعا کو میں نے بدعت کہا ہوتو وہ اس کا ثبوت پیش کریں میں ہر سزا کیلئے تیار ہوں ۔

رہی بات میلاد کی تو اس پر تو ہمارا مناظرہ بھی ہوا ہے پیر صاحب سے دو تین کتابیں بھی اٹھا کر لائے تھے ۔شاید پیر صاحب نے اس میں ہمارا دعوی نہیں سنا ہم نے اس میں دعوی یہ لکھوایا تھا کہ اگر سیرت کے جلسے اگر چہ اس کو میلاد کا نام دے دیا جائے بغیر تخصیص والتزام، بدعات وخرافات میں اس کا قائل ہوں بار ہا اس کا اظہار کر چکا ہوں اور اب بھی کرتا ہوں ۔

تیسری بات پیر صاحب نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو یاد کیا ۔تو پیر صاحب وہ ایک مستقل موضوع ہے میں پہلے دن سے ان کے متعلق یہ موقف پیش کر رہا ہوں کہ ان کے متعلق ہمارے اکابر کی دو قسم کی آراء ہیں بعض نے توثیق کی ہے بعض نے جرح کی ہے ۔میرا موقف اس باب میں یہ ہے کہ ہمارے اکابر تک ان کے بارے میں جس قسم کی معلومات پہنچی اسی قسم کی رائے انکے متعلق قائم کی ۔لہذا محمد بن عبدالوہاب نجدی کی توثیق کرنے والوں کو جو نجدی کہتے ہیں یا کسی باطل فرقے کی طرف ان کو منسوب کرتے ہیں تو میں اس طرز وتشدد کو غلط کہتا ہوں کیونکہ شیخ حسن جان شہید رحمۃ اللہ علیہ کو میں نجدی نہیں کہہ سکتا، شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نجدی نہیں کہہ سکتا، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نجدی نہیں کہہ سکتا، صاحب فتاوی رحیمیہ کو نجدی نہیں کہہ سکتا، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو میں نجدی نہیں کہہ سکتا، بے شمار اکابر ہیں ۔مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ساری زندگی رد بریلویت میں گزر گئی اور ہمارے اکابر کے معتمد مناظر تھے اس موضوع پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو خود مناظروں کے مخالف تھے لیکن نعمانی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا اور اپنی طرف سے نمائیندہ بنا کر بھیجا تھا ۔انہوں نے اس پر مستقل رسالہ لکھا تو میں کیسے اس کو نجدی کہوں؟ بہر حال پیر صاحب اس باب میں آپ کا اختیار کردہ موقف تشدد اور خطاء والا تھا اس باب میں آپ سے متفق نہیں ہوں ۔

میرا موقف اس باب میں یہ ہے کہ میں ایک طرف تشدد کا قائل نہیں میں اپنے اکابر کی

اس باب میں دونوں قسم کی آرا کا احترام کرتا ہوں۔

باقی رہی معیت ذاتیہ بلاکیف اس میں بھی ایک طرف انتہائی تشدد دیکھنے میں آیا میں نے اس باب میں ۲۰۰ سے زائد ذمہ دار علمائے دیوبند کی عبارات جمع کی ہیں کہ وہ معیت ذاتیہ بلاکیف کے قائل ہیں۔اسی خیبر پختونخوا میں ایسے لوگ موجود تھے جو معیت ذاتیہ بلاکیف کے قائلین کی تکفیر کرتے تھے۔ہم میدان میں علمائے دیوبند کے دفاع میں اسی قسم کے لوگوں کے خلاف نکلے اور پیر صاحب اللہ کی قسم ہمارا طریقہ کار یہی ہے کہ جب بھی کوئی نیا موضوع ہمارے سامنے آتا ہے ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس کے گواہ ہیں ایک ہفتہ تک ہم اس کے متعلق رائے نہیں دیتے۔اپنے اکابر کی کتب اولا جمع کرتے ہیں ان کی رائے و تحقیق معلوم کرتے ہیں اس میں علمائے دیوبند کا اجماعی قول دیکھتے ہیں،جب ہم اس پر اتفاقی واجماعی قول دیکھ لیتے ہیں تو اب تمام تحقیقات ایک طرف اب میں اس کا دفاع شروع کردیتا ہوں،اس کیلئے دلائل جمع کرنا شروع کردیتا ہوں،اللہ نہ کرے کہ میں ان اکابر کی تحقیقات کے مقابلے میں اپنی خودساختہ تحقیق کی پیروی شروع کردوں۔

یہی وصیت امام اہل السنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب جو علمائے دیوبند کے ترجمان ہیں اپنے اور پرائے ان کی علمیت کے قائل ہیں ان کی آخری وصایا طلبا کو یہی ہوتی کہ:

”میاں نہ تو تمہارا تقوی علمائے دیوبند کو پہنچ سکتا ہے۔۔۔نہ علم۔۔۔۔پس انہی اکابر پر اعتماد کریں۔“

میں بھی اسی کا قائل ہوں اگر آپ اس کو غلط کہتے ہیں تو ٹھیک ہے ہم اس کو چھوڑ دیں گے۔باقی رہی بات کرامات کے اختیاری غیر اختیاری ہونے کا تو اللہ کی قسم ویڈیو کے سامنے بیٹھا ہوں مجھے پیر صاحب کے نظریہ کے متعلق کچھ علم نہ تھا دراصل ہمارا مناظرہ تھا سیفی حضرات کے ساتھ مافوق الاسباب میں غیر اللہ سے مدد چاہنے پر یہ مناظرہ نیٹ پر موجود ہے اس میں بات آخر میں اس پر آئی کہ آیا کرامات اختیاری ہیں یا نہیں؟ معجزہ اختیاری ہیں کہ نہیں؟ وہ کرامات اور معجزات کو اختیاری مان کر اس سے مخلوق کو مشکل کشاء اور حاجت روا ثابت کرنے کی تگ ودو میں تھے۔

پھر پیر صاحب توجہ کریں امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب علمائے دیوبند کے متفقہ ترجمان ہیں انہوں نے اس موضوع پر ''راہ ہدایت'' نامی کتاب لکھی ہے اس کے جواب میں صرف بریلویوں نے کتاب لکھی ہے پھر کراچی سے ہمارے علمائے دیوبند نے اہل بدعت کے جواب میں کتاب لکھی۔

اس اختیاری پر نہ تو علمائے دیوبند کا کوئی قول موجود ہے نہ کوئی کتاب نہ رسالہ۔ پیر صاحب نے جو بات کی کہ علمائے دیوبند نے تین تقسیمات کی ہیں ''قصد وعلم'' تو ہماری بحث قصد وعلم میں نہیں ہماری بحث ''اختیار وقدرت'' میں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قصد ارادے کو کہتے ہیں ہم اس کی وضاحت ان شاءاللہ مناظرے میں کردیں گے ہمارا اختلاف اس میں نہیں نہ ہم اس کے منکر ہیں بات اختیار وقدرت کی ہے۔

پیر صاحب فرماتے ہیں ''میری رائے یہ ہے'' تو پیر صاحب ہم آپ کا احترام کرتے ہیں، دعا بعد السنۃ پر جب اختلاف سخت ہوا اور حاجی عثمان صاحب نے ثالثی اختیار کی تو میں نے ویڈیو پیغام کے ذریعہ لوگوں کو تنبیہ کی کہ خبردار پیر صاحب کی کوئی بے ادبی توہین نہ کرے آپ میرے کسی ذمہ دار آدمی کا نام نہیں لے سکتے جنہوں نے آپ کی توہین وتذلیل کی ہو اگر ہے تو ابھی بتائیں میں ابھی اس سے اعلان برات کرتا ہوں۔ بہرحال صرف یہ کہوں گا کہ علمائے دیوبند کی تحقیقات کے مقابلے میں ہمیں اپنی کوئی تحقیق پیش کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔

آج کی اس مجلس کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ یہ سید حکیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ دو تین دفعہ میرے پاس آئے یہ مجھے کہتے ہیں کہ پیر صاحب بھی اختیار سے مراد ''اسباب'' لیتے ہیں اختیار سے ''کسب'' مراد نہیں لیتے۔ آپ کا کلپ مجھے بھیجا تین چار منٹ کا کلپ آپ نے کیا کہ آپ اختیار سے مراد ''اسباب'' لیتے ہیں۔ یہ سید حکیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں نے ان کو کہا کہ پیر صاحب کو میرا پیغام دے دیں کہ چلو گپ شپ کیلئے مل بیٹھ جائیں گے بالفرض آپ کا کوئی موقف علمائے دیوبند کے خلاف اور خدا جانے کیوں خلاف ہے اس کا حال اللہ کو معلوم ہے تو اس قسم کے موقف کو میڈیا پر ظاہر نہیں کریں گے۔ یہ بات یہیں ختم ہوگئی۔

ابھی اس سال قریبا دو ہفتے قبل مفتی غلام فرید صاحب کے پاس میں آیا تو انہوں نے مجھے ایک تحریر دی جس پر آپ کے دستخط تھے اور مجھے کہا کہ اس پر دستخط کرلو کہ اس طرف سے پیر صاحب ہوں گے اس طرف سے میں ہوں گا۔تحریر کے محرکین رحیم اللہ کالامی اور مفتی عبید اللہ تھے۔میں اس پر حیران ہوا کیونکہ اس وقت دو جگہ مماتیوں کے ساتھ ہماری گفتگو چل رہی تھی اور میں کسی نئے جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتا تو مفتی غلام فرید صاحب کہنے لگے کہ آپ پیر صاحب کا سامنا کرنے سے کترا رہے ہیں؟۔

میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں بعد میں تسلی کے ساتھ کسی موقع پر یہ مجلس کرلیں گے۔لیکن مفتی صاحب نے پھر دو دفعہ مجھ سے رابطہ کیا اور افہام وتفہیم کی اس مجلس میں شرکت پر زور ڈالا تو میں نے مفتی فیض الحسن حقانی سے کہا کہ اچھا کسی طرح مماتیوں سے ہونے والے مناظرے کی ترتیبات کو اگلی تاریخوں تک لے جائیں۔ پہلے پیر صاحب ہمیں مجبور کر رہے ہیں تو انہی کے ساتھ نشست کرلیتے ہیں۔

رضامندی کے بعد بھی دو ہفتے قیل وقال میں ضائع ہوگئے۔میں بار بار مطالبہ کرتا رہا کہ دو چار دنوں میں بس مناظرے کی کوئی تاریخ پیر صاحب دے دیں اور بیٹھ کر مسئلہ پر گفتگو کرلیتے ہیں۔مگر آپ کی طرف سے بار بار یہی ضد کہ نہیں پہلے مبادیات کی مجلس کرتے ہیں۔واللہ آج کی مجلس کا نہ ہمارا ارادہ تھا نہ کوئی تیاری نہ کوئی بحث کا ارادہ لیکن چونکہ آپ کی طرف سے بار بار ایک دفعہ بیٹھنے کی خواہش کا اظہار تھا تو میں بیٹھ گیا اور آپ کی باتوں کی کچھ وضاحت کردی۔

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

بڑی مہربانی آپ نے جو کچھ باتیں کی ہیں۔میرا مقصد یہ ہے کہ ان شاء اللہ اس پر پھر کسی

وقت بیٹھ کر باتیں کرلیں گے۔میری اپنی رائے یہ ہے یہ جوآپ کتب کے نام لے رہے ہیں نعمانی صاحب کی یاحضرت مولاناحسین احمدمدنی صاحب کی رجوع کی باتیں کررہے ہیں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ یہ رجوع کے اقوال درست نہیں وہ ے تاریخیں درست نہیں جیسا کہ مکتوبات شیخ الاسلام صاحب کی اس پر دال ہیں۔آپ نے ایک جگہ فتاوی شیخ الاسلام صاحب کی بھی بات کی تھی اصل فتاوی جوتھااس میں ہے کہ میں نے رجوع نہیں کیایہ جوآپ نے بات کی تھی یہ مرتب کی بات تھی۔بہرحال اس پر پھرکسی وقت بات کریں گے۔

معیت ذاتیہ میں علمائے دیوبند کے جواقوال ہیں میرے پاس اس پرفائل موجود ہے میں نے اس پر ۱۳۶ اقوال اجماع کے متکلمین کے ذکر کئے ہیں۔کم ازکم ۶۵۰ سے زائدکتب کے حوالے میں نے جمع کئے ہیں معیت علمیہ ہے،اورمعیت علمیہ ثابت کی ہے اورذاتی کی نفی کی ہے۔تووہ ۷۰ حوالے میں نے نکالے ہیں،میں نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ ۵۵۰ سے حوالے صرف معیت علمیہ کے ہیں ۳۶ صرف اجماع،ان ۱۳۶ اجماعی اقوال میں سے ۷۰ کتب ہمارے اکابردیوبندکی معیت علمی ہے ذاتی نہیں ،پھرذاتی ہے علمی نہیں میں اپنے دوستوں کوکہتاہوں کہ مجھے ایک حوالہ بھی معیت ذاتیہ پرنہیں ملاخیرمولوی عبدالرحمن صاحب دیکھ لیں اورمیرے علم میں اضافہ کرلیں،(۱) بس اب یہاں یہ ابحاث ختم۔

اب اصل مدعی کی طرف آتے ہیں کرامت ہمارے علمائے دیوبند نے تین اقسام میں تقسیم کی ایک علم وقصد،ایک علم ہے قصدنہیں اورتیسرانہ علم ہے نہ قصد ہے۔پھرمیں متکلمین کی کتابوں سے مسلسل ثابت کروں گاکہ ''قصد''بمعنی''اختیار''ہے۔القصد و الاختیار مترادفان۔جب یہ دونوں مترادف ہیں تو قصدکامعنی بھی اختیارہوااورعلمائے دیوبند نے قصد کااقرارکیاتوان نے نزدیک بھی کرامت اختیاری ہوئی۔میں یہ قصدواختیارثابت کروں گا بدعائے معین الدین چشتی نظام الدین اولیاء کی دعاپرثابت کروں گا۔ان شاء اللہ۔قصداختیارہے

(۱) پیرصاحب کی نخوت،تکبراورانانیت کودیکھیں مناظرے میں بھی کبھی کس کومخاطب کرتے کبھی کس کوصرف یہ تاثردینے کیلئے کہ حضرت مفتی صاحب کوکچھ نہیں آتانہ وہ میری باتیں سمجھتے ہیں جن کے میں نام پکاررہاہوں اصل صاحب مطالعہ یہ لوگ ہیں۔

اختیار قصد ہے اس پر میں نے گیارہ حوالے جمع کئے ہیں متکلمین کے۔

لیکن دکھاوں گا نہیں کیونکہ پھر کام خراب ہو جاتا ہے ۔ (۱) اسکے نظائر دیکھاوں گا۔ دوسری بات یہ کہ:

باختیارہ۔۔۔۔ باختیارہ۔۔۔۔ باختیارہ۔۔۔

میں تعلی نہیں کرتا لیکن متکلمین، محدثین، علمائے دیوبند کے اتنے حوالے جمع کئے، ہم قطعا اس کے قائل نہیں کہ تمام کرامات اولیاء اللہ کے اختیار میں ہیں یہ دماغ سے نکال لو گے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ تمام کرامات اختیاری ہیں تو استاد فیض الحسین صاحب یہ میرا عقیدہ نہیں ہے۔ لیکن ہم اس کے بھی قائل نہیں جو آپ کہتے ہیں کہ تمام کرامات غیر اختیاری ہیں۔ اصول الشافعی جمع الجوامع اس میں اٹھارہ شرحیں میں نے جمع کی ہیں، پھر کلام۔ یہ سب کہتے ہیں

باختیارھم وبغیر اختیار

ہم پھر نشر الطیب ہے یہ شرح ہے ابن عاشور کی۔ ابن عاشور نے تصریح کی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ بغیر اختیارہم تو اسکا کیا مطلب ہے؟ اور جو باختیارہم کہتے ہیں اس کا کیا مقصد ہے؟ یہ بعد میں کریں گے مفتی صاحب آپ ناراض نہ ہوں ابھی اس کا جواب نہیں دینا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

اچھا آپ اپنا عقیدہ ونظریہ تحریر کی صورت میں دے دیں۔

پیر صاحب

دیا ہوا ہے اس مولوی صاحب کے پاس ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

ہمیں نہیں ملا۔ کہاں ہے؟ اچھا مفتی سید حکیم صاحب نے بھی ایک عقیدہ لکھ کر بھیجا ہے۔

سید حکیم:

پرانا عقیدہ کہ نیا؟ (واہ رے واہ عقل تیری موجیں عقیدہ بھی نیا و پرانا ہوتا ہے۔ ساجد)

---

(۱) مفتی صاحب اس موقع پر ہنسے کیونکہ وہ گیارہ حوالے پہلے ہی ہمارے علم میں تھے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

ابھی کچھ دن پہلے مفتی طلحہ صاحب کو لکھ کر جو بھیجا تھا۔

سید حکیم کا سفید جھوٹ

نہیں جی ان کو تو میں نے کوئی عقیدہ نہیں بھیجا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

اس سفید جھوٹ پر مفتی صاحب حیرت میں پیر صاحب سے اجازت لیتے ہوئے مائیک ہاتھ میں لیا مگر پیر صاحب نے کہا کہ مجھے بات کرنے دیں۔

پیر صاحب:

میرے پاس مفتی صاحب کا یہ عقیدہ ہے تحریر کی صورت میں ان کا یہ دعوی ہے:

''معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہے کہ نبی وولی کے ہاتھ پر ظاہر کرنا چاہے ظاہر کر دیتا ہے''۔

یہ ان کا دعوی ہے۔اس میں اگر یہ کوئی تبدیلی کرنا چاہیں تو ہمیں قطعا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔بھلے اس وقت اپنا دعوی لکھ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

مفتی غلام فرید صاحب:

پیر صاحب وقت کا تھوڑا کیا خیال رکھیں آپ نے بہت وقت لے لیا۔

پیر صاحب:

ٹھیک ٹھیک !میں ذرا ان کی اس تحریر پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ہمارا دعوی یہ ہے ہمارا دعوی یاد رکھیں ہمارا دعوی یہ ہے کہ:

''اکابرین دیوبند کرامت تین قسم کی مانتے ہیں (مفتی صاحب پیر صاحب کو مخاطب کر کے حضرت لکھ کر دے دیں۔پیر صاحب اچھا لکھو)

مفتی ندیم صاحب مبارک:

ایک عقیدہ سید حکیم صاحب نے آپ کی اجازت سے ہمیں بھیجا ہے وہی عقیدہ درست نہیں؟

پیر صاحب:

مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ انہوں نے کیا لکھ کر بھیجا؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

حکیم صاحب آپ کی وائس ہمارے پاس موجود ہے اس کو ہم نے لکھا ہوا بھی ہے۔

اس دوران پیر صاحب بار بار مداخلت کرتے رہے مفتی صاحب نے بڑے احترام کے ساتھ بار بار کی گذارش کے بعد بالآخر بات کرنے کیلئے پیر صاحب سے مائیک لے ہی لیا۔

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب ہمارے محترم ہیں۔ہمیں نے اسی لئے کہا تھا کہ بات کرنے کیلئے وقت مقرر کرلیں۔میں نے پچھلی دفعہ بھی بات مکمل نہیں اور پیر صاحب نے میرے ہاتھ سے مائیک چھین لیا۔ہمیں گلہ نہیں بوجہ احترام میں نے مائیک دے بھی دیا۔بہرحال میری بات مکمل نہیں ہوئی تھی میں پیر صاحب کو کہہ رہا تھا کہ آپ کہتے ہو کہ ہماری رائے یہ ہے۔

پیر صاحب! غور سے سن لیں آپ کی رائے ہمارے لئے محترم ہے لیکن جب آپ کی رائے علمائے دیوبند کے اجماعی موقف کے مقابل آئے گی تو وہاں ہم ادب واحترام کے ساتھ آپ سے اختلاف رکھیں گے۔(پیر صاحب تائید کرتے ہوئے بالکل)

دوسری بات پیر صاحب میں چاہتا ہوں کہ غیر متعلقہ موضوعات پر گفتگو نہ مگر آپ مجبور کر رہے ہیں۔آپ نے کہا کہ محمد بن عبدالوہاب کی تائید سے رجوع ثابت ہے دیکھیں میں نے پہلے کہا تھا کہ اکابرین دیوبند کی آراء اس میں مختلف آئی ہیں میں دونوں طرف احترام کا قائل ہوں۔باقی رجوع کی بات آپ کے نزدیک ثابت نہیں تو نہ ہو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں لیکن حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب کو علمائے دیوبند کے مسلمہ ترجمان ومناظر ہیں انہوں نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے ان کے نزدیک رجوع ثابت ہے۔میرے لئے وہ حجت ہیں، وہ

حرف آخر ہیں۔آج کوئی تحقیق کادعوی کرتا ہےتو میرے لئے قطعااس کی تحقیق حجت نہیں۔

پھر پیر صاحب کہتے ہیں میں نے معیت علمیہ پر ۳۶ اجماعی اقوال جمع کئے ہیں ۔تو جناب مفتی فرید صاحب نے فتاوی فریدیہ میں لکھاہے کہ

''معیت ذاتیہ وعلمیہ میں کوئی اختلاف نہیں۔دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوسکتے ہیں''۔

پیر صاحب:

یہ فتاوی حقانیہ میں یہ بات میں نے لکھی ہے مفتی فرید صاحب نے نہیں میں نے لکھا ہے یہ میں نے مولاناعبدالرحمن صاحب کوکہاہے یہ ابواب التصوف فتاوی حقانیہ میں نے لکھا ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب براہ کرم دوران گفتگوبات نہ کاٹیں میں فتاوی حقانیہ نہیں فتاوی فریدیہ کی بات کررہاہوں اور یہ بات دونوں میں ہے۔اورمزید بھی حوالے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ۔اور یادرکھیں معیت ذاتیہ بلاکیف پر ان شاءاللہ زمین کے اوپرآسمان کے نیچےکوئی ماں کالعل ایک قول نہیں دکھاسکتا۔میں علمائے دیوبندو متکلمین کے اقوال دکھاؤں گابلکہ حکیم الامت حضرت مولانااشرف علی تھانوی صاحب نےلکھاجنہوں نےمعیت ذاتیہ کی نفی کی ہےتو مع الکیف کی کی ہے نہ کہ بلاکیف۔اورہم بلاکیف کے قائل ہیں تواقوال میں توکوئی تعارض نہیں ۔جب دونوں ایک ہیں توجوقول اجماع کامعیت علمیہ پرہوگاوہی معیت ذاتیہ بلاکیف کے اجماع پربھی ہوگا۔آپ مفتی ہیں تخصص پڑھاتے ہیں کیوں اکابر کی باتوں میں تعارض پیدا کرنے کے درپے ہیں؟ ۔لہٰذاخدارایہ خارج ازموضوع مباحث کوترک کریں۔

پیر صاحب کہتے ہیں:

''میری رائے یہ ہے''۔

پیر صاحب بصداحترام! آپ یہاں اپنی رائے نہیں پیش کریں گے۔ہمارے اورآپ کے درمیان فیصل علمائے دیوبندہوں گے ۔اس لئے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے جن مسائل میں

اختلاف ہوا ہے تو علمائے دیوبند نے ایک رائے پیش کی علمائے بریلویہ نے دوسری۔ہمارے لئے اہل السنۃ والجماعۃ کی وہ تشریحات قابل قبول ہوں گی جو علمائے دیوبند نے کی ہیں۔ان سے ہٹ کر احمد رضا خان نے کی ہو یا مفتی نعیم نے یا آج کے کسی محقق نے میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ہمارے اور آپ کے درمیان علمائے دیوبند ثالث ہوں گے پہلے ان سے مسئلہ حل کریں گے اس کے بعد متکلمین کی طرف جائیں گے۔

خدا کی قسم متکلمین کی عبارات وتشریحات کو جیسا علمائے دیوبند نے سمجھا ہم شائد ہزار سال لگا کر بھی نہ سمجھ سکیں۔

پھر پیر صاحب نے ایک تحریر پیش کی۔پیر صاحب اس وقت ہمارا اور آپ کا کوئی مناظرہ نہ تھا جس وقت میں نے یہ تحریر لکھی تھی۔آج آپ مدعی کی حیثیت سے یہاں تشریف فرما ہیں۔لہذا آپ اپنا دعوی لکھ کر ہمیں دیں ہم جواب دعوی لکھ کر آپ کو دے دیں گے۔آپ نے کہا کہ مفتی غلام فرید صاحب کو دعوی لکھ کر دیا ہے تو ہمیں اب تک آپ کا دعوی ان حضرات نے نہیں دیا۔

اگلی بات مفتی سید حکیم صاحب یہاں تشریف فرما ہیں انہوں نے اس سے پہلے اپنا عقیدہ وائس کی صورت میں مفتی طلحہ صاحب کو بھیجا تھا۔یاد رہے کہ اس بحث کا حصہ میں نہیں تھا مفتی طلحہ صاحب تھے۔لیکن میرا مشورہ ضرور شامل حال تھا۔مجھ سے رابطے میں تھے میرا مشورہ یہی تھا کہ جتنا ممکن ہو سکے اس بات کو میڈیا پر نہ لائیں اور اندرون خانہ حل کریں۔بہر حال اس کے بعد بھی اس حوالے سے سوشل میڈیا پر تین چار پوسٹیں لگی۔میں نے ان حضرات سے شخصی میں رابطہ کیا اور اس سے ان کو منع کیا جن میں ایک یہ رحیم اللہ کالامی بھی ہے میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ پوسٹس نیٹ پر کیوں دی ہیں؟ تو کہا ہمیں مفتی سید حکیم صاحب نے کہا تھا۔

میں نے کہا کہ مفتی سید حکیم کا تو مجھ سے معاہدہ ہوا تھا کہ یہ باتیں میڈیا پر نہیں آئیں گی پھر کیوں اس کی طرف سے آرہی ہیں؟ بہر حال اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اختلاف پھر شروع ہوا۔

بہر حال سید حکیم صاحب نے آپ لوگوں کا عقیدہ ہمیں بھیجا ہو جو ہمارے ساتھ انہی کی آواز میں موبائل میں موجود ہے جسے ہم نے لفظ بلفظ نقل بھی کیا ہوا ہے۔ہم وہ آپ

کو دے دیں گے ۔اگر وہ آپ کا عقیدہ نہیں تو اپنا عقیدہ دعوی دو بارہ لکھ کر دے دیں ۔

پیر صاحب:

جزاک اللہ ۔صرف ایک بات پرانے مسئلہ کے متعلق کروں گا پھر اس مسئلہ کو دفن کرتا ہوں ۔اگر میں آپ معیت ذاتیہ بلا کیف پر حوالے دکھا دوں تو؟ بہر حال اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں ۔میں نے تو اپنا دعوی لکھ کر دے دیا ہے باقی جوانوں کا کام یہ ہے کہ باتیں زیادہ کرتے ہیں اور مقصد کی طرف نہیں آتے ۔آپ کو نہیں کہہ رہا آپ ناراض نہ ہوں مولوی اکبر علی صاحب کو کہہ رہا ہوں ۔میں نے اپنا دعوی لکھا ہوا ہے باقی وقت ان کو دیتا ہوں ۔

مفتی غلام فرید صاحب

دعوی کہاں لکھا ہے؟

پیر صاحب:

اچھا بھائی آپ لکھ لو ۔میرا دعوی سن لو ۔اکبر علی مولوی صاحب سنو! جی لکھو میرا دعوی ۔

پیر صاحب کا دعویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوارق جو اولیاء اللہ کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں یہ دو قسم پر ہیں ۔ایک تصرف دوسرا کرامت ۔تصرف کا لفظ متقدمین متکلمین کی کتابوں میں موجود نہیں ۔لیکن تصرف کا لفظ اکابرین دیوبند کی کتب میں متعدد جگہ موجود ہے ۔پھر تصرفات اختیاری ہیں جیسا کہ حضرت تھانوی کے متعدد جگہ کلام سے معلوم ہوتا ہے ۔رہی بات کرامت کی تو یہ تین قسم پر ہے ۔ متقدمین متکلمین کرامت دو قسم پر تقسیم کرتے ہیں اختیار اور غیر اختیار اور علمائے دیوبند کرامت تین قسموں پر تقسیم کرتے ہیں ۔میری بھی یہی رائے ہے اور اسی طرف رجحان ہے کہ کرامت کی تین اقسام ہیں ۔

(۱) ایک وہ جس میں علم وقصد دونوں ہوتے ہیں ۔اور قصد سے مراد اختیار ہے ۔

(۲) دوسرا وہ جس میں علم ہوتا ہے لیکن قصد نہیں ہوتا ۔

(۳) تیسرا وہ کہ جس میں نہ علم ہوتا ہے نہ قصد۔

یہ میرا دعوی ہے بغیر کسی قیل وقال کے۔ معجزہ کے متعلق میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس میں میں غیر اختیاری کا قائل ہوں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

اس کا حکم بھی لکھ دیں۔

پیر صاحب:

مطلق کرامات کا منکر کافر ہے۔ رہی بات میری اس تفصیل کا تو اس کے متعلق میں نے کوئی حکم اپنے اکابر کا نہیں دیکھا تو کیسے لگاؤں؟ جس مسئلہ پر میری تحقیق نہیں ہوتی میں اس کو گفتگو نہیں کرتا۔ میں نے تقسیم دیکھی ہے حکم نہیں دیکھا۔ ہاں مطلق کرامات کا انکار تو اشاعرہ ماتریدیہ کی کتب میں ہے کہ نصوص میں ذکر کردہ کرامات کا انکار کفر ہے اور واقعات کے تحت درج کرامات کا منکر بدعتی ہے جیسا کہ معتزلہ۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

یہ دعوی مجھے دے دیں۔ (بعد حمد وصلوۃ)

میں پھر ایک دفعہ وضاحت کر دوں کہ کسی دیوبندی اکابر کا معیت ذاتیہ بلا کیف پر کوئی فتوی نہیں۔ ان سے ہٹ کر کسی نے کیا لکھا کیا نہیں ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ ہمارے لئے حجت ہمارے اکابر دیوبند ہیں۔ ہم نے ہر اس آدمی کے گریبان میں ہاتھ ڈالا جس نے اکابر دیوبند کے عقائد ونظریات کو مجروح یا مشکوک کرنے کی کوشش کی یہ مسئلہ بھی اس وقت اٹھا جب اس علاقے میں لوگوں نے اس نظریہ کی بنیاد پر علمائے دیوبند پر فتوے لگانے شروع کئے آپ کو تو اس وقت اس مسئلہ کا علم بھی نہ تھا آپ کی رائے تو دو سال قبل سامنے آئی ہے۔

اگلی بات پیر صاحب آپ نے دعوے میں تصرف کا ذکر کیا میرا اور آپ کا اختلاف تصرف میں نہیں کرامت میں ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ تصرف خرق عادۃ نہیں بلکہ احکام القرآن میں یہاں تک لکھا ہے کہ اس کیلئے مسلمان ہونا بھی شرط نہیں کافر

سے بھی صادر ہو سکتے ہیں ۔رہی بات آپکے دعوے میں کرامت کی تو پیر صاحب مفتی سید حکیم صاحب نے ہمارے دوستوں کے پاس مناظرے کیلئے اپنا دعوی بھیجا تھا۔انہوں نے مفتی طلحہ صاحب کو بھیجا تھا اس میں صرف اورصرف کرامات کا ذکر تھا۔اس میں تصرفات کا ذکر نہ تھا۔ اگراسی دعوے کو سامنے رکھ کر بحث کو آگے بڑھایا جائے تو بہت مناسب بات ہوگی۔

باقی آپ کے دعوے میں ذکر ہے کہ کرامت دوقسم پر ہے ایک اختیاری دوسرا غیر اختیاری ۔تو دیکھیں دعوے کی تنقیح میں ایک تو مغالطات ہوتے ہیں خواہ مخواہ سامنے والے کو زچ کرنے کیلئے جیسا کہ اس سے پہلے کالام یا دیگر مناظروں میں ہوا ہم خود اس کے قائل نہیں ۔ہم مولانا امین اوکاڑوی کے طرز پر مناظرہ کرنے کے قائل ہیں ۔غیر مقلدین نے ہمیشہ اس طرز سے ہماری گرفت سے بچنے کی کوشش کی لیکن ہم ان کے دام تزویر میں نہیں آئے ۔میں وہ مغالطات قریبا ۲۵ تک اپنے ساتھ لایا ہوں لیکن میں اس کو پیش نہیں کروں گا اس لئے کہ مجھے قطعا کوئی شوق نہیں کہ پیر صاحب کی بے ادبی کروں اور اصطلاحات میں انہیں زچ کرنے کی کوشش کروں۔

البتہ ایک سادہ سا سوال کروں گا کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ:

''کرامت بعض اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری''

یہ جس میں آپ اختیار مانتے ہیں جسکو آپ قصد سے تعبیر کرتے ہیں اس میں آپ بندے کا کسب تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ سید حکیم صاحب نے جو دعوی ہمیں بھیجا تھا اس میں کہا تھا کہ اختیار میں قدرت خالقہ اللہ کی ہوتی ہے قدرت کاسبہ بندے کی ۔تو کیا آپ کرامت میں قدرت کاسبہ تسلیم کرتے ہیں بندے کی؟

پیر صاحب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متکلمین کے ایک امام ہیں لامیشی انہیں کہا جاتا ہے اوران کی کتاب ہے ''التمہید لقواعد التوحید''۔۔۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

براہ کرام! آپ حوالے مت دیں یہ تو مناظرے میں دینا ہے آپ بس سوال کا مختصر جواب دیں اور وضاحت کریں۔

پیر صاحب:

میں کرر ہاہوں ناں! اصل میں یہ قدرت جو ہے نایہ دو قسم پر ہے یہ بات اجھوری نے بھی۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔مم مم مم۔۔۔شرح۔۔۔شرح۔۔۔وہ۔۔عقائد میں لکھا ہے۔(۱)

قدرت کی نسبت یا تو اللہ کی طرف ہوگی یا بندے کی طرف۔جب قدرت کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی تو بمعنی ابداع، اختراع، ایجاد و خلق ہوگی۔اور جب قدرت کی نسبت بندے کی طرف ہوگی تو بمعنی کسب ہوگی۔ہمارا یہ مطلب نہیں کہ بندے کی قدرت کرامت پر باعتبار خلق ہے نہیں خالق ذات مالک ذات ایک اللہ کی ہے۔ہاں جب اللہ اس کرامت کو خلق دیتا ہے تو ایک نوع کسب اس بندے کو بھی دے دیتا ہے یہ کسبا اختیار اور یہ کسب اشاعرہ وماتریدیہ کے ہاں بمعنی استطاعت ہے۔اب یہ فعل سے ملی ہے یا فعل سے پہلے!!!۔

(العیاذ باللہ پیر صاحب کا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ وہ اختیار بمعنی استطاعت حقیقی مراد لیتے ہیں شرح عقائد میں ہے کہ:

1 استطاعت کا لفظ کبھی تو سلامتی اسباب وآلات میں استعمال ہوتا ہے اور یہ استطاعت کا معنیٰ مجازی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے استطاعت فعل پر مقدم ہوتی ہے۔ 2 اور کبھی استطاعت کا اطلاق بندہ کی اس قدرت پر ہوتا ہے جس کے ذریعے فعل کا وجود ہوتا ہے اور یہ استطاعت کا حقیقی معنی ہے جس کو فعل کا مقارن بالزمان مانا جاتا ہے۔

---

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اجھوری کی کتاب کا نام پیر صاحب نے شرح عقائد لیا واللہ اعلم۔اگر ایسا ہے تو غلط لیا۔نورالدین الاجھوری متوفی ۱۰۶۶ھ جن کا مکمل نام علی بن محمد بن عبد الرحمن بن علی ہے مذہبا مالکی ہیں۔ان کی کتاب کا نام یوں ہے: ''شرح الاجھوری علی عقیدته التی نظمها فی اصول الدین'' جو کہ مصر سے شائع ہوئی ہے۔

انہاعرض یخلق اللہ تعالی فی الحیوان یفعل بہ الافعال الاختیاریہ۔(شرح عقائد،ص۲۱۹)

۔ساجد)

توہماری رائے یہ ہے کہ یہ قدرت بمعنی کسب ہے نہ کے خلق۔میں آپ کی تنقیح اس وقت تسلیم کروں گا جب آپ اپنا جواب دعوی لکھ کر دیں گے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب !اصل بات یہ ہے کہ یہاں سید حکیم صاحب بھی تشریف فرماہیں یہ رشیدیہ پڑھاتے ہیں انکومعلوم ہے کہ جب دعوی میں ابہام ہوتا ہے تو جواب دعوی کسی صورت نہیں لکھا جا سکتا۔میں نے صرف اتنا پوچھا ہے کہ آپ ولی کا کسب مانتے ہیں یا نہیں؟اگر قدرت کا سبہ مانتے ہیں تو فقط اتنا لکھ دیں۔اس اختیار سے مراد کسب ہے کہ ولی کا کسب اس کرامت کے صدور میں شامل ہوتا ہے۔

پیر صاحب:

لکھا ہوا ہے۔

مفتی ندیم صاحب:

کہاں لکھا ہوا ہے حضرت؟مناظرے میں اختیار بمعنی کسب آپ کو ثابت کرنا ہوگا فقط اختیار نہیں۔

پیر صاحب:

میں نے لکھا ہوا ہے بس چھوڑیں اور جواب دعوی لکھیں۔

مفتی غلام فرید:

پیر صاحب دعوی مکمل لکھیں اور کسب کے الفاظ داخل کریں۔

پیر صاحب:

بس مکمل ہے میں اور کچھ نہیں لکھوں گا۔(۱)

مفتی صاحب:

پیر صاحب آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں جب تک دعوی واضح نہیں ہوگا میں جواب دعوی کیسے دے سکتا ہوں؟

پیر صاحب:

بس دعوی واضح ہے آپ جواب دعوی دیں۔

مفتی صاحب:

چلیں ٹھیک ہے ہم آپ کا احترام کرتے ہیں حالانکہ یہ سراسر اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔میں آپ کو جواب دعوی دیتا ہوں جو میں نے لکھا ہوا ہے۔میرے جواب دعوی پر آپ کو کسی قسم کا اعتراض ہو،ابہام ہو میں وضاحت کیلئے حاضر ہوں۔میں تو صرف اتنی گذارش کررہا ہوں کہ یہ جو منہ سے آپ نے الفاظ نکالے کہ کرامت کے اندر بندے کی قدرت کا سبہ شامل ہے بس یہی الفاظ اختیار وقصد کے الفاظ کے آگے لکھ دیں کہ قصد سے مراد کسب ہے اس میں کیا چیز مانع ہے؟

جوابِ دعویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے دیوبند کے نزدیک معجزے اور کرامت کے صدور میں نبی اور ولی کو اختیار اور قدرت نہیں ہوتی۔

وضاحت نمبر ۱: علمائے دیوبند کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالی کا فعل ہے۔جب اللہ چاہے نبی اور ولی کے ہاتھ پر صادر فرمادیتا ہے نبی اور ولی کو

---

(۱) پیر صاحب کو معلوم تھا کہ اختیار ایک مجمل محتمل لفظ ہے اور چھ معانی کا احتمال رکھتا ہے میرے پاس حوالے صرف اختیار کے لفظ پر ہیں نہ کہ اختیار بمعنی کسب اگر کسب لکھ دوں تو پھر دلائل میں اختیار بمعنی کسب ثابت کرنا ہوگا جس پر کوئی دلیل نہیں لہذا اکترارہے ہیں،ساجد)

اسکے صادر کرنے میں کوئی اختیار وقدرت نہیں ہوتی۔

وضاحت نمبر۲: جواب دعوی میں اختیار سے مراد وہ اختیار ہے جو بمعنی قدرت ہو اختیار بمعنی چاہت وطلب مراد نہیں۔ یعنی نبی اور ولی کی جب چاہت، پسند وطلب ہوتو اللہ تعالی ان کی چاہت یا طلب کے موافق ان کے ہاتھ پر اس خرق عادت کا صدور فرمادیتا ہے ہاں اگر اللہ نہ چاہے تو صادر نہیں فرماتا۔

وضاحت نمبر۳: معجزہ اور کرامت خرق عادت امور ہیں لہذا اس میں بندے کی نہ قدرت کاسبہ شامل ہے نہ خالقہ۔

وضاحت نمبر۴: جولوگ خارق للعادۃ امور میں بندے کا کسب یا خلق مانتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ساتھ شرک کے مرتکب ہورہے ہیں۔

وضاحت نمبر۵: ہماری بحث کرامت میں ہوگی اسباب کرامات میں نہیں

وضاحت نمبر۶: ہماری بحث کرامت اصطلاحی میں ہے کرامت لغوی میں نہیں۔

ایک بات مجھے یاد آئی کہ پیر صاحب آپ نے کہا کہ تصرفات کا لفظ متکلمین کی کتب میں نہیں تو امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے ''راہ ہدایت'' میں متکلمین کی کتب کا ذکر کیا ہے جس میں تصرفات کا ذکر ہے۔ میں ان شاءاللہ کتاب آپ کو بھجوادوں گا آپ اس کا مطالعہ کرلیجئے گا۔

(پیر صاحب اس تقریر کے دوران مسلسل مداخلت کرتے رہے اور مفتی صاحب نے بڑی مشکل سے اپنی گفتگو مکمل کرکے مائیک پیر صاحب کے حوالے کیا۔ساجد)

پیر صاحب:

میں یہاں ایک غامض بحث کروں گا اور اللہ سے دعا کروں گا کہ اللہ پاک ہمیں یہ بحث سمجھادے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی عبدالرحمن صاحب!!! کہ آپ نے کہا کہ کرامت اور معجزہ یہ اللہ کا فعل ہے اگر آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ کرامت اور معجزہ اللہ کا فعل ہے تو یہ شرک وکفر ہے میں نے یہ کیوں کہا؟ اس لئے کہ یہ فِعل نہیں فَعل ہے۔

مغنیسی نے کیا لکھا ہے شرح فقہ الاکبر میں فَعل از قبیل تکوینات ہے اور یہ قدیم ہے۔ صفات افعال میں سے ہے اور فِعل یہ حادث ہے۔تو ہم جو کتاب پڑھاتے ہیں معری جس پر اعراب لگے ہوئے ہوتے ہیں شرح عقائد جب آپ بحث تکوین کی پڑھیں گے اور اجھوری نے لکھا ہے کہ یہ فِعل نہیں بلکہ فَعل ہے۔اورالاقتصاد میں امام غزالی نے لکھا ہے۔اگر یہ فَعل ہے تو نسبت تکوین کی طرف آجائے گی اور یہ قدیم ہو جائے گا اور اگر یہ فِعل ہے تو اس کی نسبت عبد کی طرف ہو جائے گی اور یہ پھر حادث ہو جائے گی۔کرامت حادث ہے جب آپ اس پر فعل اللہ کا اطلاق کریں گے تو نسبت اللہ کی طرف حادث ہو جائے گی۔

(**لطیفه**: یہ ساری بحث پیر صاحب کے ساتھ بیٹھے حکیم صاحب ان کو املا کراتے رہے اور پیر صاحب سے پہلے بولتے رہے اس مقام پر پیر صاحب بھی تنگ ہو کر کہتے ہیں کہ یار مجھے بات کرنے کیلئے چھوڑو میں کر رہا ہوں بات۔ساجد)

بہر حال جب اس کی نسبت آپ اللہ کی طرف کریں گے تو حوادث کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی۔حالانکہ اللہ محل حوادث نہیں مختصر بات کرتا ہوں کہ لفظ فعل نہیں ابوالمنتھی اور مغنیسی نے تصریح کی ہے کہ جب ف ع ل کی نسبت جب عبد کی طرف ہوگی تو بمعنی فِعل اور جب نسبت اللہ کی طرف ہو تو بمعنی فَعل ہوگا۔تو جب فِعل ہوگا تو حادث ہوگا اور جب فَعل ہوگا تو راجع الی التکوین ہو کر قدیم ہوگا۔وضاحت کریں کہ یہ فَعل ہے یا فِعل ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب ! اگر بات کرنی ہے مغالطات پر تو ایسے تین مغالطے میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔

آپ نے کہا کہ فعل کی نسبت اللہ کی طرف کرنا یہ کفر وشرک ہے ان شاءاللہ میدان مناظرہ میں سینکڑوں کتب سے حوالے دوں گا کہ محققین علمائے دیوبند نے اس کوفعل ہی مانا ہے نہ کہ فِعل ۔آپ باتیں کرتے ہیں اول تو جو کچھ آپ نے ابھی کہا یہ سب سید حکیم نے آپ کولکھ کر دیا اسی لئے بار بار آپ کے کان میں کھسر پسر کر رہا ہے کہ کیا بولنا ہے ۔آپ کو تو خود بھی اس بحث کا علم نہیں ۔

میں یہ ثابت کروں گا کہ سید حکیم کی تحقیق درست ہے یا شیخ سرفراز خان صفدر صاحب، شیخ طیب صاحب، مفتی شفیع صاحب کی تحقیق درست ہے ۔ہم اس میدان میں بھی با حوالہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ فِعل ہے فَعل نہیں لیکن یہ دلائل کی مجلس نہیں ۔

فعال لما یرید۔۔

ان اللہ یفعل ما یشاء

کیا یہ سب فعل کی نسبت نہیں؟ میں جب آپ سے وضاحت مانگتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ فلاں کتاب میں یوں لکھا ہے فلاں میں یوں ۔او بھائی!! کتابوں میں تو بہت کچھ لکھا ہوا ہے ۔ جو میں نے آپ سے پوچھا اس کا جواب دو ۔حوالے دینے کا شوق آپ میدان مناظرہ میں پورا کر لینا ۔یہ دعوے کی وضاحت کا میدان ہے کتاب کا نام لیکر تو کوئی کچھ بھی بول دے مجھے کیا پتہ کہ کیا صحیح بولا کیا غلط؟ سیاق وسباق کیا ہے؟ آپ ہمیں کہتے ہم اپنے ساتھ کتب لاتے ۔

میں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ خرق عادۃ میں آپ جو اختیار مانتے ہیں وہ بمعنی کسب مانتے ہیں یا نہیں؟ جس طرح بھی مانتے ہیں براہ کرم دعوے میں اسکولکھ کر دیں ۔کیونکہ مناظرے میں اسی معنی پر حوالے پیش کرنے ہوں گے ۔

اگلی بات آپ حکم لگائیں جس طرح میں نے وضاحت کے ضمن میں حکم لگایا۔

پیر صاحب:

(ایک دفعہ پھر آداب گفتگو کا لحاظ کئے بغیر بیچ میں بولتے ہوئے)اچھا ویسے پوچھ رہا ہوں یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ خرق عادۃ میں جو کسب مانتا ہے وہ ارتکاب شرک کر رہا ہے اس شرک سے آپ کی کیا مراد ہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

خرق میں نہ بندے کا کسب ہوتا ہے نہ خلق، بخلاف خرق عادت کے علاوہ اس میں بندے کی قدرت کا سبہ اور رب کی قدرت خالقہ کا دخل ہوتا ہے۔خرق عادۃ میں بندے کا کسب ماننا اس کو ہمارے اکابر نے شرک کہا ہے۔

پیر صاحب:

کرامت میں جو کسب مانتا ہے اسے شرک کہا ہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

جی خرق عادۃ امور میں ۔کرامت و معجزہ کا باقاعدہ ذکر کیا ہے۔کہ اس میں بندے کا کسب ماننا شرک ہے۔

پیر صاحب:

یہ آپ مناظرے میں پیش کریں گے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

جی بالکل ان شاءاللہ میں پیش کروں گا لیکن آپ دعوے میں ''کسب'' کا تو ذکر کریں نا تا کہ وضاحت ہو جائے۔

مفتی غلام فرید صاحب:

پیر صاحب! مفتی صاحب دعوے میں جس چیز کی وضاحت کر کے اسے ذکر کرنے کا کہہ رہے ہیں آپ کی ذمہ داری ہے اور اخلاقی فرض ہے کہ اسے ذکر کریں۔

پیر صاحب:

جی بالکل میں ابھی ذکر کرتا ہوں اسکو۔میں نے آپ سے ایک بات پوچھی میں اس کی وضاحت بھی کروں گا کہ میں نے کیوں پوچھی ۔دیکھو آپ اس پر تحقیق کرلیں تحقیق اچھی چیز ہے ۔ہم نے تو شروع میں کہا تھا کہ ہم احقاق ماھو الحق اور ابطال ماھو الباطل

کریں گے ۔میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس پر تحقیق کرلیں یا کسی سے پوچھ لیں ۔اللہ کی طرف فَعل کی نسبت ہوگی فِعل کی نہیں اگر آپ فِعل کی نسبت اللہ کی طرف کریں گے تو یہ بڑی خطرناک بات ہے۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

پیر صاحب! آپ اصل موضوع سے ہٹ رہے ہیں یہاں فِعل وفَعل کی بحث نہیں کرامت کی بحث ہے کہ کسبی ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب کی اس بات پر پیر صاحب سخت ناراض ہوئے کہ میں اس کا اب کیا کروں؟ فعل وفعل کی وضاحت نہیں ہوئی ۔حالانکہ اصولی طور پر مفتی غلام فرید صاحب نے کوئی غلط بات نہیں کی تھی ثانیاوہ منتظم مناظرہ اور میزبان تھے کیا ان کو اتنا کہنے کا حق بھی نہیں تھا جو پیر صاحب بھڑک اٹھے؟

اس موقع پر مفتی صاحب نے کہا کہ بس پیر صاحب کو بولنے دیں ان کو نہ ٹوکیں۔

پیر صاحب:

میں پھر آپ کو کہوں گا یہ فِعل اللہ کا نہیں فَعل اللہ کا ہے ۔ایک بات تو یہ ہوگئی ۔میں کتنی دفعہ آپ کو یہ کہہ چکا ہوں کہ ہم قدرت بمعنی ابداع ،ابداع بمعنی ایجاد اور ایجاد بمعنی انشاء بندے کی قدرت میں نہیں مانتے ۔ایک قدرت ہے ایک کسب ہے لامیشی نے تصریح کی ہے کہ قدرت کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو بمعنی ایجاد الفعل ،خلق الفعل ہے اور جب بندے کی طرف نسبت ہو تو معنی کسب ہوگا اور کسب بمعنی استطاعت ہے ۔اگر آپ کسب بمعنی استطاعت کو نہیں لیں گے تو آپ پر جبریہ کا مسلک لازم ہو جائے گا۔

(سید حکیم شرارتی اپنی فطرت سے مجبور سبحان اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے ۔ساجد)

جبریہ کا مسلک اس طرح لازم ہوگا کہ اللہ تعالی نے کسبا قدرت دی ہوئی ہے اور کسب بمعنی استطاعت ہے ۔اور ہماری اشاعرہ وماتریدیہ کی رائے یہ ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہے ۔اگر آپ نفی استطاعت کی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کسب بھی آدمی کی قدرت میں نہیں تو یہ عقیدہ جبریہ کا ہے ۔ہم اسکو ثابت کریں گے ہم آپ افعال میں کسب بمعنی استطاعت کا انکار

نہیں کرتے تو کرامت و معجزہ میں کیسے انکار کردیں؟ (۱)

اگرآپ علمائے دیوبند کی عبارات پیش کریں گے تو علمائے دیوبند کی عبارات اس وقت حجت ہوں گی یہ بات یاد رکھیں علمائے دیوبند کی عبارات اس وقت حجت ہوں گی جب آپ اس پر نقل متکلمین سے پیش کریں گے۔کہ یہ نقل علمائے دیوبند کی متقدمین اشاعرہ یا احناف کے قول کے مطابق ہے۔اب ایک بات آجائے اس میں نسفی کچھ کہتا ہے شرح عقائد کچھ کہتا ہے اس میں تبصرۃ الادلۃ کچھ کہتا ہے اور اس میں چھوٹے علماء جو ہماری نسبت سے بڑے ہیں آسمان کے ستارے ہیں وہ کچھ اور کہتے ہیں یہ بات میں نے پہلے بھی آپ کو کہی تھی اگرچہ آپ نے اس پر کلپ بھی کیا تھا کہ اگر مقابلہ اشعریت ، ماتریدیت اور حنفیت آجائے گی تو میں دیوبندیت کو ترجیح دوں گا۔نہیں ہمارا یہ طریقہ کار نہیں۔اگر ہمارے علمائے دیوبند میں اختلاف آگیا اور انہوں نے اس میں متقدمین کا قول نقل کیا ہو تو ہمارے لئے علمائے دیوبند کا قول حجت ہوگا۔لیکن علمائے دیوبند نے کوئی بات کی اور بدون نقل کی تو آپ اس پر ناراض مت ہونا (ہمیں وہ قبول نہ ہوگا) تم چھوٹے آج ہمیں دیوبند مت سکھاؤ۔

اگر بات کرنی ہے علمائے دیوبند کی تو علمائے دیوبند کی وہ بات لیں گے جو متقدمین و احناف کے اقوال کے مطابق ہوگی۔مفتی غلام فرید صاحب آپ تو اصول افتاء سے باخبر ہیں نا؟ نقل معتبر ہے۔اردو کی کتابوں کی بات اس وقت مانیں گے جب نقل موجود ہو عربی کتابوں سے۔اگر اردو کتاب ہو اور نقل نہ ہو تو میں نہیں مانتا۔میں علمائے دیوبند کو اس وقت مانوں گا جب اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطابق چلیں گے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب نے پھر کہا کہ فعل بمعنی کسب ہے۔میں مناظرہ میں ان شاء اللہ اس کو ثابت کروں گا کہ یہ فعل ہی ہے۔پیر صاحب کہتے ہیں کہ مقابلہ جب دیوبند اور ماتریدیت کا آئے

---

(۱) واہ رے پیر صاحب شروع میں کہا کہ معجزہ کو بندے کی قدرت میں نہیں مانتا اور اب معجزہ میں بھی استطاعت۔

گا تو ماتریدی ہمارے لئے حجت ہیں ۔پیر صاحب نے فون پر بھی مجھ سے پوچھا تھا۔میں نے ادب کی وجہ سے کلپ میں پیر صاحب کا نام نہیں لیا تھا مطلقا بات کی تھی ۔

پیر صاحب:

دیکھیں مفتی صاحب میں آپ سے عمر میں بڑا ہوں آپ نے اس کلپ میں سخت الفاظ میرے متعلق کہے تھے ۔مولوی عادل کا کا خیل اس میں دانت نکال رہا تھا۔میں آپ کا بڑا ہوں جب آپ میری بے ادبی کریں گے تو وہابیوں سے کیا گلہ؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب !میں نے آپ کا نام نہیں لیا ہوگا۔میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس وقت اشعریت اور دیوبندیت کا مقابلہ آئے گا میں اشعریت کو تسلیم نہیں کروں گا۔دیوبند کی انفرادی تحقیق نہیں اجتماعی تحقیق کی بات کر رہا ہوں ۔پیر صاحب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ حنفیت و دیوبندیت کا مقابلہ ہوجائے ۔میں نے کہا کہ اگر دیوبندیت سے حنفیت ہٹ جائے تو وہ دیوبندیت کہاں رہی وہ تو بریلویت ہوگئی میں ایسی حنفیت کو نہیں مانتا۔

(پیر صاحب نے اس دوران پھر مداخلت کی اور بات مکمل کرنے نہ دی جس پر مفتی صاحب نے کہا۔۔۔)

اچھا پیر صاحب !!!بس خدارا دو باتیں لکھ دیں جس نے فعل کی نسبت اللہ کی طرف کی وہ کافر ومشرک ہے اور اختیار سے مراد قدرۃ کا سبہ ہے بس بات ختم ۔

(پیر صاحب نے پھر مداخلت کی تو مفتی صاحب نے کہا کہ پیر صاحب مجھے بولنے تو دیں اگر آپ ہی نے بولنا ہے تو پھر آپ اپنا درس سنائیں میں خاموشی سے درس سن کر چلا جاوں گا۔مفتی صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا)

اگلی بات آپ کے ہاں جن کرامات میں بندے کی قدرت کاسبہ ہے آپ اس کے منکر کو کافر یا گمراہ کیا سمجھتے ہیں؟ یا کوئی فتوی نہیں لگاتے؟

پھر آپ کے اصول پر جب بندے کی قدرت کاسبہ کرامت میں کار فرما ہے

تو بندے کا تو ہر عمل کرامت ہو جائے گا، کیونکہ کسب تو اس کے ہر فعل میں ہے۔ سید حکیم صاحب کی وائس ہمارے پاس موجود ہے کہ کرامت میں قدرت کاسبہ بندے کی ہے اور قدرت خالقہ رب کی ہے۔

پیر صاحب:

بعد حمد وصلوۃ

یہ بات آپ یاد رکھیں کہ ہماری یہ باتیں استطاعت، جبر واختیار کی مباحث کی طرف جائیں گی۔ اور یہ ان شاء اللہ ہم کتب سے ثابت کریں گے۔ میں یہ کہوں گا کہ خلق اللہ کا ہے اور کسب العبد کا دخل اس میں ہے۔

(مفتی صاحب نے اس موقع پر کہا: ''تو لکھ کر دے دینا'')

ہاں ہاں لکھو فیض الباری نے تصریح کی ہے۔

میں نے آپ سے ایک سوال کیا آپ جواب نہیں دیتے۔

(اس موقع پر سید حکیم نے شرارتی عادت سے مجبور ہو کر پیر صاحب کو کہا کہ فِعل اور فَعل والی بات کریں جس پر پیر صاحب کہتے ہیں کوئی بات نہیں چھوڑو بات میں دیکھ لیں گے۔ اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا)

دیکھو مفتی صاحب! آپ جو بندے کے اختیار کا سلب کرتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ آپ سلب کی نفی کرتے ہیں بندے سے باعتبار خلق مگر اب معلوم ہوا کہ آپ تو نفی کر رہے ہیں باعتبار کسب۔ جب آپ نے سلب الاختیار باعتبار کسب کیا تو آپ پر جبر کا عقیدہ لازم ہوا کیا یہ آپ کا عقیدہ ہے کہ کرامت کے طور پر جو صادر ہو رہا ہے اس میں جبر ہے؟

عام حالات میں بندے کے افعال میں کسب واختیار ہوتا ہے تو جب معجزہ وکرامت اس سے صادر ہوتے ہیں تو کیا اس صدور کے وقت اس پر جبر ہوتا ہے یہ مجبور محض ہوتا ہے؟ بین بین کوئی واسطہ نہیں یا جبر ہو گا یا اختیار جب اختیار کی نفی کر دی تو لامحالہ جبر مان لیا۔

اگلی بات میں اب تک آپ کے جواب دعوی کو نہیں سمجھ پایا کہ آپ کا جواب دعوی کیا ہے؟ آپ ذرا اپنا جواب دعوی پڑھ کر سنائیں۔

(سید حکیم داشر کو نہ اس موقع پر کہتا ہے ”جی بالکل یہ اہم بات ہے“)

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بعد حمد و صلوۃ

میں گذارش کروں گا کہ مدعی آپ ہیں ۔مدعی کی چاروں تعریفات آپ پر صادق آتی ہیں ۔

تنقیحات مدعیٰ علیہ کا کام ہوتاہے مدعی کا نہیں ۔آپ اصول کی خلاف ورزی کررہے ہیں ۔میرا جواب دعوی واضح ہے جو چیز سمجھ نہیں آرہی پوچھیں میں سمجھانے کو تیار ہوں ۔پیر صاحب مجھے کہتے ہیں کہ ڈرومت حوالے نہیں دے رہا۔میں الحمدللہ حوالوں سے نہیں ڈرتا میری زندگی مناظروں میں گزرگئی میں نے اس دن بھی مفتی غلام فرید صاحب سے کہا تھا کہ آج کے دن مبادیات نہیں مناظرہ رکھو پھر حوالوں کا پتہ چلتا۔مگر آپ اس کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ پیر صاحب مبادیات میں کوئی حوالے پیش نہیں کرتا آپ مسلسل اصولوں کا خون کررہے ہیں مگر ہم برداشت کررہے ہیں یہ تنقیح دعوی کی مجلس ہے اس میں نہ کوئی دلیل پیش کرتا ہے نہ حوالے۔

پیر صاحب کہتے ہیں کرامت میں خلق اللہ کا کسب بندے کا اسی کو لکھیں دعوی میں ۔میں آپ سے یہی کہہ رہا ہوں کہ خرق عادۃ میں بندے کی نہ قدرت کاسبہ ہے نہ خالقہ ۔میں بار بار کہتا ہوں اس میں کسب کا ماننا شرک ہے ہمارے بزرگوں کے نزدیک امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے اس پر کتاب لکھی ہے۔

(پیر صاحب نے اس موقع پر فرمایا کہ:”میں نے پڑھی ہے“۔مفتی صاحب نے جواباً کہا:”کوئی بات نہیں ایک دفعہ دوبارہ پڑھ لیں اس باب میں بریلویہ کی کتب کو ترک کردیں“۔اس موقع پر بے ادب وگستاخ سید حکیم جسے کسی پل چین نہیں مل رہا تھا مفتی صاحب کو کہتے ہیں کہ:”آپ بھی نجدی کی کتب کو ترک کردیں“۔اس پر مفتی صاحب نے کہا)

کیا امام اہلسنت نجدی ہیں؟ اگر وہ نجدی ہیں تو میں ہزار دفعہ نجدی ہوں ۔امام اہلسنت علمائے دیوبند کے مسلم ترجمان ہیں۔

(اس موقع پر اپنی عادت سے مجبور پیر صاحب اور ان کے حواری بار بار بات کو ٹوکتے

اورشورشرابا کرتے مگر مفتی صاحب نے بات جاری رکھی)

آپ کہتے ہیں کہ سلب اختیار کا کرتے ہو یہ جبر ہے۔

پیر صاحب:

مولوی عبد الرحمن صاحب! میں نے کونسی بریلویوں کی کتاب کا مطالعہ کیا ہے جو الزام لگاتے ہو؟

مولانا عبد الرحمن صاحب

حضرت میں اس کا گواہ ہوں میں نے خود دیکھا ہے بریلویوں کی ''نور ہدایت'' کا مطالعہ کر رہے تھے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

حضرت میرے پاس آپ کی خانقاہ کی تصاویر ہیں آپ کے اپنے لوگوں نے کھینچ کر بھیجی ہیں کہ آپ اس موضوع پر بریلویوں کی ''نور ہدایت'' کا مطالعہ کر رہے ہیں کیوں ہمیں مجبور کرتے ہیں؟ بس چھوڑیں ان باتوں کو۔

آپ کو جواب دعوی سمجھ نہیں آیا میں پڑھتا ہوں ایک دفعہ پھر سن لیں۔

(اسکے بعد جواب دعوی دہراتے ہویے)

نبی کو معجزہ اور ولی کو کرامت پر نہ قدرت کاسبہ ہے نہ خالقہ یہ جبر نہیں پیر صاحب میرے اکابر کا نظریہ ہے۔آپ سے پہلے سیفیوں نے تبلیغی جماعت کو جبریہ کہا تھا اگر آج آپ علمائے دیوبند کو جبریہ کہتے ہیں تو یہ آپ کی جرات ہے۔

(تنقیح نمبر۶) آپ نے پہلے کہا تھا کہ نہیں قدرت کاسبہ نہیں بلکہ اختیار سے مراد ''اسباب کرامات'' ہے پھر سید حکیم نے کہا کہ بعض ''اسباب'' اختیاری ہیں، بعض غیر اختیاری۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کونسے اسباب اختیاری ہیں کونسے غیر اختیاری؟ اس کی وضاحت کریں۔

(اس موقع پر مفتی صاحب کی طرف سے مدعی کی چار تعریفیں ذکر کی گئیں کہ وہ پیر صاحب

پر صادق آتی ہیں اور پھر نماز کے وقفے کا اعلان کر دیا گیا)

(بعد از وقفہ نماز)

مفتی ندیم صاحب مبارک:

دیکھیں پیر صاحب! آپ کے شاگرد مفتی سید حکیم صاحب نے ہمیں اپنا عقیدہ صوتی پیغام میں یہ بھیجا تھا جو تحریراً ہم نے لکھا ہوا ہے:

پیر صاحب کے نمائندے سیّد حکیم کا جواب اور اپنا نظریہ

(1) کرامات اولیاء حق ہے۔

(2) جو کرامات نص قطعی سے ثابت ہے اس کے منکر کو کافر کہتا ہوں اور جو کرامات نص قطعی سے ثابت نہیں، اس کے منکر کو ضال مضل اور مبتدع فی العقیدہ کہتا ہوں۔

(3) ہم کرامات اختیاری کے بھی قائل ہیں اور غیر اختیاری کے بھی، اور کرامات اختیاری سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس میں بندہ کا قدرتِ کاسبہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت خالقہ، اور بندہ کا یہ قدرت کاسبہ بھی تحت قدرۃ اللہ ہے۔

(4) پہلے ہماری تحقیق یہ تھی کہ کرامات کے اسباب اختیاری ہے مگر اب ہمارا موقف یہ ہے کہ اسباب بھی سارے کے سارے اختیاری نہیں، بلکہ اسباب میں بھی بعض اختیاری ہیں اور بعض غیر اختیاری۔ لیکن بہرحال کرامات میں دو قول ہے ایک یہ کہ اختیاری اور دوسرا یہ کہ غیر اختیاری اور اختیاری سے مراد تحت قدرۃِ العبد ہے اور یہاں قدرت سے مراد قدرتِ کاسبہ ہے اور بندہ ارادہ کرلیتا ہے اور اسی کے موافق اللہ تعالیٰ کرامت صادر کرلیتا ہے۔ (انتہی)

یہ عقیدہ مفتی طلحہ صاحب کو سید حکیم نے بھیجا تھا۔ اگر کوئی بات مفتی طلحہ صاحب نے خود سے شامل کی ہے تو بتلائیں ہم نکال دیں گے۔ اگر آپ کا یہی عقیدہ ہے تو اسی کو لکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

آپ بعض باتیں زبانی توتسلیم کررہے ہیں لیکن تحریر میں اس کولانے سے کترارہے ہیں ۔سارا جھگڑااسی میں چل رہاہے اور مجلس بھی اسی لئے اتنی طویل ہوگئی ہے ۔سید حکیم نے جو کچھ لکھااس پر بس اکتفا کریں اس پرہی بحث کریں گے ۔

پیر صاحب:

میں کسی کے لکھے ہوئے کاپابند نہیں ۔یہ خود ہی اس کی وضاحت کریں مجھے اس کا کوئی علم نہیں ۔

سید حکیم:

مفتی صاحب مبارک! جوکچھ آپ نے کہایہ میں نے اپنی زبان سے کہاہے میں اس کا اقرار کرتاہوں لیکن مفتی صاحب اب تک جو کچھ بحث ہوئی میں اس میں کچھ وضاحت کرناچاہتا ہوں ممکن ہے ہمارااور آپ کے اختلاف میں بہت سے امورنزاعی لفظی ہوں ۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

نزاع لفظی کو چھوڑیں اس کیلئے پیر صاحب موجود ہیں آپ سے جو پوچھا گیااورجس چیز کی وضاحت مانگی گئی اس کی وضاحت کریں ۔

سید حکیم:

جی جی اسی کی کرتاہوں ۔میں نے کچھ بھی نہیں لکھا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

او بھائی!! لکھے کی بات نہیں کررہا۔آپ کی وائس تھی ۔اس آواز کولفظ بلفظ تحریر کی صورت میں یہاں لکھا گیاہے اگراس میں کوئی کمی بیشی ہے تواس کی وضاحت کریں ۔

سید حکیم:

طلحہ نے تو مجھے گالیاں دی ہیں ۔رات ایک دو بجے مجھے کال کرتامیں یامطالعہ کرتااس وقت یا آرام کررہاہوتا۔وہ توچوبیس گھنٹے فارغ معلوم ہوتاہے لگتاہے کوئی کام

دھندا اس کا نہیں تھا۔

پیر صاحب:

اچھا آپ نے نہیں لکھا؟۔

سید حکیم:

جی میں نے نہیں لکھا۔

احباب کی وضاحت:

پیر صاحب! ہم کب کہہ رہے ہیں کہ اس نے لکھا ہے؟ اس کی وائس میسج ہے اس کو لفظ بلفظ نقل کیا ہے ہم نے۔

پیر صاحب:

ویسے میں ایک سوال آپ سے کرتا ہوں آپ مفتیان کرام ہیں۔ اگر وکیل وموکل کے درمیان کوئی نزاع آگیا تو کس کی بات کا اعتبار ہے؟

احباب:

حضرت یہ آپ کے شاگرد ہیں آپ کا نام لیکر یہ دعوی لکھوایا ہے۔

پیر صاحب:

دیکھو میرے اور اس کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ مفتی صاحب آپ سے پوچھتا ہوں میں نے جو دعوی لکھا ہے اور اس نے جو کہا ہے اس میں ما بہ الفرق کیا ہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

اول بات تو یہ کہ سید حکیم کہتے ہیں کہ یہ میری تحریر نہیں بالکل آپ کی تحریر نہیں یہ تحریر آپ کی تقریر ہے جو آپ کی وائس سے نقل کی گئی ہے اور کل میں نے آپ کی آواز کے ساتھ اس تحریر کو ملایا تو ایک لفظ کا فرق نہ پایا۔ اور اگر آج کہتے ہیں کہ میری تحقیق پھر بدل گئی ہے تو ٹھیک ہے نئی تحقیق لکھ کر دے دیں۔

فرق یہ ہے کہ اپنے دعوی میں لکھ کر دیں کہ کرامت میں قدرت کاسبہ بندے کی ہے اور قدرت خالقہ اللہ تعالی کی ہے یہی اختیار سے مراد ہے.جس طرح سید حکیم نے صاف صاف لکھا ہے۔آپ نہیں لکھتے سید حکیم نے لکھا ہوا ہے۔

دوسری بات سید حکیم نے کہا کہ پچھلے سال جوتحریر میں نے لکھ کر دی آپ اس کو جواب دعوی مان لیں میں اس کو دعوی تو دیکھیں یہ رحیم اللہ کالامی نے پانچ منٹ کی وائس کلپ پیر صاحب کی ہمیں پچھلے سال بھیجی ۔ پیر صاحب اس میں کہتے ہیں کہ میں اسباب اختیاری مانتا ہوں اختیار سے مراد میری اسباب کرامت ہیں نہ کہ نفس کرامت ۔میں نے اس پر ایک تحریری نوٹ لکھ لیا۔

کالامی مجھے کہتا ہے کہ:’’بعینہ یہی موقف پیر صاحب کا ہے‘‘۔اگر چہ مجھے معلوم ہے پیر صاحب کے بیانات اس کے خلاف ہیں ۔اس کے بعد پیر صاحب کی وائس بھیجی جس میں کہتے ہیں کہ کرامت اختیاری سے میری مراد اسباب کرامت ہیں نہ کہ نفس کرامت ۔میں نے کہا ٹھیک اس میں تو ہمارا اتفاق ہے۔اسکے جواب میں پھر میں نے یہ تحریر لکھ کر بھیجی ۔جواب دعوی الگ چیز ہوتا ہے دعوی الگ دونوں کے لکھنے کا انداز کچھ مختلف ہوتا ہے۔مناظرہ میں دعوی جواب دعوی مختصر جامع مانع الفاظ میں لکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی ہر شق کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنا ہوتا ہے۔

سید حکیم کا مفتی طلحہ صاحب پر جھوٹا الزام اور منہ توڑ جواب

اگلی بات پرانی بات چھوڑیں اب کچھ دن پہلے آپ کی اور مفتی طلحہ صاحب کے مناظرے کی ترتیب بنی ہم اس میں کھل کر نہیں آرہے تھے کیونکہ ہمارا اور آپ کا معاہدہ تھا کہ ان باتوں کو میڈیا پر نہیں لائیں گے۔آپ نے مفتی طلحہ صاحب کی بات کی یقین جانیں میں نے خود مفتی طلحہ صاحب سے رابطہ کیا کہ یہ مناظرہ کیوں کیا جارہا ہے؟ تو انہوں نے ساری آڈیوز مجھے بھیجیں ۔یقین جانیں ان کی ساری گفتگو علمی ،ادب وآداب کے دائرے میں تھی انہوں نے آپ کو کوئی گالی نہیں دی جبکہ آپ نے گالی دی ان کی بیوی کو معاذ اللہ گالی کی صورت میں یاد کیا۔

ادب واحترم سے ہٹ کر آپ کی گفتگو تھی اور یہ سارا مود آج بھی فیس بک پر موجود ہے۔کیوں آپ خلاف واقعہ باتیں یہاں کررہے ہیں؟ کہ اس نے مجھے گالیاں دی ہیں۔خدا کی قسم ان کی باتوں میں کوئی گالی نہیں،سخت الفاظ نہیں،بے ادبی نہیں۔سخت الفاظ بھی آپ نے کہے،بے ادبی بھی آپ نے کی اور گالی بھی آپ نے دی جو نیٹ پر موجود ہیں نکال کر سن لیں۔ اسکے باوجود میں نے نہ آپ سے گلہ کیا نہ آپ کے خلاف کوئی گفتگو کی حالانکہ معاہدے کی خلاف ورزی آپ نے کی۔

بہرحال سید حکیم صاحب کے دعوے میں ساری وضاحت ہے،پیر صاحب آپ کا لکھا ہوا دعوی واضح نہیں۔آپ منہ سے اقرار کرتے ہیں لکھتے نہیں۔جب لکھنے کا بولتے ہیں تو بات کو طول دیتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہاں،فلاں نے یہ تحقیق کی۔حضرت یہ کہا،وہ تحقیق کی،یوں کہا،کیوں کہا یہ مناظرے میں پیش کرنا یہاں صرف اور صرف دعوے کو واضح طور پر لکھیں بس!!!۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

پیر صاحب!مہربانی کریں۔تحریر کی صورت میں اپنا دعوی واضح کرکے لکھ کر دیں تاکہ مجلس ختم کی جائے۔

پیر صاحب:

کیوں نہیں لکھ کر دیا،تین دفعہ تو لکھ کر دیا ہے۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

کہاں لکھ کر دیا ہے؟ دکھائیں مجھے۔پڑھ کر سنائیں مجھے۔نہیں دیا نا بابا۔آپ پہلے دعوی لکھ کر دیں پھر باتیں کرنا۔

پیر صاحب:

مفتی صاحب نے لے لیا ہے ہمارا دعوی۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

میرے پاس نہیں۔

مفتی غلام فرید صاحب:

نہیں ہے مفتی صاحب کے پاس۔آپ لوگ اول دعوی لکھ کر دیں پھر بات ہوگی۔باقی جوآپ تنقیح کے نام پرادھرادھر کی باتیں کررہے ہیں یہ سب ترک کریں ۔یہ مناظرے میں پیش کرنا ابھی صرف دعوی واضح لکھ کر دیں اور بس پھر دعا کرتے ہیں۔

سید حکیم:

مفتی صاحب میری ذراایک منٹ بات سن لیں۔

احباب:

آپ کو بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔

سید حکیم:

نہیں میں بس مختصر بات کروں گا۔مفتی صاحب جومدعی میں نے ذکر کیا تھا کہ اسباب اختیاری بھی ہیں غیر اختیاری بھی ۔یہ دروس قرآن کے اصول پر میں کہتا ہوں ۔یعقوب علیہ السلام ۔۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

خاموش!!!کوئی حوالہ ،دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ مناظرے میں پیش کرناصرف دعوی واضح کروبس۔بس آپ کالکھاہوادعوی واضح ہے اسی پر بات کریں گے صرف اتنی تعیین کردیں کہ کونسی کرامات اختیاری ہیں کونسی غیر اختیاری؟

سید حکیم:

اچھا،اچھاٹھیک ٹھیک میں میں کرتاہوں۔

مفتی فیض الحسین حقانی:

اصل میں مفتی صاحب ان کو پتہ ہی نہیں ۔ان کومناظرے کی شدبدہی نہیں ۔ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مناظرے میں اول کیا پیش کرتے ہیں؟ ۔ثانیا کیا ہوتا ہے؟ ۔مبادیات، اوساط؟

کچھ پتہ نہیں ان کو۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

یہی تو میں بول بول کر تھک گیا ہوں کہ تحقیقات کیلئے مناظرے کا دن ہے حوالوں کیلئے مناظرے کا دن ہے وہ یہ آج پیش کر رہے ہیں اور تنقیح دعوے کیلئے آج کا دن ہے اس سے یہ لوگ فرار کر رہے ہیں۔

مفتی طیب صاحب:

حکیم صاحب آپ نے جو مفتی طلحہ صاحب کو لکھ کر دیا تھا بس اسی پر بات کرتے ہیں۔

سید حکیم:

میں نے مفتی طلحہ کو لکھ کر دیا تھا کہ اسباب اختیاری بھی ہیں غیر اختیاری بھی۔

مفتی ندیم صاحب:

بس وہ لکھ کر وضاحت کر دو کہ کونسے اختیاری ہیں کونسے غیر اختیاری؟

سید حکیم:

اختیاری وہ اسباب ہیں جو تحت قدرۃ العبد ہوں۔یعنی قدرت کاسبہ۔

پیر صاحب:

ویسے میں آپ دونوں سے پوچھتا ہوں کیا کرامت میں اسباب عادی کو دخل ہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

دیکھیں پیر صاحب! ہم اسباب کو کرامت میں داخل نہیں مانتے۔آپ کے سید حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ہم جو"اختیاری" کہتے ہیں اس سے ہماری مراد"اسباب کرامت"ہیں۔ہم نے کہا کہ اسباب کا تو کرامت میں کوئی دخل نہیں پھر اس فساد کی کیا ضرورت؟لیکن چلو بات اس پر ختم ہوتی ہے تو اسی پر ختم کرو۔

پیر صاحب:

اسباب کرامت میں دخل نہیں میں اس کو نہیں مانتا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

جب نہیں ہے تو لکھ کر کیوں دیا؟ ابھی اس مجلس میں اس نے کہا کہ بعض اسباب ایسے ہیں جو تحت قدرۃ العبد ہیں اور بعض اسباب ایسے ہیں جو بندے کی قدرت کے تحت نہیں یعنی آپ کے حکیم صاحب کے نزدیک بعض اسباب بھی ''خرق عادۃ'' ہیں۔

سید حکیم:

نہیں جی! نہیں جی!۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

نہیں جی کیا ہوتا ہے؟ ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟

پیر صاحب:

مجھے بات کرنے دو

مفتی ندیم صاحب مبارک:

دیکھیں پھر صاحب آپ بات کر کے بات کو پھر الجھائیں گے۔ یہ سید حکیم نے جو کہا بس اس پر اکتفاء کرتے ہیں اس کو آپ اپنا دعوی تسلیم کرلیں۔

پیر صاحب:

نہیں بس مجھے بات کرنے دو۔

مفتی فیض الحسن:

موکل صاحب نے اپنے وکیل کا رد کر دیا۔

(پیر صاحب نے اس موقع پر انتہائی بچکانہ انداز سے مفتی فیض الحسن صاحب کی نقل اتار کر ان کو ڈانٹا جو بالکل بھی ان کے شایان شان نہ تھا مگر مفتی فیض الحسن صاحب نے باوجود چھوٹا ہونے کے بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے بات کو ہنسی میں ٹال دیا۔ساجد)

پیر صاحب:

بعد حمد وصلوٰۃ

مناظر صاحب نے کہا کہ اختیار کو آپ قدرۃ کے معنی میں لیتے ہو یا کسب کے معنی؟ ہمارا قطعا یہ عقیدہ نہیں کہ قدرۃ بمعنی خلق ہے خلق، ابداع، ایجاد، انشایہ صرف اللہ کے کام ہیں۔

(پیر صاحب کے اس موقع پر پشتو میں الفاظ ''کار دا اللہ دے'' تھے ''کار'' بمعنی فعل ہے تو خود فعل کی نسبت رب کی طرف کر کے شرک وکفر کا ارتکاب کیا۔ساجد)

دوسری بات آپ نے کہا کہ کسب میں بندے کا اختیار ہے یا نہیں تو میں ان شاءاللہ اس کو ثابت کروں گا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

نہیں حضرت میں نے یہ نہیں کہا۔میں نے کہا کہ بندے کا کسب صدور کرامت میں ہے یا نہیں؟

پیر صاحب:

جی بالکل کرامت میں بندے کا کسب شامل ہے یہ ہماری رائے ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

یہی تو میں آپ سے لکھوا رہا ہوں خدارا لکھ دیں دعوے میں۔

پیر صاحب:

جی جی لکھ دیں گے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

نہیں ابھی لکھو۔بس یہی بات تھی باقی بات ختم۔

پیر صاحب:

جی جی !!یہ ہمارے اکابر کی رائے ہے وفی الکرامۃ للکسب العبد دخل

فیض الباری (قربان اس عربی پر۔ساجد) یہ بات اب ختم ہوگئی۔آپ نے کہا کہ اختیار وغیر اختیار تو اختیار بمعنی شہوۃ وتمنی ہے جیسا کہ شرح الارشاد میں ہے۔مگر یہ بطریق قصد واستطاعت ہوگا تو مقدور العبد میں جب کسی کام کی شہوۃ وتمنی ہوگی تو قصد اسکے ساتھ متعلق ہو جائے گا اور پھر اس کام کی استطاعت حاصل ہو جائے گی۔غیر مقدور العبد میں ہم استطاعت نہیں مانتے۔جیسے میرا ارادہ وقصد ہے کہ میں ہوا میں اڑوں لیکن فی الوقت میری طاقت میں نہیں۔

میں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے اکابر نے کہا ہے تحت قول الماتریدیہ تحت قول الاشاعرہ یہ نکتہ اپنے ذہن میں یاد رکھیں گے۔کہ معجزہ وکرامت میں آدمی کا بالکل بھی کسب نہیں۔معجزہ کی بات نہیں کرتا کرامت کی کرتا ہوں کہ جب بندے کے کسب کو دخل نہیں تو اس کی استطاعت کی نفی کرنی پڑے گی۔اگر آپ کہیں کہ نہیں استطاعت ہے مگر کسب نہیں تو ایسی چیزوں کو آپس میں جمع کر دیا جو بہت بڑے فساد کا ذریعہ آپ کیلئے بن سکتی ہے۔جب آپ کسب کی نفی کریں گے تو استطاعت کی نفی ہو جائے گی اور استطاعت کی نفی سے جبر متحقق ہوگیا۔اب وضاحت کروں کہ صدور وظہور معجزہ کی حالت میں کیا انبیاء مجبور ہوتے ہیں؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بعد حمد وصلوۃ

دعا کریں کہ یہ بات کسی نتیجے پر پہنچے۔میں نے پیر صاحب کو پہلے بھی کہا کہ سید حکیم صاحب نے جو لکھ کر دیا اس پر بہت بہتر طریقے سے جانبین سے مناظرہ ہوسکتا ہے۔بہر حال پیر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں اس کو چھوڑو تو ٹھیک۔

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ قدرۃ کاسبہ شامل ہے میں اسی کے لکھنے کا کہہ رہا تھا آپ نے لکھ دیا۔دوسری بات پیر صاحب کہتے ہیں کہ اختیار بمعنی تمنی وشھوۃ ہے تو اس کو تو کرامت میں دخل ہی نہیں پھر کیوں کہتے ہو کہ کرامت ولی کے اختیار میں ہے کیا شہوۃ وتمنی کرامت ہے؟

(پیر صاحب یہاں بھی اپنی عادت کے مطابق مسلسل بولتے رہے جس پر بالآخر مفتی صاحب کو بھی صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور مائیک چھوڑ دیا کہ جب مجھے بولنے ہی نہیں دینا تو آپ بولیں اور ہمیں اجازت دیں۔جس پر پیر صاحب خاموش ہوگئے۔مفتی صاحب نے پھر بات

شروع کی۔ساجد)

جب آپ نے تمناء اور شہوۃ سے اختیار کو تعبیر کیا تو اپنے مسلک کو رد کردیا۔ یہ الگ چیز ہیں یہ کرامت میں داخل نہیں ۔پیر صاحب نے کہا کہ ریاضت سے بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ ایک قوت پیدا کر دیتا ہے یہ بات مفتی شفیع صاحب نے بھی کی آصف بن برخیا کے واقعہ میں اس میں آصف برخیا کی طرف اتیان تخت کی نسبت مجازی ہے وہ کبھی کبھی اس ولی کے دل میں اللہ الہاما ڈال دیتا ہے کہ تو اس وقت میں یہ دعا کر، یہ تمنا کر، یہ اشتہاء کر، یہ دعوی کر میں تیرے ہاتھ پر یہ خرق عادۃ ظاہر کر رہا ہوں ۔ہم اس کے قائل ہیں ہم اس کے منکر نہیں لیکن اس سے کرامت کا اختیاری اور فعل کاسب ہونا کہاں لازم ہوا؟

تو آصف بن برخیا نے دعا کی اب دعا اس کا اختیار تھا لیکن یہ کرامت نہیں دعا کے نتیجے میں اتیان تخت ہوا یہ کرامت تھی جو اللہ کی طرف سے ظاہر ہوا اس میں آصف بن برخیا کا نہ کسب تھا نہ خلق تھا۔

آپ نے کہا کہ علمائے دیوبند کا قول تحت قول الاشاعرۃ والماتریدیہ تو آپ اکابر دیوبند کو کیا سمجھتے ہیں؟ ان کا ماتریدیہ کے اقوال ونظریات کا علم نہ تھا؟ انہوں نے عقائد پر کتب لکھی ہیں میں اکابر دیوبند کی کتب سے جس پر کئی کئی مسلمہ اکابر نے تقاریظ لکھی ہیں کہ بندے کو صدور کرامت میں نہ قدرۃ کاسبہ ہے نہ خالقہ۔

آپ کہتے ہو کہ میں کرامت میں اختیار مانتا ہوں معجزہ میں نہیں تو پیر صاحب! کرامت فرع معجزہ کی ہے دونوں خرق عادۃ ہیں۔اس صورت میں تو آپ ولی کو فوقیت دے رہے ہیں نبی پر معاذ اللہ۔

آپ کا عقیدہ سمجھ سے باہر ہے بریلوی معجزہ وکرامت دونوں کو بندے کی قدرت میں مانتے ہیں دیوبندی دونوں کا انکار کرتے ہیں آپ نے بریلویوں کا بھی رد کردیا دیوبندیوں کا بھی آپ نے ایک نئی راہ لی اور ایک تیسرا مذہب نکال دیا۔

پیر صاحب:

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم خود مجتہدین ہیں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

جی بالکل !لیکن غلط اجتہاد کرنے میں۔

پیر صاحب:

آپ نے میری تنقیح کا جواب نہیں دیا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

میں نے دے دیا ہے اب کیا فرمائشی جواب دوں جو آپ کی مرضی کا ہو؟

پیر صاحب:

میری تنقیح یہ تھی کہ کسب کی نفی مستلزم ہے استطاعت کی نفی کو تو آپ جبر ثابت کر رہے ہیں یا نہیں؟

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

پیر صاحب! کیوں بات کو خواہ مخواہ الجھاتے ہو؟ آپ معجزہ میں نبی کا کسب نہیں مانتے اختیار نہیں مانتے تو کیا انبیاء کیلئے استطاعت کی نفی کر کے جبر متحقق کر رہے ہو؟

پیر صاحب:

سٹپٹاتے ہوئے میں آپ سے نہیں مفتی صاحب سے پوچھ رہا ہوں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

مفتی غلام فرید صاحب! براہ کرم آپ نہ بولیں مجھے بولنے دیں۔میں نے آصف بن برخیا کی مثال دی۔۔

پیر صاحب:

نہیں جب آصف برخیا کا کسب نہیں تھا تو جبر ثابت ہوا؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بالکل ثابت نہیں ہوا کیونکہ یہ خرق عادۃ ہے۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

معجزہ میں بھی تو کسب کی نفی آپ کر رہے ہو وہاں جبر کیوں ثابت نہیں ہو رہا؟

پیر صاحب:

دیکھو معجزہ میں اس لئے نفی کرتے ہیں کہ وہاں الوہیت کا عقیدہ کا وہم ہوتا ہے لہذا وہاں کلیتہ قدرۃ خالقہ وکاسبہ کی نفی کرتے ہیں اور کرامت میں الوہیت کا شائبہ نہیں لہذا یہاں قدرت خالقہ کی نفی تو کرتے ہیں لیکن قدرۃ کاسبہ کا نہیں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

جو سوالات آپ مجھ سے کرامت کے متعلق کر رہے ہیں وہی میں آپ سے معجزہ کے متعلق کرتا ہوں کہ آیا وہاں نبی کیلئے آپ معاذ اللہ جبر ثابت کر رہے ہو یا نہیں؟ اب آپ اس کو جبر کہو یا کچھ اور میں بار بار یہی کہوں گا کہ معجزہ و کرامت میں بندے کا نہ قدرۃ کاسبہ ہے نہ خالقہ کو کوئی دخل ہے۔

مفتی سید حکیم نے کہا تھا کہ بعض اسباب اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری اس سوال کا جواب نہیں آیا کہ کونسے اختیاری ہیں کونسے غیر اختیاری؟

آپ کہتے ہیں بعض کرامات اختیار میں ہیں بعض نہیں یہ دعوی مجمل ہے وضاحت کریں کہ کونسی کرامت اختیار میں ہے کونسی نہیں؟

پیر صاحب سے لاجواب مطالبہ کہ کوئی کرامت ظاہر کر کے دیں

اگلی بات بطور مزاح پوچھتا ہوں ناراض نہ ہونا مفتی غلام فرید صاحب نے بھی پوچھا ہم آپ کو ولی قطب سب ماننے کو تیار ہیں آپ کے اختیار میں اس وقت کون کونسی کرامت ہے؟ ہمارے سامنے صرف اس کی وضاحت کر دیں۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

نے اس موقع پر بطور مزاح کہا کہ پیر صاحب خیال کریں کہ مجھ غریب کا کمرہ کرامتہً نہ ڈھادیں۔ (جس سے پوری مجلس قہقہوں میں ڈوب گئی)

پیر صاحب:

اول کرامت تو میں نے اپنی یہ ظاہر کی ہے کہ جب بھی آپ کسی کے ساتھ بیٹھے ہیں تو جھگڑا کیا ہے۔اور میرے ساتھ نہیں کر رہے ہیں۔جہاں بھی آپ گئے ہیں تو مولوی اکبر علی صاحب کو مناظر صاحب کہتے ہیں اس کے منہ پر مارنا ہے۔دیکھو یہی تو میری کرامت ہے کہ بات جھگڑے تک نہیں گئی اور افہام و تفہیم سے ہو رہی ہے۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

ویسے پیر صاحب معذرت کے ساتھ آپ نے ابھی تک ان کو اپنا دعوی لکھ کر حوالے نہیں کیا۔

پیر صاحب:

یہ رہا لکھ کر دیا ہوا ہے۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک:

بس ان کے حوالے کریں تا کہ یہ قصہ ختم ہو وقت بہت ہو گیا۔

مولانا عبد الرحمن صاحب:

بالکل بس اس دعوے کو صاف صاف کر کے لکھ دیں اور بات کو ختم کریں۔

اسکے بعد پیر صاحب نے اپنا دعوی لکھوایا۔مفتی صاحب نے کہا کہ **فَعُل وفِعُل** والی بات بھی لکھیں تو پیر صاحب نے اسے لکھنے سے انکار کر دیا،مفتی غلام فرید صاحب کہتے ہیں ہاں اسے مت لکھیں وہ تو ویسے ہی پیر صاحب مغالطہ دے رہے تھے جس پر سب نے قہقہہ لگایا۔مفتی صاحب نے کہا کہ پیر صاحب آپ نے حکم نہیں لگایا۔

سید حکیم اپنی ذلت کی انتہاء پر

مفتی سید حکیم:

مفتی صاحب!اگر اجازت ہو تو ایک بات کہوں؟ کرامت اللہ کی صفت ہے یا نہیں؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

کرامت اللہ کی صفت ہے یا نہیں یہ اس کا موقع نہیں۔

سید حکیم کی بدتمیزی:

مفتی صاحب اگر آپ کو نہیں آتا تو بتا دیں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

خاموش!!! مجھے نہیں آتا!!!۔میں نے ابھی مغالطات کی لسٹ کھولی تو آنکھیں باہر آجائیں گی۔تم ہی وہ لوگ ہو جس نے مناظرہ جیسے مقدس کام کی ہیئت بدل دی۔مجھے آپ کا علم ہے کہ کتنے پانی میں ہو اور مفتی طلحہ صاحب کا نام سن کر کیسے تم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

زیادہ چالاکیاں مت دکھاؤ ہمیں تمہارا علم ہے۔کیوں خواہ مخواہ بات کو بگاڑتے ہو؟ بات اتفاق کی طرف جاتی ہے اور تم بیچ میں کود پڑتے ہو۔ہم تمہیں جانتے ہیں اس دن پنج پیریوں سے مناظرہ تھا انہوں نے جب منطقی مغالطات شروع کئے تو تمہارا رنگ ان کے سامنے فق ہو گیا۔بات کرتے ہو میرے ساتھ؟؟۔

مفتی طیب صاحب کی سرزنش:

اس موقع پر سید حکیم نے پھر کہا کہ میرے سوال کا جواب دو۔تو مفتی طیب صاحب نے کہا:

''سید حکیم خاموش! آپ کے موکل تشریف فرما ہیں تو آپ کو گفتگو کی کیا ضرورت؟''۔

پیر صاحب:

شور کی طرف مت جاؤ،جھگڑے کی طرف مت جاو۔

مفتی طیب صاحب مبارک:

تو اس کو خاموش کراؤ اس کو کس نے اجازت دی ہے گفتگو کی؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

(ایک دفعہ پھر جلال میں) سید حکیم خاموش ہوجاؤ!!۔تمہاری علمی حیثیت اس دن پنج پیریوں کے سامنے سب نے دیکھی ہے۔خاموش رہوبس!!۔تم پیر صاحب کے کان میں کب سے لگے ہو۔ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔کیا پیر صاحب کو نہیں پتہ کہ انہوں نے کیا بولنا ہے؟ ساری منافقت تمہاری ہے۔اگر تم بیچ میں نہ ہوتے تو شاید پیر صاحب اور میرا اس مسئلہ پر اتفاق ہوجاتا اور بات مناظرہ تک نہ جاتی۔

پیر صاحب:

مفتی صاحب! آپ ان کے بڑے ہیں بس چھوڑ یں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

خدا کی قسم پیر صاحب اگر یہ شخص بیچ میں نہ ہوتا تو ہمارا اور آپ کا اتفاق کب کا ہو چکا ہوتا۔

مفتی طیب صاحب مبارک:

پیر صاحب آپ اور آپ کے اس وکیل ونمائندے کی ہر بات میں تضاد ہے۔

پیر صاحب:

بیٹھ جاؤ یار!!! بیٹھ جاؤ!!!

مفتی طیب صاحب مبارک:

میں کیوں بیٹھوں؟ وہ کیوں بولتا ہے بیچ میں؟ آپ کی اور اس کی ہر بات میں تضاد ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب! آپ تو کہتے تھے کہ میری کرامت ہے اس لئے یہ سب چپ بیٹھے ہیں۔ اب اپنی کرامت ظاہر کریں اور اس کو خاموش کرائیں۔

پیر صاحب:

حکیم لکھو! جو نفس کرامت کا منکر ہے وہ کرامت جو نص سے ثابت ہے۔۔۔۔۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

ہمیں نفس کرامت سے انکار نہیں ہم کیا معتزلہ ہیں؟ کرامت اختیاری سے انکار ہے اس کا حکم لکھیں۔

پیر صاحب:

اچھا تو جو اس اختیار کا اثبات کرتا ہے اس کو آپ نے کیا لکھا؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

ہم نے شرک لکھا ہے۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ دیگر مناظروں میں یہ جھگڑا کرتے ہیں اس مناظرہ میں نہیں یہ میری کرامت ہے۔ تو یہ آپ کی کرامت نہیں میری کرامت ہے کیونکہ ان کو تو بیچ میں بولنے سے میں نے منع کیا ہے کہ پیر صاحب کے ادب کا خیال رکھنا وہ جتنا بھی اصول کی خلاف ورزی کریں آپ نے برداشت کرنا ہے۔

پیر صاحب! آپ نے کہا کہ اس مناظرے میں تم نے مولوی اکبر علی کو اشارہ کیا کہ:

''جا کر لڑو''!!!!

پیر صاحب!!! خدارا!!!! ایسی غلط بیانی نہ کریں!!!۔ اس مناظرے میں ان لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ہم نے پیر صاحب سے مناظرے کی تیاری کی ہے آپ سے نہیں آپ کیوں آئے؟ آپ جھگڑا اگر بن گیا تو میں تو جھگڑا ان سے نہیں کر سکتا؟۔ ہم آپ کا ادب کرتے ہیں اور ساتھیوں کو بھی یہی سمجھایا لیکن مفتی سید حکیم بار بار بیچ میں بول رہے ہیں تو میں نے گذارش کی کہ اس کو خاموش کرواؤ، لیکن جب معاملہ برداشت سے باہر ہو گیا تو یہ چند باتیں میں نے کر دی ہیں۔

☆☆☆☆

اسکے بعد حکم پر بحث ہوئی مفتی صاحب نے کہا کہ جو کرامت و معجزہ کو اختیاری مانتا ہے وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو پیر صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہمارا حکم یہ ہے کہ شرک کا ارتکاب نہیں کرتا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ یہ کوئی حکم نہیں میں منطقی حکم کی بات نہیں کر رہا شرعی حکم کی

بات کر رہا ہوں۔

سید حکیم کی پھر شرارت:

یہاں پھر سید حکیم نے لقمہ دینے کی کوشش کی تو مفتی صاحب نے کہا کہ خاموش! صرف میری اور پیر صاحب کی بات ہوگی۔ پیر صاحب اس کو خاموش کریں نہیں تو اب ہمارا پارا بھی چڑھنے لگا ہے۔

سید حکیم:

مفتی صاحب میں نے بس ایک بات کرنی ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

آپ نے کوئی بات نہیں کرنی۔ مجھے پتہ ہے آپ نے بات صرف شرارت اور بنی بنائی بات کو خراب کرنے کیلئے کرنی ہے۔ میرا اور پیر صاحب کا اس سے پہلے بھی جتنا بنیادی اختلاف ہوا اس کی اہم بنیاد آپ تھے۔ وہی کام آپ پھر کر رہے ہیں ہم افہام وتفہیم کے ساتھ بات ختم کرنا چاہ رہے ہیں آپ پھر اس کو خراب کرنا چاہ رہے ہیں۔

اگر آپ کو پیر صاحب پر اعتماد نہیں تو ان کو گھر بھیجیں اور آپ سامنے بیٹھیں۔

مفتی فیض الحسین صاحب:

مفتی غلام فرید صاحب! اگر سید حکیم صاحب کا علم جوش مار رہا ہے اور برداشت نہیں ہو رہا تو مفتی صاحب اور پیر صاحب کی اس مجلس کے اختتام کے بعد ہم دونوں کو بٹھائیں دیکھتے ہیں پھر۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بالکل! ان دونوں کو بٹھاویں اور پیر صاحب خاموش بیٹھ کر تماشہ دیکھیں گے یہ ایک دوسرے سے سوال کریں مغالطات کے متعلق سید حکیم کا سارا علم سامنے آجائے گا اور شوق مغالطہ دہی بھی پورا ہو جائے گا۔ تم لوگوں کا آپس میں کوئی اتفاق نہیں پیر صاحب کچھ کہتا ہے اور اس کا یہ نمائندہ کچھ کہتا ہے اور بات کرتے ہو میرے ساتھ!!!۔

پیر صاحب:

نہیں مفتی صاحب ایسی باتیں نہ کریں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

تو پیر صاحب !اس کو خاموش کرائیں۔آپ ہمیں گالی بھی دیں ہم برداشت کریں گے لیکن اس کو خاموش کرواؤ۔اس کا ایک لفظ میں سننے کو تیار نہیں۔پیر صاحب آج تک میرے اور آپکے درمیان لوگ کہتے رہے کہ رحیم اللہ کالامی نے اختلاف ڈالا ہوا ہے لیکن خدا کی قسم سارے فساد و فتنے اور اختلاف کی جڑ یہ سید حکیم ہے۔

بالاخر سید حکیم کو سکون آہی گیا

اس ذلت ورسوائی کے بعد ان صاحب کو بالاخر شرم وحیاء آہی گئی اور رونے والی شکل میں کہا کہ:

''ٹھیک میں اب خاموشی اختیار کرتا ہوں اس کا فیصلہ قیامت پر چھوڑتا ہوں کہ میں منافقت کررہا تھا یا اتحاد واتفاق کی کوشش''۔

اس کے بعد پیر صاحب نے مندرجہ ذیل حکم لکھوایا:

حکم

جو کہتے ہیں کہ کرامت غیر اختیاری ہیں۔تو خلقا غیر اختیاری مانتا ہے پھر تو بہت ہی مناسب بات کرتا ہے۔اور اگر کسبا انکار کرتا ہے تو کسبا تو کسبا غیر اختیار کا قول کرنا اس میں دو اقوال ہیں۔ایک راجح دوسرا مرجوح ہمارا اقول راجح ہے کہ کسبا اختیار ہے۔لیکن عین کسب نہیں کسب کو دخل ہے۔تو راجح دونوں معانی کے اعتبار سے ہوگا یا تو بمعنی اولی غیر اولی۔تو اولی غیر اولی کے ساتھ یہ تفسیق ہے۔یا اولی واجب یا غیر واجب کے ساتھ ہوگا تو یہ تبدعیہ ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

پیر صاحب آپ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ دوقسم پر ہے جائز وناجائز۔ پیر صاحب آپ سمجھدار آدمی ہیں ہم مناظرے میں اس دعوے کو دعوی ہی نہیں مانتے جس میں حکم شرعی نہ ہو۔آپ جائز وناجائز والاحکم یہاں لگائیں گے۔

پیر صاحب:

تو شرک ناجائز وجائز حکم ہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بالکل ناجائز میں سب سے اعلی حکم شرک و بدعت ہے۔

پیر صاحب:

یار تو میں نے بھی تو بدعتی کہا ہے نا؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

بعض لوگ بدعت سے بدعت حسنہ مراد لیتے ہیں۔لہذا معاملہ صاف کریں جو منہ سے ابھی بدعت سئیہ بولا وہی کاغذ پر لکھ دیں۔

نیز پیر صاحب! یہ کرامات میں کون کونسی اختیاری ہیں کون کونسی غیر اختیاری بس اس کی وضاحت کردیں۔

پیر صاحب:

دیکھو میں نہ امام ابومنصور ماتریدی ہوں!!!

نہ اامام ابوالحسن اشعری ہوں!!!

اور نہ آپ امام ابوحنیفہ ہیں!!!

نہ باقلانی!!!

اور اسفرائینی!!!

میں ہر وہ بات کروں گا قولاً فعلاً تحقیقاً جو مجھے متکلمین کی کتب سے مل جائیں۔تو کونسی کرامت اختیاری ہیں کونسی غیر اختیاری یہ نہ متکلمین نے وضاحت کی نہ اس کے ماہرین نے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

چلیں اس کو تو چھوڑتا ہوں لیکن جب یہ تحقیق آج تک کسی نے نہیں کی تو ان کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ بعض اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری؟

پیر صاحب:

میں سینکڑں کتب دکھادوں گا جس میں لکھا ہے کہ بعض اختیاری ہیں بعض اختیاری۔

مفتی ندیم صاحب مبارک:

اچھا پیر صاحب! اسباب کو کرامت میں داخل مانتے ہو یا نہیں؟

پیر صاحب:

اول تو یہ بتاؤ کہ کرامت آپ کے نزدیک تحت الاسباب ہے یا فوق الاسباب؟ اور اسباب عادی ہیں یا غیر عادی؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

اسباب عادی کا اس میں دخل نہیں۔

پیر صاحب:

اسباب خفی ہیں پھر؟

مفتی ندیم صاحب مبارک:

لیکن اسباب خفی میں دعا، تمنی، اشتہاء شامل نہیں شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے راہ ہدایت کے ص ۶۲ پر با حوالہ اس کی وضاحت بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''لیجئے اب تو بحث ہی ختم کرامت مطلقا مافوق الاسباب نہیں جیسا کہ مولف نور ہدایت کا باطل عقیدہ ہے بلکہ یہ امور اسبابی اگرچہ طبعی اسباب نہیں مولانا تھانوی ؒ لکھتے ہیں

ان کے صدور میں اسباب طبعیہ کو اصلا دخل نہیں''۔

کیا مطلب طبعی ظاہری اسباب جس میں بندے کا دخل ہوتا ہے اس کا دخل کرامت میں نہیں۔

اسکے بعد بس مختصر کچھ گلے شکوے ہوئے اور مبادیات کی یہ بحث دعا خیر پر ختم ہوئی، الحمدللہ!

روئیدادِ مجلسِ مناظرہ

پھلی تقریر

پیر صاحب:

بعد حمد و صلوۃ

سب سے پہلے تو میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے دوست مفتی غلام فرید صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں ایک موقع فراہم کیا اور اپنے ان دوستوں کا بھی جو آج ہمارے ساتھ اس مسئلہ کے حل کیلئے تشریف فرما ہیں ۔اور خوش اس لئے بھی ہیں کہ کافی عرصہ سے بدقسمتی سے ہمارے اور آپ کے درمیان یہ مسئلہ متنازع بنا ہوا ہے اور اس پر قیل وقال ہو رہی ہے ۔ان شاءاللہ اگر اللہ کی رضا پیش نظر ہو تعنت سے صرف نظر کیا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ ہم کسی نتیجے تک پہنچ جائیں ۔میں اپنی طرف سے آپ کو اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ ہمارا آپ کے ساتھ اس قسم کی مخالفت نہیں جو ایک دوسرے کی تضلیل و تفسیق کا سبب بنے ۔میں نے پہلے بھی آپ حضرات سے کہا تھا کہ مجھے آپ لوگوں سے کوئی نفرت و عناد نہیں الحمدللہ ۔خاص کر مولانا عبدالرحمن صاحب مفتی ندیم صاحب انہیں ہم اپنا دوست سمجھتے ہیں ۔یہ میرے دل کا حال ہے ۔تو ہم آج فتنہ و فساد کیلئے نہیں بلکہ بھائی چارے کیلئے حاضر ہوئے ہیں ۔اور آپ سے بھی یہی امید ہے کہ جب ہم آپ کو اپنے بچے سمجھتے ہیں تو آپ بھی ہم سے اپنے بڑوں والا سلوک و رویہ رکھیں گے ۔اور مبادیات کی مجلس پر بھی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو اہل باطل کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔ہمارا رویہ اہل باطل و اپنوں کیلئے یقینا جدا جدا ہونا چاہیئے ۔اللہ پاک آپ کو اس حسن سلوک پر اجر دے، آمین ۔

ہم اہل باطل کو بھی یہی پیغام دیں گے کیونکہ ہماری مبادیات کی مجلس کی وڈیوز اہل باطل پنج پیری ،سیفی حضرات نے شئیر کی اور کٹنگ کر کے حرامی پن کا ثبوت دیا۔ہم ان اہل باطل کو بھی یہی پیغام دیں گے کہ ہمارا آپس میں جو اختلاف ہے اسے ان شاءاللہ ہم بھائی چارے کے ماحول میں حل کر لیں گے آپ لوگ یہ سوچ ذہن سے نکال لو کہ ہمارا آپس میں کوئی نفرت یا دشمنی کا ماحول ہے ہم جیسے بھی ہیں آپ کیلئے ایک ہیں ۔

دوسری بات میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ میرے ساتھی میرے چھوٹے ہیں میں ان کا بڑا ہوں میں نے مبادیات کی مجلس میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی بدتمیزی، بدتہذیبی کا مظاہرہ نہیں کیا آپ کو بھی اللہ خوش رکھے آپ لوگوں نے بھی کسی قسم کی بدتہذیبی کا مظاہرہ نہیں کیا۔آج کی مجلس کے متعلق بھی اسی بات کا آپ کو یقین دلاتا ہوں بالفرض آپ نے ایسا کیا تو بھی میری طرف سے ان شاء اللہ اس کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔

اب مسئلہ کی طرف آتا ہوں میرے ذہن میں یہ جو کرامت ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اولیاء اللہ سے بعض ایسی خرق عادۃ چیزوں کو ظہور ہوتا ہے جو عام لوگوں کی عقل وسوچ سے ماوراہوتی ہیں۔میں ذرا مسئلہ وضاحت سے پیش کروں گا جو لوگ کہتے ہیں کہ کرامت اختیار میں نہیں میں ان کی کتب بھی لایا ہوں یہ سامنے پڑی ہوئی ہیں ہمیں اس کو پیش کرنے میں کوئی عار نہیں ہم خود تسلیم کریں گے کہ فلاں فلاں نے یہ لکھا ہے کہ کرامت اختیاری نہیں میں اس پر تفصیل عرض کرتا ہوں۔

بہر حال اولیاء اللہ سے جو امور صادر ہوتے ہیں ان میں ایک ''تصرفات'' ہیں۔تصرفات جمہور اکابر دیوبند کے نزدیک اختیاری چیز ہے۔اس میں اصل میں ہمارے اکابرین اولیاء اللہ کی دو قسم کی تقسیم کرتے ہیں ایک کو ہم ''اصحاب الارشاد'' کہتے ہیں دوسری قسم کو ''اصحاب التکوین'' کہتے ہیں۔یہ اصطلاحات علمائے دیوبند خصوصاً حضرت تھانوی کے کلام میں جگہ جگہ موجود ہیں۔یہ اصحاب التکوین ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ یہ تصرفات کرتے ہیں باذن اللہ تعالی۔پھر اس میں آگے ایک چیز آتی ہے جسے کرامات کہتے ہیں۔کرامت تو اس کے متعلق میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ علمائے دیوبند کے ہاں تین اقسام پر مشتمل ہیں۔

(۱) علم وقصد دونوں ہوں۔(۲) علم ہو قصد نہ ہو۔(۳) علم وقصد دونوں نہ ہوں۔

اب میں مسئلہ کی پوری وضاحت کرتا ہوں اس میں چار مسلک ہیں کہ آیا معجزہ وکرامت میں اختیار ہے یا نہیں؟ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ میرا اختلاف آپ سے قطعاً معجزہ کے متعلق نہیں اگرچہ برکت کیلئے قریباً ۱۵ سے زائد کتب متکلمین کی لایا ہوں جو کہتے ہیں کہ معجزہ بھی نبی کی قدرت میں ہے۔(تو آپ اسے تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ساجد) لیکن میں اس مسئلہ

میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔ کرامت میں متکلمین کے چار مسالک ہیں۔

(۱) معجزہ و کرامت دونوں اختیار میں نہیں۔

یہ ایک بہت بڑے امام و عالم امام صابونی نے لکھا ہے۔ اور علم الکلام میں ایک بہترین کتاب لکھی ہے جسے ''کفایہ'' کہا جاتا ہے دیگر متکلمین کی بھی یہ رائے ہے۔

(پیر صاحب نے کہا تھا حکم میں کہ جو اختیار کا منکر ہے وہ بدعتی ہے تو امام صابونی صاحب تو بدعتی ہوئے پھر معاذ اللہ۔ ساجد)

(۲) دونوں میں اختیار ہے۔ خلق کثیر جوہرہ، سنوسنیات کے شارحین ایسی ایسی تفصیل میں گئے ہیں کہ آپ حیران ہو جائیں گے (فی الحال تو میں اس پر حیران ہوں کہ آپ جوہرۃ التوحید اور امام سنوسی دونوں کی طرف یہ غلط مسلک منسوب کر رہے ہیں۔ ساجد)

(۳) ایک عجیب مسلک ہے کہ معجزہ میں اختیار ہے اور کرامت میں اختیار نہیں۔ یہ ابن ملک کی رائے ہے۔ بہت عظیم شخصیت ہے شرح المصابیح ان کی کتاب ہے اس میں یہ بات لکھی ہے۔

(۴) جو میرا پسندیدہ مسلک ہے کہ معجزہ میں اختیار نہیں لیکن بعض کرامات میں اختیار ہے اور بعض میں نہیں۔

میرے اکابر نے معجزہ کو اختیاری نہیں مانا یہی میرا نظریہ ہے۔ اگرچہ دو تین حوالے اختیار کے بھی ہیں لیکن مجھے وہ پسند نہیں۔ تو کرامت اجمالی طور پر دو قسم پر ہے اور تفصیل کریں تو تین قسم پر ہے ایک یہ کہ:

''قصد و علم دونوں، دوسرا صرف علم تیسرا قصد و علم دونوں نہ ہوں''۔

اب میں آہستہ آہستہ اس پر حوالے پیش کرنا شروع کرتا ہوں اول میں محدثین کے حوالے پیش کرتا ہوں جو کہتے ہیں کہ کرامت بعض اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری۔ فتح الباری جو بہت بڑے عالم ہیں اور یہ ابن حجر متکلم بھی ہیں، محدث بھی ہیں اور فقیہ شافعی بھی ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں ابن حجر ہے اگر آپ کو یاد ہو مشہور حدیث ہے جسے ہم حدیث جریج کہتے ہیں تو حدیث جریج جس نے بھی نقل کی میں متعدد حوالے دوں گا اگر کتاب درکار ہو

تو مکمل حوالہ نقل کر کے دے دوں گا نہیں تو صرف نام لے لوں گا۔خواہ عمدۃ القاری ہو، فتح الباری ہو، ابن ملقن ہو۔

پہلا حوالہ

تو یہ میرے ہاتھ میں فتح الباری ہے حدیث جریج ہے جلد نمبر ٦ ہے دارالسلام کا مطبوعہ ہے صفحہ نمبر ۵۸۹ ہے:

وَفِيهِ اِثْبَاتُ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاوَوُقُوعُ الْكَرَامَةِ لَهُمْ بِاِخْتِيَارِهِمْ وَطَلَبِهِمْ

کرامت کا وقوع کبھی نہ کبھی اختیار کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی طلب کے ساتھ دونوں اقسام کی طرف اشارہ ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں عمدۃ القاری ہے فقیہ حنفی ہے یاد رکھئے مضبوط آدمی ہے ہمارے اکابر بولتے ہیں شاہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ اگر فتح الباری کا مقدمہ بخاری پر نہ ہوتا تو عمدۃ القاری فتح الباری سے بھی بہترین شرح ہے۔

(وقت مکمل)

پھلی تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمدو صلوۃ

محترم ساتھیوں ! پیر صاحب نے انتہائی مناسب باتیں کی ہیں ۔یقینا پیر صاحب ہمارے بڑے ہیں ہم نے پہلے بھی ان کا ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھا اب بھی رکھیں گے حتی کہ اگر ان کی طرف سے ہم پر ہاتھ بھی اٹھایا گیا تو ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ باقی میں بھی اہل باطل کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ ہمارا یقیناً چند مسائل میں اختلاف ہےلیکن اس سے اہل باطل خوش نہ ہو۔کل کو اگر پیر صاحب کا غیر مقلدین ،مماتی ،سیفی ،بریلوی کسی کے ساتھ بھی مناظرہ ہوتو ان شاءاللہ پیر صاحب کے اول صف کے سپاہیوں میں یہ بندہ ناچیز آپ کو نظر آئے گا۔

(اس پر پیر صاحب اوران کے ساتھیوں کی طرف سے ماشاءاللہ ماشاءاللہ کی صدائیں)

اگلی بات یہ کہ پیر صاحب ہمارا اور آپ کا ایک شرعی مسئلہ پر مباحثہ ہے جس کا تعلق عقائد سے ہے ۔پیر صاحب آپ میرے لئے انتہائی محترم ہیں لیکن یہ بات میں نے مبادیات کی مجلس میں بھی کی تھی کہ جب بھی ہمارے سامنے کوئی مسئلہ آتا ہے ہم بخدا ایک ہفتہ صرف اسی پر تحقیق کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق اکابر علمائے دیوبند کا موقف کیا ہے؟ جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے ہم اس مسئلہ کے متعلق اف تک نہیں کرتے بحث ومباحثہ تو دور کی بات ۔اس مسئلہ میں جو ہمارا پیر صاحب کے ساتھ اختلاف ہوا تو ہمارا سیفیوں کے ساتھ مناظرہ تھا غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد طلب کرنے کے متعلق ۔تو انہوں نے مختار کل اور مافوق الاسباب امور میں نبی ولی سے مشکل کشائی کے اپنے شرکیہ عقیدہ کی بنیاد اسی پر رکھی کہ خرق عادۃ یعنی معجزہ وکرامت بندوں کے اختیار میں ہیں اور چونکہ وہ اسی قسم کے خلاف عادت جو عام بشر کی طاقت وقدرت سے باہر

ہیں کو اپنے اختیار سے صادر کرنے پر قادر ہیں لہذا ان سے حاجت روائی بھی جائز ہے۔

اس مسئلہ پر ہم اس وقت سے تحقیق کر رہے ہیں۔ اس وقت تو مجھے پیر صاحب کا علم ہی نہ تھا کہ پیر صاحب بھی اس قسم کے کچھ نظریات رکھتے ہیں یہ تو بعد میں ہمارا اور آپ کا اختلاف جب بڑھتے بڑھتے میڈیا تک آیا تو یہ چیزیں سامنے آئی۔

بہرحال پیر صاحب میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن ہمارے اور آپ کے درمیان ''ثالث'' اور ''حکم'' اکابر علمائے دیوبند ہیں آپ بھی ان کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں اور ہم بھی۔ میں آپ کی رائے و تحقیق کا اس وقت تک احترام کروں گا جب تک وہ جمہور اکابر دیوبند کے موقف کے مطابق ہو لیکن میرا اور آپ کا اس وقت اختلاف ہو گا جس وقت آپ اپنی تحقیق کی بنیاد پر اکابر علمائے دیوبند کا اتفاقی موقف رد کریں گے۔ غیر مقلدین و پنج پیری اور دیگر باطل فرق کے گریبانوں تک بھی ہمارا ہاتھ اس وقت پہنچا جب انہوں نے اکابر دیوبند کے موقف کو رد کرنا شروع کر دیا تو انتہائی ادب و احترام کے ساتھ ہم آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں، آپ کے جوتے اٹھانے کو تیار ہیں، آپ کے سپاہی ہیں لیکن جہاں ہمیں علم ہوا کہ آپ اب علمائے دیوبند کے موقف کو رد کر رہے ہیں تو یہ ہماری شرعی اخلاقی ذمہ داری ہو گی کہ علمی ماحول میں ادب و احترام کے ساتھ آپ کو جواب دیں۔

مناسب تو یہ تھا کہ آپ پہلے اپنا دعوی پیش کرتے جو آپ نے نہیں کیا پھر علمائے دیوبند کی طرف آپ نسبت کرتے ہیں تو ان کی رائے پیش کرتے کہ ان کا اس باب میں کیا نظریہ ہے؟ میں ان شاء اللہ اسی ترتیب پر چلوں گا۔

پیر صاحب نے تصرفات کی بحث کو چھیڑا حالانکہ مبادیات کی مجلس میں اس پر اتفاق ہوا تھا کہ تصرفات ہمارے درمیان اختلافی معاملہ نہیں اس پر بحث نہیں ہو گی اس میں ہم اختیار کے قائل ہیں بلکہ تصرفات ریاضت کے ذریعہ کافر کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان اختلاف کا سبب کرامات کا اختیاری ہونا ہے۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے ہاں کرامات تین قسم پر ہیں۔ حاشا و کلا میں ان شاء اللہ اپنے موقف کی تائید میں سینکڑوں حوالے علمائے دیوبند کے پیش کروں گا جو سب اس

پر متفق ہیں کہ معجزہ نبی اور کرامت ولی کے اختیار میں سرے سے ہے ہی نہیں ۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میری اور آپ کی بحث معجزات میں نہیں تو پیر صاحب آپ کا دعوی خاص ہے ۔آپ کا دعوی بہت آسان ہے آپ کہتے ہو کہ نبی کو معجزہ ظاہر کرنے کا اختیار نہیں ۔کرامات میں بھی آپ کہتے ہو کہ بعض کرامات پر ولی کو اختیار نہیں ۔تو ذرا توجہ رکھیں دلیل بھی اب ایسی پیش کرنی ہے جس میں معجزہ اور بعض کرامات پر اختیار کی نفی اور بعض پر اختیار کا ثبوت ہوا گر کوئی ایسی دلیل ہو جس میں دعوے کے یہ تینوں اجزا نہ ہوں تو وہ تقریب تام نہیں اور وہ دلیل خود آپ کے خلاف ہوگی ۔

باقی رہا ہمارا دعوی تو وہ عام ہے نبی ولی دونوں کے متعلق ہمارا نظریہ ہے کہ نہ نبی معجزہ پر نہ ولی کرامت کے اظہار پر قادر ہیں نہ یہ ان کا کسب ہے نہ قدرت واختیار یہ دونوں اللہ کی قدرت واختیار میں ہیں اللہ نے اپنا یہ خدائی اختیار ہرگز اپنے بندوں کو نہیں دیا اس پر میں ان شاءاللہ دلائل پیش کروں گا ۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ کرامات میں تین قسم ہیں پیر صاحب اس ڈیڑھ ہفتے میں قریبا علم کلام کی ڈیڑھ سو کتب میری نظر سے گزری ہیں بلکہ علماء ومشایخ کے ساتھ بھی اس موضوع پر گفت وشنید رہی یہاں پیر صاحب آپ الٹے مسلک پر چل رہے ہیں علم کلام کی کتب میں یہ تو ہے کہ معجزہ اختیاری ہے یا نہیں اس پر متکلمین کا اتفاق ہے کہ معجزہ نبی کے اختیار میں ہے اور اختیار سے مراد طلب وخواہش ہے قدرت کاسبہ نہیں البتہ کرامت کے متعلق متکلمین کے ایک بڑے گروہ کا یہ نظریہ ہے کہ کرامت اس معنی میں بھی ولی کے اختیار میں نہیں کیا مطلب میری بات کا؟ مطلب یہ کہ نبی اگر کبھی اللہ سے معجزہ طلب کرے تو اس کی خواہش ،طلب دعا کے مطابق اللہ اس معجزے کو ظاہر کر دیتا ہے اگرچہ نبی کو اس کے صدور میں کوئی اختیار نہیں ہوتا لیکن ولی اگر چاہے کہ فلاں کرامت ظاہر ہو جایئے تو اللہ ایسا نہیں کرتا ۔اور یہی معجزہ وکرامت میں فرق ہے ۔

لیکن دوسرے متکلمین کہتے ہیں کہ نہیں جس طرح معجزہ نبی کی طلب پر اللہ صادر کر دیتا ہے کرامت بھی کر سکتا ہے ۔مگر آپ کا موقف متکلمین سے ہٹ کر ہے کہ سرے سے معجزہ

کو اختیاری ہی ماننے کو تیار نہیں۔

آپ جو کتابیں یہاں اٹھا رہے ہیں انہوں نے خود اس کی وضاحت کی ہے کہ یہاں ''اختیار'' سے کیامراد ہے؟ مثلاً آپ نے حدیث جریج کا حوالہ دیا اس حدیث میں خود وضاحت ہے کہ حضرت جریج بیٹھے نماز پڑھی اور نماز کے بعد دعا کی تو اگر کرامت اس کے اختیار میں ہوتی تو دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اسی لئے ابن حجر نے ''باختیارھم'' کی تفسیر ''بطلبھم'' سے کی کیا اختیاری چیز طلب کی جاتی ہے وہ تو آپ کے اختیار میں ہے طلب کرنے کی کیا ضرورت؟

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں اول محدثین کے حوالے پیش کروں گا۔ پیر صاحب آپ علمائے دیوبند کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں کاش کہ آپ اولاً علمائے دیوبند کے حوالے پیش کرتے تو ہمارا اور آپ کا مسئلہ بہت جلد اتفاق کی طرف گامزن ہو جاتا۔

پیر صاحب نے ابن حجر کی عبارت پیش کی کہ ''باختیارھم وطلبھم'' اس کی مکمل وضاحت تو ان شاءاللہ میں آگے کروں گا لیکن خود عبارت میں غور فرمائیں کہ وہاں ''واؤ'' برائے تفسیر ہے اختیار کی خود تفسیر کی کہ اختیار سے مراد قدرت کاسبہ نہیں بلکہ طلب ہے اگر کرامت اختیار میں ہوتی کہ جب چاہے صادر کر دے تو ''طلب'' کرنے کا کیا معنی؟ بہرحال اب میں اپنے جواب دعوی کی طرف آتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب دعویٰ

علمائے دیوبند کے نزدیک معجزہ وکرامت کے صادر کرنے میں نبی اور ولی کو اختیار وقدرت نہیں ہوتی۔

کیا مطلب؟ ہوسکتا ہے کہ بہت سے لوگ ہماری اس بات کو سمجھ نہ پائے مطلب اس کا یہ ہے کہ مثلاً ''شق القمر'' حضور ﷺ کا معجزہ تھا آپ ﷺ نے انگلی مبارک سے اشارہ کیا اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اشارہ کرنا معجزہ نہ تھا یقیناً اشارہ کرنے میں آپ ﷺ کا اختیار تھا۔ اشارہ آپ بھی کر سکتے ہیں میں بھی کر سکتا ہوں۔ البتہ چاند کے دو ٹکڑے

کرنا یہ معجزہ ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا فعل ہے اللہ کے اختیار میں ہے کوئی یہ خدائی اختیار اس سے چھین نہیں سکتا۔ نبی کو اس میں کوئی اختیار نہیں نہ ولی کو اختیار ہے کہ جب چاہے چاند کے دوٹکڑے کردے۔ مگر پیر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ولی بھی جب چاہے دوٹکڑے چاند کے کرسکتا ہے اس کے پاس بھی یہ خدائی اختیار ہے۔

کرامت کی مثال مثلاً آصف بن برخیا اس نے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی تو آنا فانا تخت بلقیس حاضر ہوگیا ہم کہتے ہیں کہ یہ دعا کرنا آصف بن برخیا کے اختیار میں تھا لیکن یہ کرامت نہیں دعا آپ بھی کرسکتے ہیں میں بھی کرسکتا ہوں کوئی بھی کرسکتا ہے۔ لیکن پلک جھپکتے ہی تخت کو حاضر کرنا یہ میں اور آپ نہیں کرسکتے یہ اللہ کا فعل تھا پیر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں یہ بھی آصف بن برخیا کا کام تھا۔

اسی طرح کرامۃً بی بی مریم کو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بن باپ بیٹا دیا اس میں کسی بشر کا اختیار نہیں یہ خالص اللہ کی قدرت واختیار اور فعل تھا مگر پیر صاحب کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نہیں بی بی مریم اپنے اختیار و کسب سے خود حاملہ ہوگئی تھیں۔

تو منشاء اختلاف یہ ہے کہ خاص کرامت وخرق عادۃ میں فاعل کون ہے؟ اختیار کس کا ہے؟ قدرت کس کی ہے؟

پیر صاحب میں نے اپنے دعوی میں وضاحت کی تھی کہ معجزہ وکرامت اللہ کا فعل ہے جب چاہے نبی اور ولی کے ہاتھ پر اس کو صادر کردیتا ہے نبی اور ولی کو اس کے صدور میں قدرت واختیار نہیں ہوتا۔

ہم نے وضاحت کی تھی کہ اختیار سے مراد ہماری دعا، تمنا، چاہت نہیں اس اختیار کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں بلکہ اختیار سے مراد قدرت کاسبہ استطاعت ہے جیسا کہ بندے کے دیگر تمام افعال اختیاری ہیں۔ لہذا اختیار ایک مجمل لفظ ہے کئی معانی کا احتمال رکھتا ہے محض باختیارھم کے لفظ سے آپ کا مدعی ثابت نہ ہوگا جب تک اس اختیار کو بمعنی قدرت کاسبہ ثابت نہ کردیں۔

پھر ہم نے وضاحت کی تھی کہ معجزہ وکرامت خرق عادۃ امور ہیں اس میں بندے کی نہ

قدرت خالقہ شامل حال ہوتی ہے نہ قدرت کاسبہ۔اس پر میں ان شاءاللہ حوالے پیش کر دوں گا۔

پھر ہم نے وضاحت کی تھی جو آدمی خرق عادۃ امور میں بندے کا خلق یا کسب مانتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کا مرتکب ہے۔

اگلی وضاحت ہماری بحث نفس کرامت میں ہوگی اسباب کرامت (جیسے دعا وغیرہ) میں نہیں ہوگی۔

اگلی وضاحت ہماری بحث کرامت لغوی میں نہیں بلکہ کرامت اصطلاحی میں ہوگی۔

اب میں اپنے اس دعوے کی تائید کیلئے علمائے دیوبند کے حوالے پیش کرنے لگا ہوں مجھے اپنے دیوبندی ہونے پر فخر ہے اگر ساری دنیا ایک طرف ہو جائے تو میں ان شاءاللہ علمائے دیوبند کا دامن چھوڑنے کو تیار نہیں۔اور جو اس دامن کو چھوڑتا ہے تو قسم خدا کی میں اسے گمراہی تصور کرتا ہوں۔

اہل السنۃ والجماعۃ ماتریدیہ کے عقائد کی وہ تشریح وتوضیح مجھے قابل قبول ہے جو علمائے دیوبند نے کی ہے۔اس کے علاوہ جس کی جو رائے ہے اس کی کوئی حیثیت میری نگاہ میں نہیں۔

پہلا حوالہ:

پیر صاحب یہ میرے ہاتھ میں شیخ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب ہے آپ کے علم میں ہوگا کہ یہ امام اہلسنت ہیں علمائے دیوبند نے ان کو اپنا ترجمان تسلیم کیا ہے۔یہ مولانا رسال صاحب کی کتاب ہے ''عادلانہ دفاع'' صفحہ نمبر ۲۲ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب کی تقریظ میں لکھا ہوا ہے کہ:

> ''مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نہ صرف اکابر علمائے دیوبند کے علم نظریات وعقائد کے حامل ہیں بلکہ ان کیلئے رد بدعت اور رد غیر مقلدیت سمیت تمام مختلف فیہ مسائل میں مولانا کی مکمل مدلل تحاریر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں''۔

اس مسلمہ شخصیت کی کتاب ''راہ ہدایت'' میرے ہاتھ میں ہے اسکے خلاف ایک حرف کسی دیوبندی عالم نے لکھا ہو کہ اس کتاب میں پیش کردہ نظریہ ہمارا نہیں آپ پیش کر دیں میں شکست

تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ ہاں ان کے خلاف کتابیں کس نے لکھی ہیں؟ بریلویوں نے ''نور ہدایت'' لکھی ہے بریلویوں نے اس کے جواب میں ''آفتاب ہدایت'' لکھی تو اس کے جواب میں کراچی کے علما نے ''انوار ہدایت'' لکھی۔ غرض مصنف بھی مسلمہ کتاب بھی مسلمہ۔

(وقت ختم)

دوسری تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

مفتی صاحب !میرے اورآپ کے درمیان ایک بات ہوئی تھی اسے دوبارہ ذکرکرنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔میرے خیال تھا کہ آپ میرے حوالوں پر جرح کریں گے رد کریں گے میں اس پر کچھ جواب دوں گا،خیر یہ سلسلہ تو چلتا رہے گا۔میں علمائے دیوبند کی کتب بھی لایاہوں یہ سامنے پڑی ہوئی ہیں وقریبا ۲۰ سے اوپر کتب میں علمائے دیوبند کی لایاہوں اس مسئلہ میں (لیکن میرے موقف ایک میں بھی نہیں اس لئے پیش بھی نہیں کروں گا۔ساجد) لیکن میرا مزاج اس باب میں یہ ہے کہ متقدمین سے شروع کیاجائے جوبڑے ہیں ۔(یعنی اکابر دیوبند نہ بڑے ہیں نہ ان کی کوئی حیثیت ہے،ساجد) عینی ہے،ابن حجر ہیں اور بڑے بڑے حضرات ہیں تو پہلے ان کو پیش کردیں گے پھر علمائے دیوبند ہیں ان کو بھی پیش کردیں گے اس سے ہم فرار تو نہیں ہورہے ہیں۔

آپ نے اپنے مبارک منہ سے ایک بات کی جو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ متکلمین کااس پر اتفاق ہے کہ معجزہ نبی کے اختیار میں ہے تو اس کی ذرا وضاحت کریں اگر اختیار میں ہے تو ہمارے اکابر دیوبند نے ایسا کیسے انکار کردیا کہ اختیار میں نہیں؟

یہ جوطلب کی آپ نے بات کی اور علمائے دیوبند کی بات کی کہ علمائے دیوبند یہ فرماتے ہیں اور صفدر صاحب ہمارا متفق آدمی ہے۔بالکل یہ میرے ہاتھ میں رسائل مولانا محمد طیب قاسمی صاحب کے ہیں جن کو ہم قاری طیب صاحب کہتے ہیں اس میں علمائے دیوبند کے منہج کے متعلق کچھ باتیں ہیں کہ علمائے دیوبند کس منہج کولیکر چلیں گے۔اس پر ہمارے مفتی تقی عثمانی صاحب کی بہت بہترین تقریظ بھی ہے اس تقریظ میں حضرت تقی صاحب فرماتے ہیں:

”حضرات اہلسنت والجماعت کی کوئی بھی مستند کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے اس میں جو کچھ لکھا ہوگا وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں۔حنفی فقہ اور اصول فقہ کی کسی بھی مستند کتاب

کا مطالعہ کر لیجئے اس میں جو فقہی مسائل و اصول درج ہوں گے وہی علما دیو بند کا فقہی مسلک ہیں۔اخلاق و احسان کی کسی بھی مستند اور مسلم کتاب کی مراجعت کر لیجئے وہی تصوف اور تزکیہ اخلاق کے باب میں علمائے دیو بند کا ماخذ ہے“۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر دیو بند سے بغاوت کاالزام

یہ ایک بات ہوئی دوسری بات یہ کروں گا کہ حضرت صفدر صاحب ہمارے لئے ایسے ہیں جیسا کہ آسمان ہم بھی مانتے ہیں کہ یہ علمائے دیو بند کے مسلمہ ترجمان ہیں۔لیکن آپ ایک بات پر غور کریں کبھی کبھی ایک آدمی کے اپنے خاص نظریات ہوتے ہیں اور وہ خاص نظریات ایسے پیش کرتے ہیں کہ اسے دیو بندیت کہے گا (جیسا کہ پیر صاحب۔ساجد) جیسا کہ یہ میرے ہاتھ میں مجموعہ رسائل حکیم الاسلام جلد نمبر ۳ ہے صفحہ نمبر ۴۷۵ ہے ان کی اس عبارت پر تھوڑا غور کریں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟

”چنانچہ ان درسگاہوں سے کچھ ایسے حضرات بھی نکل کر میدان میں آئے ہیں جو تعلیمی حیثیت سے بلا شبہ دارالعلوم دیو بند کی طرف منسوب ہیں لیکن انہوں نے اکابر دیو بند کا مسلک و مشرب یا ان کا وہ متوارث مزاج و مذاق جو صرف کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا کہیں بھی حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا اس لحاظ سے وہ علمائے دیو بند کے ترجمان نہیں ہیں لیکن تعلیمی طور پر دارالعلوم دیو بند یا اس کے فیض یافتہ کسی اور درسگاہ کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر لوگوں نے انہیں مسلک علمائے دیو بند کا ترجمان سمجھ لیا ان میں سے بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو علمائے دیو بند کے عقائد و افکار کے نہ صرف تردید و مخالفت کرتے رہے بلکہ ان کو گمراہی تک قرار دیا اس کے باوجود اپنے آپ کو مسلک علمائے دیو بند کا ترجمان بھی کہتے ہیں بعض حضرات نے اپنی ذاتی افکار کو علمائے دیو بند کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا بعض حضرات نے مسلک علمائے دیو بند کی جامع اور معتدل ڈھانچے سے۔الخ“

بہر حال لمبی بحث ہے میرے ہاتھ میں ”راہ ہدایت“ ہے اسی طرح جیسا کہ آپ کے ہاتھ میں ہے یہ جو میں نے کہا کہ کرامت اختیاری ہیں یا غیر اختیاری تو ۲۰۰۷ء میں میں نے ”جمع

الجوامع"، لی تھی مجھے اس کا علم ہی نہ تھا کہ اس باب میں امام اہلسنت نے یہ کتاب لکھی ۔(۱)

ہمارے اکابر دیوبند کی کتابوں پر ہمیشہ ہمارے اکابر کی تقریظات وتصدیقات ہوتی ہیں اس کتاب پر نہ کوئی تقریظ ہے نہ تصدیق ہے ۔اکابر کی تقریظ وتصدیق ہوتی تو ہم مان لیتے کہ چلو جو لکھا ہے مان لو کہ اکابر کی تقریظات ہیں حالانکہ اس کے برخلاف ہمارے پاس جو کتب ہیں جس میں کرامت کو اختیاری وغیر اختیاری کہا گیا جیسا کہ "رسالہ حقانیہ" ہے اس میں مفتی حبیب الرحمن جو کہ اب بھی مفتی ہیں ان کی تقریظ ہیں حقانیہ کے فتوے ہیں ہمارے پاس وہ ان شاء اللہ میں آگے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔لیکن میرے خیال میں اس ایک کتاب پر فیصلہ کرنا اور اسے منزل من اللہ کہنا اور یہ سمجھنا کہ اسے جبرائیل لیکر آئیں اور بس یہی ایک کتاب ہے یہ ہمارے لئے مشکلات بنائیں گی ۔میں نے پہلے کہا تھا کہ میں علمائے دیوبند کے وہ حوالے نقل کروں گا جس پر نقول ہوں میں اصول فتاوی وفقہ سے یہ اصول نقل کروں گا۔کہ بات اس وقت مانی جائے گی جب اس میں نقل صریح ہو اور جب نقل صریح ہوگی تو اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ آیا وہ موافق متکلمین کے ہے یا نہیں ۔

آپ نے ایک بات کی بہت خوب کہ ایسے حوالے پیش کرو گے جس میں ہو کہ بعض کرامت اختیار میں ہے بعض نہیں بالکل میں ان شاء اللہ ایسے ہی حوالے پیش کروں گا اور آپ نے اگر اسی طرح حوالے ماننے کا اظہار کرتے رہے تو ان شاءللہ مسئلہ جلد حل ہو جائے گا۔میں ان شاء اللہ تیس (۳۰) سے زائد حوالے دوں گا کہ اختیار میں بھی ہے اور غیر اختیاری بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یاد رکھیں کہ حدیث جریج پر تفصیلی بات کریں گے ۔آصف بن برخیا والی بات پر تفصیلی بحث کریں گے کہ یہ قدرت ہے یا کرامت بعض مفسرین اسے قدرت کہتے ہیں بعض کرامت ۔ بہر حال سادہ سادہ حوالے دو جیسا کہ میں نے دئے آپ اثبات کریں گے ہم ردّ، ہم رد کریں گے اور آپ اثبات زیادہ پیچیدگی میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

اب میں حوالے پیش کروں اور آپ کہو کہ نہیں علمائے دیوبند کو مانوں گا اور

---

(۱) معلوم ہوا کہ حضرت کوئی محقق آدمی نہیں بس کتاب لی اس میں جو لکھا اس پر نظریہ بنالیا اگلے سال کوئی اور کتاب لی اس میں کچھ اور لکھا تو وہ نظریہ اپنالیا۔

سر بکف سر بلند۔۔۔علمائے دیوبند۔۔۔۔علمائے دیوبند۔۔۔

تو دیکھو مجھے بار بار یہ بات کرتے ہوئے اچھا نہیں لگتا میرے اساتذہ ومشایخ میں نہ کوئی بریلوی ہے نہ سیفی۔ اپنے علاقے میں دیوبندیت کو میں نے عام کیا۔ ہمارا علاقہ مہمند کا ''پڑانگ'' کہتے ہیں وہاں کچھ لوگ بریلوی ہوگئے بات دلائل سے نکل کر بندوق تک آگئی تھی یہ عمرزو کے مناظرے سے پہلے کی بات کر رہا ہوں جس میں ہم دونوں بریلویوں کے خلاف ایک تھے۔ اس سے پہلے کی بات کر رہا ہوں جس وقت بریلوی آئے تو میں نے ڈیڑھ ہزار بندوقیں خریدیں، راکٹ لانچرز خریدے اور بریلویوں کے گھروں میں گھس کر کھڑے ہو کر کہا کہ آؤ مناظرے کیلئے۔ اور وہ بھاگ گئے۔ میرے اساتذہ ومشایخ میں کوئی بریلوی سیفی نہیں۔ میرے علاقے میں جب بریلویت کا مسئلہ آیا تو مجھے لوگوں نے کہا جیسا کہ یہ بعض لوگ کہتے ہیں ناں کہ یہ:

''بریلوی ہے۔۔۔یہ بریلوی ہے۔۔۔''

پھر جب بریلویت کی بات آئی تو میں انہی طعنہ کسنے والوں کے مدرسوں میں گیا کہ دیکھو دیوبند کا جھنڈا خطرے میں ہے اس کے دفاع میں کھڑے ہو جاؤ!! تو کہا مفتی صاحب یہ کہانیاں ہم سے نہ ہوں گی۔ تو الحمدللہ دیوبند کا جھنڈا تن تنہاء میں نے اٹھایا لہذا خدارا یہ باتیں مجھے نہ کہیں۔ میں آج کے دیوبندی طلباء کا باپ ہوں میں ''اَبِّ دیوبند'' ہوں یہ باتیں وہاں کریں جہاں آپ کے سامنے کوئی سیفی بیٹھا ہو کوئی بریلوی بیٹھا ہو۔

تمہاری وجہ سے سیفی بھی میرے مخالف ہو گئے میں نے کہا کہ یہ ظالم تو میرے مخالف ہیں اب تم بھی میرے مخالف ہو گئے۔۔۔

(وقت مکمل)

مفتی غلام فرید صاحب نے اس موقع پر بطور مزاح کہا کہ پیر صاحب یہ ٹرم تو آپ نے ساری گپ شپ میں ضائع کر دی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پیر صاحب اپنا اکثر قیمتی وقت غیر متعلقہ باتوں میں یا ایک ہی بات کو بار بار دہرانے میں ضائع کرتے بلکہ اکثر باتیں لایصح السکوت علیہ کی قبیل سے ہیں بڑی مشکل سے ہمیں جملہ تام بنانا پڑ رہا ہے۔

دوسری تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب نے کہا کہ میں علمائے دیوبند کا دفاع کرنے والا ہوں بالکل ان کی ساری باتیں مجھے تسلیم ہیں بلکہ مجھ پر جب خوارج کی طرف سے حملہ ہوا تھا تو سب علماء میری عیادت کیلئے آئے تھے مگر پیر صاحب نہ صرف آئے بلکہ ایسی باتیں کر کے گئے کہ جس سے مجھے نیا حوصلہ ملا۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں علمائے دیوبند کے بیس سے زائد حوالے لایا ہوں مگر ان کے علاوہ بھی اکابر موجود ہیں پہلے ان کے حوالے پیش کریں گے۔ نہیں پیر صاحب یہ بات نہیں ہے۔ آپ بات سمجھیں گھر میں بڑے موجود ہیں تو ہمیں باہر سے بڑے لانے کی کیا ضرورت؟ آپ بھی اپنی نسبت علمائے دیوبند کی طرف کرتے ہیں میں بھی۔ آپ خود کو ہجری، ملقنی، قاری نہیں کہتے ہیں بلکہ ''دیوبندی'' کہتے ہیں تو علمائے دیوبند سے ہمارا یہ مسئلہ آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔ یہ اصل مدعا ہے ہمارا۔ میرا سوال یہ کہ متکلمین کی جو عبارات آپ پیش کرنا چاہتے ہیں کیا علمائے دیوبند اس کے خلاف گئے ہیں؟ کیا علمائے دیوبند ان عبارات کو نہ سمجھ سکے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیوں نہ ہو علمائے دیوبند سے ان مجمل عبارات کی وضاحت طلب کی جائے کہ وہ اس کا کیا معنی و مطلب بیان کرتے ہیں؟

میں ہرگز علمائے دیوبند کو بطور دلیل پیش نہیں کر رہا ہوں میں تو دیوبندی نسبت کے سبب بطور اپنے عقیدے کی تائید کے ان کو پیش کر رہا ہوں اصل نہ متکلمین ہیں نہ دیوبندی اصل تو عقیدے کے باب میں میرے اور آپ کیلئے قرآن وسنت ہے۔ پہلے اس سے مسئلہ ثابت کریں پھر ان شاءاللہ متکلمین سے بھی تائید پیش کردیں گے۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کو میں بھی دیوبند کا ترجمان مانتا ہوں لیکن ان کے بعض نظریات ان کے ذاتی ہے تفردات تھے اس میں انہوں نے معاذ اللہ علمائے دیوبند کی ترجمانی نہیں کی اور اس کیلئے قاری طیب صاحب کی کتاب

کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔

پیر صاحب! قاری طیب صاحب کی کتاب میں جن لوگوں کو یاد کیا گیا ہے وہ کیپٹن عثمانی اور مولانا عامر عثمانی مودودی اور مماتی جیسے لوگ ہیں حوالے میں تو صاف تصریح ہے کہ ایسے لوگ علمائے دیوبند کے مزاج شناس نہیں ان کے مسلمہ نظریات سے ہٹ کر چلے، تو کیا امام اہلسنت دیوبند کے مزاج شناس نہ تھے؟ کیا علمائے دیوبند کے مسلمہ عقائد ونظریات سے ہٹ کر عقائد ونظریات پیش کئے معاذ اللہ؟

باقی رہی بات امام اہلسنت کی تو میں نے دیوبند کا حوالہ پیش کیا کہ ہر مسئلہ میں ان کی رائے حرف آخر ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ علمائے دیوبند کا چھوٹا سا رسالہ پیش کریں جو امام اہلسنت کی اس کتاب کے خلاف لکھا گیا ہو اگر یہ شیخ کا تفرد ہے جبکہ اس کے مقابل اس کتاب کے خلاف علما بریلویہ نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کا نظریہ خالص بریلویہ سیفیہ کا ہے۔ میں علمائے دیوبند کی کتب ابھی پیش کروں گا کہ یہ صرف امام اہلسنت کا نظریہ یا تفرد نہیں بلکہ پوری دیوبندیت کا اس پر اجماع ہے۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں تیس سے زائد حوالے پیش کروں گا بالکل پیش کریں لیکن اس میں وضاحت ہو کہ بعض کرامات اختیاری ہیں بعض غیر اختیاری اگر یہ بات نہ ہو تو وہ محض حوالہ ہے اس کا آپ کے دعوے سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن وسنت اس پر پیش کرنا ہوگا۔

پہلا حوالہ

یہ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب علمائے دیوبند کے مسلمہ ترجمان لکھتے ہیں:

”جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کا معجزہ ان کا اپنا فعل نہیں ہوتا اور نہ اس میں اس کے کسب و اختیار کا کچھ دخل ہوتا ہے بلکہ وہ محض اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے۔ جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے تو اس سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کرامت ولی کا فعل کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے“۔

میں نے پہلے بھی پیر صاحب سے عرض کیا تھا کہ معجزہ کو اختیار میں نہیں مانتے کرامت کو اختیار میں مانتے ہو ولی کو تفوق دے دیا نبی پر۔ آگے ص ۵۷ پر بھی یہی لکھتے ہیں کہ:

''ان عبارات سے یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہے کرامت حق ہے لیکن ولی کے اختیار اور کسب کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اور نہ کرامت ولی کا فعل ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالی ہی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر اس کی تکریم کیلئے اللہ تعالی صادر فرما دیتا ہے''۔

حوالہ نمبر ۲

یہ میرے پاس دوسری کتاب ہے یہ جب مماتیوں اور دیوبندیوں کے درمیان اختلاف ہوا تو حکومت نے علامہ شمس الحق افغانی کو ثالث مقرر کیا کہ وہ ان مختلف فیہ مسائل میں محاکمہ کریں یہ تو دیوبندی ہے نا؟ علامہ شمس الحق افغانی نے کراچی سے آ کر ان کے درمیان فیصلہ کیا وہ فیصلہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں صفحہ نمبر ۱۸ ہے

''اور کرامت فعل الٰہی ہے نہ فعل البشر اگر چہ دونوں کا مظہر بشر ہے اس لئے معجزہ نبی اور کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہے''۔

اس دن سید حکیم کہتا ہے کہ اللہ کی طرف فعل کی نسبت کرنا کفر ہے اس پر آگے میں تفصیل عرض کروں گا لیکن اس موقع پر علامہ افغانی کو معاذ اللہ کافر کر دیا جو فعل کی نسبت اللہ کی طرف کر رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۳

یہ علامہ افغانی کی یہی کتاب شائع ہوئی ہے ''فیصلہ'' کے نام سے اس پر علامہ ڈاکٹر شیر علی شاہ کی تقریظ ہے، شیخ سمیع الحق شہید کی تقریظ ہے دیگر اکابر کی بھی تقاریظ ہیں صفحہ نمبر ۵۸ پر یہی عبارت موجود ہے۔

حوالہ نمبر ۴

یہ میرے ہاتھ میں کتاب ''عقائد اہل سنت'' آپ کے پیر خانہ مفتی فرید صاحب کے خلیفہ مولانا شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر لکھی گئی ہے اس پر چوٹی کے اکابر کی تقاریظ ہیں ڈاگئی باباجی، مولانا مغفور اللہ باباجی، لمبی لسٹ ہے ۱۲۳ اکابر وشیوخ دیوبند کی تقاریظ ہیں اس میں صفحہ نمبر ۹۴ پر ہے:

’’عقیدہ نمر ۱۵ کرامت کے ظاہر کرنے میں ولی کا اختیار نہیں ہوتا کرامت کے ظاہر ہونے میں کسی ولی کا اپنا کوئی اختیار نہیں بلکہ جب اللہ چاہتے ہیں اور کرامت جب اللہ چاہتے ہیں اپنے کسی نیک بندے کے ہاتھوں پر ظاہر فرما دیتے ہیں‘‘۔

حوالہ نمبر ۵

یہ میرے ہاتھ میں شیخ سرفراز خان صفدر صاحب کی ’’اظہار العیب‘‘ ہے بریلویوں کے رد میں اس پر اکابر دیوبند کی تقاریظ بھی ہیں یہ بہانہ بھی آپ کا ختم کر دیا۔اس میں ہے:

’’مگر کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اس میں ان کے کسب واختیار کا قطعا کوئی دخل نہیں ہوتا‘‘۔

حوالہ نمبر ۶

یہ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب کی تفسیر ذخیرۃ الجنان صفحہ نمبر ۲۴۰ ہے اس میں بھی یہی بات لکھتے ہیں کہ:

’’کرامت کی تعریف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے ولی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے ولی کا ذاتی طور پر اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا‘‘۔

حوالہ نمبر ۷

یہ مولانا اوکاڑوی صاحب علمائے دیوبند کے مسلم مناظر لکھتے ہیں:

’’کرامت بندے کے اختیار میں نہیں‘‘۔

انہوں نے اس عنوان سے مستقل باب باندھا ہے۔

حوالہ نمبر ۸

یہ علامہ شبیر احمد عثمانی !! شیخ الاسلام!!! ہم سب کے دادا!!!! انہوں نے اپنی کتاب ’’اسلام کے بنیادی عقائد‘‘ میں صفحہ ۱۰۹ پر لکھا

’’یاد رکھئے معجزہ خدا کا فعل ہوتا ہے اس کو نبی کا سمجھنا سخت غلطی ہے‘‘۔

حوالہ نمبر ۹

یہ میرے ہاتھ میں ’’تریاق اکبر‘‘ ہے مولانا امین اوکاڑوی کی دوسری کتاب صفحہ نمبر ۴۷۰ پر لکھتے ہیں:

’’کرامت میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا‘‘۔

حوالہ نمبر ۱۰

یہ میرے ہاتھ میں ’’آثار التنزیل‘‘ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی ہے۔ یہ علمائے دیوبند کا ایک اور مسلمہ ترجمان، کسی ضلع یا گاؤں کا مولوی نہیں ہے۔ پورے مسلک کا ترجمان ہے۔ عالمی سطح پر علمائے دیوبند کی ترجمانی کی ہے۔ برطانیہ علمائے دیوبند کی طرف سے مناظرہ کرنے گئے تھے اس کے صفحہ نمبر ۹۶ پر ہے:

’’معجزہ خدا کا فعل ہوتا ہے نبی کا نہیں اور نہ نبی کے اپنے اختیار کو اس میں کچھ دخل ہوتا ہے‘‘۔

ساتھ ہی کرامت کے متعلق یہی وضاحت کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۱

یہ ان کی ایک اور کتاب ہے خالص بریلویوں کے رد میں لکھی ہے ’’مطالعہ بریلویت ‘‘اسکے صفحہ نمبر ۳۵۶ پر ہے

’’کرامت و معجزہ فعل خداوندی ہے‘‘۔

حوالہ نمبر ۱۲

یہ متکلم مولانا الیاس گھمن صاحب کی کتاب ’’عقائد اہلسنت‘‘ علمائے دیوبند کے موجودہ ترجمان اس کتاب پر پاکستان کے موجودہ تمام اکابر کی تقاریظ ہیں اس میں ہے:

’’اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالی کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا‘‘۔

حوالہ نمبر ۱۳

یہ ایک اور کتاب ہے میرے ہاتھ میں شیخ ادریس صاحب کی کتاب ’’الدروس فی علوم

القرآن'' کوتو جانتے ہوں گے؟ ایشیاء کے موجودہ دور کے بڑے محدث سیدی ومرشدی وسندی اس کتاب میں اس مسئلہ پر ۸ صفحات میں بحث کر کے ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔ جو باتیں شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے لکھی ہیں انہی کا خلاصہ نقل کیا ہے اسکے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر ہے:

''معجزہ کا صدور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا''۔۔۔

آگے لکھتے ہیں:

''معجزہ کے صادر ہونے میں نبی کو ذرہ برابر اختیار نہیں بلکہ جب اللہ تعالی چاہتا ہے تو معجزہ صادر ہوتا ہے''۔

پھر آگے آصف بن برخیا کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کسی کے ذہن میں آسکتا ہے کہ یہ تخت تو اس نے خود پیش کیا:

''سو اس کا جواب یہ ہے کہ بادی النظر میں اگر چہ اس سے اختیار معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اللہ تعالی ہے اس وقت نبی کے دل میں معجزہ کے صادر کرنے کا القاء اور الہام فرماتے ہیں اور القاء اور الہام بسیط ہوتا ہے بلکہ۔ تو اسکا صدور من جانب اللہ ہوا''۔

صفحہ نمبر ۲۲۶ پر بھی فرماتے ہیں:

''تو غور سے سنیں معجزہ اور کرامت دونوں خرق عادت اور خلاف عادت ہوتے ہیں لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ۔۔۔ یاد رکھو ولی کی کرامت بھی نبی کا معجزہ ہوتا ہے یہ آپ نے شرح العقائد میں پڑھا ہوگا''۔

تو پیر صاحب جب کرامت ولی کا معجزہ ہے اور معجزہ تحت قدرت العبد نہیں تو کرامت بھی نہ ہوگی۔ بہر حال آٹھ صفحات پر بحث کی ہے اب اگر آپ کہتے ہو کہ میں شیخ ادریس سے بھی بڑا محقق ہوں تو میں کیا کر سکتا ہوں لیکن بخدا ان کے مقابلے میں آج کے پانچ سو مولوی بھی آجائیں تو تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

حوالہ نمبر ۱۴

یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے ''عقائد اہل سنت'' اس پر قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب، ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب، سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کی تقاریظ ہیں قاری حنیف جالندھری

کی تقاریظ ہیں آپ کی تقاریظ والا گلہ ختم کر رہا ہوں اس کے صفحہ نمبر ۱۸ پر ہے:

''اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں کرامت اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اس میں ولی کے اپنے اختیار کا دخل نہیں اس لئے کرامت کو شرک کہہ کر انکار کرنا یا کرامت سے دھوکا کھا کر اولیاء اللہ سے اختیار کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں''۔

حوالہ نمبر ۱۵

یہ میرے ہاتھ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب صفحہ نمبر ۱۰۰ معارف القرآن پیر صاحب اس کو ذرا غور سے سنیں:

''اس معاملہ میں دھوکا یہاں سے لگتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بہت سے فرشتوں کے ہاتھوں سے دنیاوی نظام کے بہت سے احکامات جاری کرتے ہیں دیکھنے والا اس سے مغالطہ میں پڑ سکتا ہے کہ اس فرشتے کو اللہ تعالی نے یہ اختیار سپرد کر دیا ہے یا انبیاء کے ذریعہ بہت سے ایسے کام وجود میں آتے ہیں جو عام انسانوں کی قدرت سے خارج ہوتے ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعہ ایسے بہت سے کام وجود میں آتے ہیں جن کو کرامات کہا جاتا ہے یہاں سرسری نظر والوں کو یہ مغالطہ لگ جاتا ہے کہ اللہ تعالی ان کاموں کی قدرت واختیار ان کو سپرد کرتا ہے کیونکہ اگر ان کو اختیار سپرد نہ کرتا تو ان کے ہاتھ سے یہ کیسے وجود میں آتے؟ اس سے وہ انبیاء اولیاء کے ایک درجے میں مختار کار ہونے کا عقیدہ اپناتے ہیں حالانکہ حقیقت یوں نہیں بلکہ معجزات اور کرامات براہ راست اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے صرف اسکا ظہور یا صدور پیغمبر یا ولی کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ پیغمبر و ولی کو اس کو وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں''۔

(وقت ختم)

تیسری تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

بس یہ بات کروں گا کہ ''سل پاپڑ او یولاوڑ'' (سو پاپڑ اور ایک ڈنڈا) اسکا مطلب یہ ہے کہ مفتی صاحب یہ تو تیس حوالے پڑھے ہیں اگر اس کی جگہ پانچ سو حوالے بھی پڑھ لو تو یہ میرے ہاتھ میں ''شرح العقود'' ہے۔ تم نوجوان ہو زور زور سے بول سکتے ہو ہم بوڑھے ہیں ہم آہستہ آہستہ ہی بات کریں گے۔ شرح العقود کا صفحہ نمبر ۱۳۰ ہے باب عقائد میں

وانما علی المفتی حکایة نقلُ الصریح کما صرحوا به

مفتی پر یہ لازم ہے کہ جب اردو میں بات کرے تو وہ متقدمین کے حوالے دے گا۔ اب میں آپ کے ساتھ سارے حوالے ماننے کو تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ پہلے یہ ثابت کرو گے کہ یہ نسفی نے نقل کیا ہے، تبصرۃ الادلہ نے نقل کیا ہے، لامیشی نے نقل کیا ہے، جرجانی نے نقل کیا ہے، تفتازانی نے نقل کیا ہے۔ جتنی کتابوں کے آپ نے حوالے دئے ان سب میں ان کے نام بتلاؤ میں آپ کے ساتھ ماننے کو تیار ہوں۔

دوسری بات میرے ہاتھ میں ''معین الحکام'' ہے فقہ حنفی کی مضبوط ترین کتاب ہے:

وکذالك الکتب الحدیثیة التصنیف اذا لم یشتهر

تو جب اشتہار نہیں ہوا تو مراجع کی طرف رجوع کریں گے تو اگر مرجع ہوگا تو فتوی دیں گے اگر مرجع نہیں ہو تو فتوی نہیں دیں گے۔

جتنے حوالے پیش کئے اس میں متکلمین کی نقول نہیں اگرچہ ہم ان حوالوں کے خلاف دیوبند کے علما کے حوالے پیش کریں گے۔ اگرچہ نقل اس میں بھی نہیں ہے۔

میں اپنے ساتھ ''معجم المولفین'' لایا ہوں، ''کشف الظنون'' لایا ہوں۔ کشف الظنون اس فن کی کتب ہیں۔

(اس موقع پر اپنے دائیں بائیں بیٹھے چمچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں)

یہ سب اس فن کے لوگ ہیں محققین لوگ ہیں طبقات کی جو کتب آئی ہیں تو وہ بتلائے گا کہ یہ آدمی متکلم ہے، یہ اصولی ہے، یہ فلاں ہے، یہ فقیہ ہے، یہ متکلم ہے، یہ اصولی ہے یہ جتنے حوالے آپ پیش کر رہے ہیں اس میں اول سے آخر تک نکالو کہ کسی نے ان کتابوں میں اگر ان کا نام موجود ہو فبہا الر اس و العین تو اگر معجم المولفین اور کشف الظنون میں ان کا نام آیا ہو باعتبار متکلم کے تو میں ماننے کو تیار ہوں اور اگر نام نہیں تو پھر نقل کو دیکھیں گے۔

میں نے پہلے آپ کو کہا تھا کہ میرے سامنے سکول کے ماسٹر پیش نہیں کرو گے، مسجد کے امام پیش نہیں کرو گے سکول کے ماسٹر اور مسجد کے امام اس وقت میں مانوں گا جب معجم المولفین میں اس کا ذکر ہو۔(۱)

مفتی ندیم صاحب مبارک

توبہ!!! توبہ!!! آپ اوکاڑوی صاحب کو اس گستاخانہ انداز سے یاد کر رہے ہیں؟ ان کو سکول ماسٹر کہہ رہے ہیں؟

پیر صاحب

سٹپٹاتے ہوئے اور ہوش میں آتے ہوئے !!! نہیں !!! نہیں !!! میں قسم کھاتا ہوں میرے تو ذہن میں بھی اس وقت وہ موجود نہیں !!! مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ آپ نے اوکاڑوی کا نام لیا بھی ہے یا نہیں۔ میں نے ایسے ہی مطلقا ایک بات کہہ دی ہے۔

حوالہ نمبر ۲

چلیں میں آپ کی طرف آتا ہوں صرف علمائے دیوبند تو ٹھیک یہ میرے ہاتھ میں ''اظہار الحق'' ہے صفحہ نمبر ۱۱۰ ہے۔ اس پر اول تقریظ مفتی حبیب الرحمن صاحب کی ہے، دوسری تقریظ مفتی محمد فرید صاحب کی ہے تیسری تقریظ ڈاکٹر شیر علی شاہ کی ہے چوتھی تقریظ مولانا غریب اللہ کی ہے پانچویں تقریظ مولانا عبدالحنان فاضل دیوبند کی ہے چوتھی تقریظ مولانا غلام حیدر صاحب کی ہے وہی تقسیم کی ہے جو میں نے بیان کی ہے

---

(۱) اس موقع پر مکروہ چہرے والے سید حکیم ایک مکروہ آواز کے ساتھ طنزیہ ہنسی ہنستا ہے۔

''(۱) علم ہواورارادہ ہوجیسا کہ حضرت عمر فاروق کے فرمان سے دریائے نیل کا جاری ہونا (۲) علم ہومگر ارادہ نہ ہو (۳) نہ علم ہو نہ ارادہ ہو''۔

حوالہ نمبر ۳

یہ میرے ہاتھ میں ''رسالہ حقانیہ'' ہے اس کا صفحہ نمبر ۱۸۵ ہے۔ اس پر پہلی تقریظ مولانا عبدالقدوس صاحب کی ہے دوسری تقریظ مولانا مغفوراللہ صاحب کی ہے محمد فرید صاحب کی، چوتھی تقریظ مفتی سیف اللہ صاحب (ان ناموں کو دو تین دفعہ پڑھا) اس میں لکھتے ہیں:

وللعارف استخدام الجن والملك فی غذائه من طعامه و شرابه وفی لباسه قال فی کشف الاسرار فتحصل الكرامة باختيار الولی و دعائه وقد تكون بغير اختيارهم

آپ نے کہا تھا کہ مدعیٰ دونوں شقوں کے ساتھ ہوں اس میں دونوں شقوں کے ساتھ ہے کبھی اختیار میں ہوگی کرامت کبھی نہ ہوگی۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

کتاب دیجئے۔

پیر صاحب

میں نے آپ سے کتاب مانگی تھی؟

مفتی ندیم صاحب مبارک

آپ مانگیں ہم دیں گے۔

پیر صاحب

غصہ میں !!! نہیں انصاف کرو!!! میں نے آپ سے کتاب مانگی تھی ؟ نہیں کوئی ضرورت نہیں کتاب مت دو۔ بات میں یہ کر رہا تھا کہ یہ میرے ہاتھ میں فیض الباری ہے

حوالہ نمبر ۴

جلد ۱۴ اسکا صفحہ نمبر ۲۶۴ ہے یہ بات یاد رکھیں کہ صفدر صاحب ہمارے لئے آسمان کے ستارے ہیں لیکن جب صفدر صاحب کا قول امام العصر امام کشمیری کے خلاف آئے گا تو میں ترجیح امام کشمیری کو دوں گا وہ وقت کا امام تھا، فقیہ تھا۔ اس کی فقاہت ،حدیث دانی و علم صفدر صاحب سے زیادہ ہے۔

هذا فی الفرق بین السحر والمعجَزة اما الفرق بین الکرامة والمعجَزة فبان الکرامةُ تحتاج الی اثر فی الهمة فللکسب و الاکتساب دخل فیها

کرامت میں کسب واکتساب کا دخل ہے اور کسب واکتساب اختیاری چیز ہے۔

حوالہ نمبر ۵

یہ میرے پاس معالم العرفان ہے صفدر صاحب کے گھر کی شہادت اس کی جلد نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۳۹۶ ہے امام المناظرین حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے گھر کی شہادت:

''عام طور پر معجزہ یا کرامت غیر اختیاری چیز ہوتی ہے لیکن اللہ تعالی کسی وقت کسی کو کوئی معجزہ یا کرامت عطا کر کے حسب ضرورت ظاہر کرنے کا اختیار دے دے تو ایسا بھی ممکن ہے ایسی مثال موسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے جنہیں اللہ تعالی نے عطا فرمایا اور حسب ضرورت فرعون کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائی''۔

یہ ہوگئے علمائے دیوبند کے حوالے۔

(اس کے بعد ساتھ بیٹھے ہوئے معاون جو تھوڑی دیر پہلے محققین تھے اس کو کہتا ہے صفحہ نمبر نکالا کرو''مج کبیر''یعنی بڑی بھینس)

(وقت مکمل)

پیر صاحب کی دیوبند بیزاری سب نے دیکھ لی

اس تقریر میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح پیر صاحب علمائے دیوبند کوتسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں یہ کہہ دینے سے کہ میں نے علمائے دیوبند کے لئے بندوق اٹھائی ہے اس سے کوئی دیوبندی نہیں بن جاتا۔ یہ تو آپ نے دیوبند کے نام پر اپنی بدمعاشی کا سکہ جمانے کیلئے ایسا کیا۔کیا مماتی دیوبند کا نام نہیں لیتے؟ کیا اہل بدعت کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہو جائے تو وہ دیوبند کے نام کا دفاع نہیں کریں گے؟ تو کیا ہم ان کو دیوبندی کہہ دیں؟ دیوبند نام ہے علمائے دیوبند کی آراء ومسلک ومزاج کوتسلیم کرنے کا۔اس طرح دیدہ دہنی کے ساتھ کہ ایک نہیں پانچ سو حوالے پیش کردو میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں اکابر دیوبند کاانکار کرنے کی جرات تو مماتیوں کو بھی نہ ہوئی۔

بھرے مجمع میں انہیں پاپڑ اور ماسٹر کہنے کی جرات تو کسی بدزبان مماتی نے بھی آج تک نہیں کی۔ان اکابر کا نام خصوصاامام اہلسنت کا نام لیتے ہوئے بار بار پیر صاحب طنزیہ ہنستے اور جان بوجھ کران کا نام اٹک اٹک کر لیتے اور یہ تاثر دیتے کہ دیکھو مجھے تو اس کا نام بھی نہیں آتا تو اس کی بات کیسے تسلیم کرلوں؟ بے شرمی اور دیدہ دہنی کی انتہاء ہے۔تم بھرے مجمع میں ویڈیو کے سامنے ہمارے اکابر کو یوں بے عزت کرواور ہم تمہیں دیوبندی مان کر تمہارا ادب واحترام کریں ہرگز نہیں۔

شرح عقود رسم المفتی کا حوالہ بھی سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا ہے وہاں تو یہ بحث چل رہی ہے کہ اگر مفتی کے سامنے کوئی نیا مسئلہ پیش آجائے تو اول اس میں امام صاحب کے قول کو تلاش کرے نہ ملے تو صاحبین ھلم جرا ۔اگر ان میں سے کسی کا قول نہ ملے تو متاخرین میں سے کسی نے اس پر کلام کیا ہے تو اس کو لے لے اگر متاخرین نے اختلاف کیا ہے تو جمہور کے قول پر فتوی دے اور اگر کسی کا قول نہ ملے تو اور خود میں تحقیق واجتہاد کی صلاحیت ہو تو بعد غور وفکر کے جو صحیح معلوم ہو اس کے مطابق فتوی دے دے۔اور پھر آگے لکھا کہ اگر کوئی نرا مفتی ہو اس میں اجتہاد غور وتدبر مسائل کے استنباط کی بالکل بھی صلاحیت نہ ہو تو اپنے سے افقہ کی

طرف رجوع کرے اگر ایسا کوئی شخص نہ ملے تو محض قواعد وکلیات کی بنیاد پر کسی مسئلہ میں خود سے فتوی نہ دے کیونکہ ممکن ہے کہ اس نئے مسئلہ اور قاعدہ کلیہ میں کوئی ایسا باریک فرق ہو جس کی طرف اس کا ذہن نہ جاتا ہو کیونکہ یہ تو پیر صاحب کی طرح نرا مفتی ہے تحقیق، تفتیش، تطبیق، وجوہ علل، اوتہذیب اقوال کی بالکل صلاحیت اس میں نہیں علامہ شامی اسی بات کو آگے لیکر ابن نجیم کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اسی لئے ایسے مفتی پر نقل صریح لازم ہے۔

تو نقل صریح کا مسئلہ اس کیلئے ہے جو نرا مفتی ہے تحقیق و تدقیق، تفتیش اقوال و تطبیق عبارات کی صلاحیت اس میں نہیں اور وہ مسئلہ بھی نو پید ہے جبکہ اکابر دیوبند اپنے زمانے کے مانے ہوئے فقہاء تھے۔ وہ نرے مفتی نہ تھے۔ نہ نرے ناقل۔ اور یہ مسئلہ کوئی نو پید بھی نہیں ایک اجماعی مسئلہ ہے اس لئے اس باب میں اکابر دیوبند کسی نقل کے محتاج نہیں بلکہ خود اکابر دیوبند کا قول ہی نقل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر آج نسفی، لامیشی زندہ ہوتے تو ان اکابر کی شاگردی کو فخر سمجھتے۔

کیا پیر صاحب میں یہ جرات ہے کہ انہوں نے کرامت کی جو تین اقسام بیان کی ہیں اس پر نسفی، تفتازانی، لامیشی، جرجانی سے صریح نص پیش کر دیں؟ تصرفات تشریعی وتکوینی پر صریح نص پیش کر دیں؟ شرم کا مقام ہے کہ مبادیات کی مجلس سے لیکر مناظرہ تک پیر صاحب کی ایک ہی گردان تھی کہ:

”ہماری تحقیق اس میں یہ ہے۔۔۔ ہماری رائے اس میں یہ ہے۔۔۔“

اور اکابر دیوبند کی تحقیق کیلئے نص کا مطالبہ کرتے ہیں؟ یہ سوال تو لامیشی اور نسفی کے بارے میں بھی کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جو تحقیقات پیش کی ہیں اس پر کیا نص ہے ان کے پاس؟

میرا پیر صاحب سے سوال ہے کہ اگر آج ان کو آن لائن شرعی مسائل بتلانے کیلئے بٹھا دیا جائے تو کیا ہر مسئلہ پر وہ نص پیش کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کے اصول پر تو آپ کیلئے کسی مسئلہ میں فتوی دینا ہی جائز نہیں۔ نیز ہمارے اکابر کے وہ فتاوی جس میں کسی قسم کے حوالے نہیں کیا آپ کے اس اصول کے تحت دریا برد کرنے کے لائق ہیں یا نہیں؟

اپنے پیر ومرشد کی صرف ’’فتاوی فریدیہ‘‘ ہی کو اٹھالیں ایسے سینکڑوں فتاوی مل جائیں گے جس میں انہوں نے متقدمین کی کوئی نص پیش نہ کی تو جواب دیں ہم ان فتاوی کو رد کرکے دریابرد کردیں؟

آپ کیا سمجھتے ہیں یہ زبان صرف آپ کے پاس ہے؟ آپ کوئی بھی کتاب اٹھا کر سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرکے علمائے دیوبند کی کردارکشی کریں، لوگوں کے ذہنوں کو تشویش میں مبتلا کریں کہ دیکھو ان کی بات کا اعتبار نہ کرنا، متقدمین کچھ کہتے اور یہ لوگ بنا دلیل کچھ کہتے رہے ہیں معاذ اللہ۔ آپ یہ گند تحقیق کے نام پر پھیلائیں اور ہم جیسے لوگ جب آہ وفغاں کریں تو شور مچاؤ کے میں تمہارے باپ کی عمر کا ہوں!!! میرا پاس لحاظ رکھو!! کیا آپ نے اپنے باپ کے عمر کے اکابر کا پاس ولحاظ رکھا؟

معین الحکام کے حوالے کو بھی مسخ کرکے پیش کیا ہے وہاں تو ہے کہ کسی نئی غیر مشہور کتاب سے حوالہ نہ پیش کرے جو استناد کے درجے کو نہ پہنچی ہو جبکہ ہم جو کتابیں پیش کررہے ہیں وہ نہ صرف مشہور بین الآفاق ہیں بلکہ مضبوطی وثقاہت میں مثل ضوء شمس ہیں۔

عقل کا دیوالہ پن دیکھو کہتا ہے کہ اکابر دیوبند کی ثقاہت، علم کلام، حدیث، تفسیر میں ان کا مرتبہ معجم المولفین اور کشف الظنون سے دکھاؤ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے پیر صاحب کے حواری انہیں وقت کا امام رازی، غزالی زماں کہتے ہیں اور کوئی مماتی سیفی کھڑا ہو کر کہے کہ میں تو ان کو ایک نمبر کا پاگل، علم وعقل سے فارغ، تصوف کے نام پر بدنما داغ سمجھتا ہوں ان کی پیری مریدی کا قائل تب ہوں گا جب کشف الظنون میں ان کا نام نکال کر دکھادو گے۔

پیر صاحب آپ خود کہتے ہیں کہ مجھ جیسا پیر اور عالم پورے پاکستان میں نہیں تو اگر جرات ہے تو اپنا نام کشف الظنون یا طبقات صوفیاء کی کتب سے نکال کر دکھلاؤ۔ خدا کے بندے کسی کی ثقاہت اسی کے زمانے اور اسکے بعد کے زمانے کی کتب طبقات وتاریخ سے دکھائی جاسکتی ہے پہلوں سے کیسے دکھائیں؟

باقی پہلے آپ صریح انکار کریں کہ یہ اکابر جو ہم پیش کررہے ہیں یہ علم الکلام، تفسیر، حدیث اور دیگر فنون میں نرے جاہل ہیں معاذ اللہ، اس کے بعد میرا وعدہ ہے

کہ کشف الظنون نہیں ، بلکہ البدایہ والنہایہ، تاریخ الاسلام للذہبی ، تاریخ ابن خلکان ، تاریخ مدینہ دمشق ، تہذیب التہذیب میں سے ان کا تذکرہ نکال کر دکھاؤں گا۔
(ساجد خان نقشبندی)

تیسری تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد وصلوۃ

پیر صاحب کہتے ہیں کہ کتاب مت مانگو۔ پیر صاحب یہ اصول ہے جو کتاب میں مانگو آپ کو دینی پڑے گی جو آپ مانگیں گے میں دوں گا اس میں اشکال اعتراض اور ناراض ہونے والی کونسی بات ہے؟

پھر پیر صاحب کہتے ہیں ''سل پاپڑ یولاوڑ'' معاذ اللہ علمائے دیوبند کی طرف آپ ''پاپڑ'' کی نسبت کرتے ہیں وہ آپ کو ''پاپڑ'' نظر آتے ہیں؟ کیا مفتی شفیع صاحب معاذ اللہ ''پاپڑ'' ہیں؟ امام اہلسنت، مفتی شمس الحق افغانی کیا یہ ''پاپڑ'' ہیں؟ اگر علمائے دیوبند کے متعلق آپ کی یہ رائے ہے تو اپنی تحقیق اپنی جیب میں رکھیں یہ آپ کے محققین اگر پانچ سو سال بھی تحقیق کرلیں تو ان اکابر کی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

آپ کہتے ہو کہ تیز بولتا ہے تو میں اس پر معافی چاہتا ہوں مناظرے میں میری آواز فطرۃ بلند ہو جاتی ہے اگر آپ اس پر ناراض ہوتے ہیں تو اس پر ابھی سے معافی کا طالب ہوں۔

آپ کہتے ہو کہ نقل متکلمین کی نہیں تو صبر کریں ابھی میرے دلائل شروع کہاں ہوئے ہیں؟ میں قرآن وسنت کے دلائل دینے کے بعد قریبا پچاس نقول متکلمین کی لایا ہوں جو پیش کروں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ اکابر متکلمین کی عبارات و مراد کو نہیں سمجھتے تھے؟ کیا مفتی اعظم پاکستان نے علم الکلام نہیں پڑھا تھا؟ عجیب بات ہے یہ لوگ علم الکلام کو سمجھتے ہیں لیکن یہ اکابر نہ سمجھتے تھے۔ جو لوگ یہ مناظرہ سنیں گے وہ آپ پر ہنسیں گے کہ دیوبندی ہو کر اکابر دیوبند کے بارے میں آپ کی سوچ وفکر کتنی گری ہوئی ہے۔

کہتے ہیں کہ اسکول ماسٹروں کے حوالے مت پیش کرو:

(۱) مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب اسکول ماسٹر ہو گئے؟

(۲) حضرت علامہ شمس الحق افغانی اسکول ماسٹر ہو گئے؟

(۳) علامہ شبیر احمد عثمانی اسکول ماسٹر ہو گئے؟

(۴) امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اسکول ماسٹر ہو گئے؟

خدا کی قسم! آج کل کے یہ مولوی پانچ سو دفعہ بھی مر کر دوبارہ پیدا ہو جائیں علامہ شمس الحق افغانی کے پاوں کی دھول کے برابر نہیں ہو سکتے۔ جبکہ افغانی صاحب ایک فیصلہ کر رہے ہیں کوئی عام گفتگو بھی نہیں کر رہے ہیں۔

پھر دو حوالے پیش کئے علمائے دیوبند کے کہ بعض اوقات علم وارادہ ہوتا ہے تو اس کا کون منکر ہے؟ علم وارادے سے اختیار کہاں ثابت ہوا؟ میرا ارادہ ہے کہ میں وزیر اعظم بن جاوں اور وزیر اعظم کے لوازمات کا علم بھی ہے تو کیا محض اس قصد وارادے سے مجھے یہ اختیار مل گیا کہ جب چاہوں وزیر اعظم بن جاوں؟ آپ ایسا حوالہ پیش کریں جس میں ہو کہ کرامت دو قسم پر ہے ایک میں اختیار بمعنی کسب واستطاعت اور دوسرے میں نفی مطلق اختیار کے لفظ سے آپ کا مدعی ثابت نہیں ہوتا وہ مجمل محتمل لفظ ہے۔

قیامت کی صبح تک آپ اور آپ کی ذریعت کو چیلنج ہے کہ اختیار کے اس صریح معنی کے ساتھ حوالہ پیش کریں۔ بات کرتے ہیں علمائے دیوبند کے خلاف۔

پھر فیض الباری پیش کی حضرت پیر صاحب خدارا عبارت پوری پڑھا کریں فیض الباری میں ہے:

انما نعنی صرف الھمۃ وعزیمۃ صاحبھا

کسب واکتساب سے اختیار بمعنی استطاعت نہیں جیسا کہ بندے کے افعال اختیاریہ ہوتے ہیں کہ جب چاہے صادر کردے بلکہ یہاں کسب واکتساب سے مراد ''صرف ہمت وعزیمت''، یعنی ارادہ ہے۔ ارادے کا متوجہ کرنا ہے۔ بعض اوقات کسی خاص مصلحت کے پیش نظر ولی کسی کرامت کا ارادہ وخواہش کرتا ہے تو اللہ اس ارادے کے موافق کرامت ظاہر کردیتا ہے۔ یہ تو آپ کا رد کر رہا ہے۔

پھر آپ نے حضرت صوفی عبدالحمید صاحب کو پیش کیا ہائے کاش کہ عبارت پوری پڑھتے اسی صفحہ پر ہے:

''تمام معجزات و کرامات اللہ کی مشیت وارادے سے ظاہر ہوتے ہیں کوئی نبی یاولی جب چاہے اپنے اختیار سے ایسا نہیں کرسکتا''۔

اسی صفحے پرلکھا ہواہے صفحہ تو پورا پڑھو اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ‌ۚ ۔ غیرمقلدین والا کام آپ نے ہمارے ساتھ شروع کردیا شاید اسی لئے ہم کو کتاب نہیں دے رہے ہیں۔

یہ آپ کے حوالوں کی حقیقت تھی میری طرح صریح حوالے پیش کرو۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب سے کیا بیر ہے؟ جب تک ان کے مقابل کسی کو نہ لے آئیں آپ کو سکون کیوں نہیں ملتا؟ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب علمائے دیوبند کے مسلمہ ترجمان ہیں ان کو ماننا پڑے گا اگر نہیں مانو گے تو خدا کی قسم میں آپ کو دیوبندی ماننے کو تیار نہیں۔

حوالہ نمبر ۱۶

یہ شیخ رحیم اللہ حقانی شہید وقت کا امام رازی وغزالی عالم اسلام کا مانا ہوا عالم تم سب جمع ہوجاو تو اس آدمی کے علم تک نہیں پہنچ سکتے۔ علوم وفنون کا ماہر انہوں نے اس پر مستقل رسالہ لکھا احقاق الحق صفحہ نمبر ۱۵۰ پر لکھتے ہیں:

''جب معجزہ صرف اللہ کا فعل ہوا اور نبی کیلئے نہ خلق ہے نہ کسب اور نہ نبی کے اختیار میں ہے تو کرامت بھی صرف اللہ تعالی کا فعل ہوا ولی کیلئے نہ خلق ہے نہ اس میں کسب اور نہ ولی کے اختیار میں''۔

ایسی صریح عبارت پیش کرو۔

حوالہ نمبر ۱۷

یہ حاجی ترنگزئی صاحب اس پر آپ کے پیر خانہ مفتی فرید صاحب کی تقریظ ہے یہی تین اقسام بنا کر جو پیر صاحب نے بنائی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں:

''اور کرامات کا ظہور خدا کے حکم پر ہوتا ہے اور یہ کرامت اللہ تعالی کی نعمت ولی کے اپنے اختیار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتا''۔

یہی تین اقسام ذکر کر کے وہ یہ بات لکھ رہے ہیں اور اختیار کی نفی کر رہے ہیں معلوم ہوا کہ قصد واختیار بمعنی کسب واستطاعت نہیں جو پیر صاحب کر رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۸

یہ میرے پاس جمالین ہے دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۵۸۰ پر ہے:

''اور یہ دونوں (معجزہ وکرامت) صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں نہیں ہوتے ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایسا کوئی خارق کام اگر کسی صاحب وحی کے ہاتھوں پر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اگر غیر نبی کے ہاتھ پر ظہور ہو تو کرامت کہلاتی ہے''۔

عجیب بات یہ کہ معجزہ وکرامت دونوں خرق عادت ہیں مگر پیر صاحب کہتے ہیں ایک اختیار میں ہے دوسرا اختیار میں نہیں۔

حوالہ نمبر ۱۹

یہ میرے ساتھ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے مقالات ہیں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب کی نگرانی میں شائع ہوئے ہیں اس میں صفحہ نمبر ۵۹۷ پر ہے اس کے مقابل حضرت تھانوی صاحب کی مبہم ومحتمل عبارات پیش نہ کرنا ہم صریح عبارت پیش کر رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''واقعہ یہ ہے کہ کرامت اور تصرف بالکل جدا جدا چیزیں ہیں دونوں کی حقیقت جدا جدا احکام جدا جدا۔۔۔کرامت بلا واسطہ اسباب طبعیہ محض خلق تعالی کے فعل سے صادر ہوتے ہیں اس میں صاحب کرامت کے قصد وفعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات اس کو خبر بھی نہیں ہوتی نہ کرامت کا صدور صاحب کرامت کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے صادر کر دے''

اتنی صریح عبارت موجود ہے تو کیوں مجمل عبارتیں اور ارادے۔۔۔ارادے۔۔قصد قصد۔ پیش کرتے ہو؟

حوالہ نمبر ۲۰

یہ میرے پاس احکام القرآن ج ۳ صفحہ نمبر ۳۸ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب بحکم حکیم الامت لکھی گئی ہے:

الکرامۃ ھی فعل اللہ تبارك وتعالی بلاواسطۃ الاسباب الطبعیۃ من الخیال والنظر وغیرھما ولا دخل فیہ لقصد صاحب الکرامۃ واختیارہ کالمعجزۃ ولا فرق فی المعجزۃ والکرامۃ الابان الاول یختص بالانبیاعلیھم السلام و ھی من علامات النبوۃ والثانی بالاولیا و ھی من علامات اولیا۔وکلاھما یشترکان صدورھما بلاواسطۃ لاسباب الطبعیۃ وبلادخل القصد والاختیار منھما۔

ان کے قصد واختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا معجزہ وکرامت کے صدور میں ۔یہ مفتی شفیع صاحب فرمارہے ہیں اب اگر آپ ان کو اسکول ماسٹر کہتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی۔

حوالہ نمبر ۲۱

یہ رسائل چاند پوری بریلویوں کے رد میں علمائے دیوبند کے ترجمان، دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات ،بریلویوں سے مناظروں کیلئے حضرت تھانوی کے وکیل حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوری صاحب اس کے صفحہ نمبر ۱۹ پر ہے:

''کرامت اوراعجاز امورخرق عادت ہوتے ہیں اسی وجہ سے اس میں طاقت بشریہ کو دخل نہیں ہوتا۔وہ فعل اللہ تعالی محض معجزۃً وکرامۃً ہوتا ہے''۔

آگے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر لکھتے ہیں:

''یہ بھی واضح رہے کہ اس میں بندہ اور بندے کے اساتذہ کرام کا یہی مسلک ہے۔۔

یعنی اس کے علاوہ جوعلمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہے کہ علمائے دیوبند مثلاً کرامت اختیاری کے قائل ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔اورآگے کیا بولتے ہیں کہ:

''کرامت ومعجزہ اختیاری عمل نہیں کہ جو نبی علیہم السلام یاولی جس وقت چاہیں معجزہ

یا کرامت کو ظاہر کر دیں“۔
لیجئے یہ کہتے ہیں کہ یہی علمائے دیوبند کا مسلک ہے کہ معجزہ وکرامت بندے کے اختیار میں نہیں بریلویوں کا رد کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں پیر صاحب آپ آج بریلویوں کا مسلک اختیار کر کے مناظرہ کر رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۲

یہ میرے پاس مفتی شفیع صاحب کا دوسرا حوالہ معارف القرآن جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۴۱۷ پر لکھتے ہیں:

”معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے“۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ یار علمائے دیوبند کو چھوڑ و متکلمین پیش کرو میرے لئے وہ نقل علمائے دیوبند کی معتبر ہوگی جو متکلمین سے ہو۔ حضرت پیر صاحب! متکلمین بعد میں پیش کروں گا پہلے قرآن پیش کرو گے یہ میرے ہاتھ میں شرح العقائد ہے صفحہ نمبر ۱۷۰ پر ہے:

ولا عبرة بالظن فی باب الاعتقاد

عقیدے میں خبر واحد کا اعتبار نہیں اور آپ متکلمین کی بات کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث پیش کریں گے اس کے بعد متکلمین وامتیوں کی طرف جائیں گے۔ جو میں پیش کر رہا ہوں وہ بھی بطور دلیل نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ صرف اپنے دعوے کی تائید کیلئے پیش کر رہا ہوں۔
یہ میرے پاس مولانا منظور مینگل صاحب کی تحفۃ المناظر ہے صفحہ نمبر ۶۲ لکھتے ہیں کہ عقائد عبارتوں سے نہیں نص قطعی سے ثابت ہوتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۳

یہ میرے پاس فتاوی ختم نبوت مولانا یوسف لدھیانوی شہید کا صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ہے:
”معجزہ اور کرامت دونوں فعل خداوندی ہیں معجزے کا ظہور نبی پر ہوتا ہے اور کرامت کا مظہر ولی ہوتا ہے دونوں غیر اختیاری ہیں“۔

حوالہ نمبر ۲۴

یہ کفایت المفتی جلداول صفحہ نمبر ۸۹ ''امام ابوحنیفہ ہند'' ہاں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی معاذ اللہ ایک ''پاپڑ'' تھا لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا حق ہے۔یعنی اللہ تعالی اپنے کسی خاص بندے سے کوئی ایسا کام کرادیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کردیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا''۔

حوالہ نمبر ۲۵

یہ امداد الفتاوی ہے یہ فتوے کی کتاب ہے اس کے برخلاف وعظ ونصیحت کی کتب مت پیش کردینا اس میں ہے:

''لیکن اجمالا اتنی بات صحیح ہے کہ انبیاء اور اولیاء سے دوقسم کے امور صادر ہوتے ہیں ایک معجزات اورکرامات دوسرے تصرفات۔پس معجزات انبیاء کے اور کرامات اولیاء کے اختیاری نہیں ہوتے اور تصرفات اختیاری ہیں''۔

ہاں آپ بول دیں کہ حضرت تھانوی ایک پاپڑ تھے متکلمین کی عبارات سے ناواقف تھے۔

حوالہ نمبر ۲۶

یہ علمائے دیوبند نے اپنے عقائد لکھ کر عرب دنیا کو بھیجے تھے کہ ہمارے عقائد یہ ہیں ''دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے یہ کتاب عربی میں چھپی ہے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا مقدمہ ہے اس پر پیر صاحب غور کریں کہ علمائے دیوبند اپنے عقائد پیش کر رہے ہیں کہ یہ ماتریدیہ کے عقائد ہیں اس میں ہے صفحہ نمبر ۶۸۶

الصحیح انه یصدر من الانبیاء والاولیاء نوعان من الامور الاول المعجزات والکرامات والثانی التصرفات،فمعجزات الانبیاء و کرامات الاولیاء غیر اختیاریة واما التصرفات فتکون

اختیاریۃ ولا تسمی ھذہ بالمعجزۃ والکرامۃ الامجازا۔

معجزہ وکرامت دونوں غیر اختیاری ہیں عرب دنیا کے سامنے اپنے عقائد کی وضاحت کر رہے ہیں آپ کہتے ہیں نہیں اختیاری ہیں تو کیا علمائے دیوبند یہاں تقیہ کر رہے ہیں؟ یہ متکلمین کی عبارات نہ سمجھتے تھے؟ یہ ماتریدیہ کا مذہب نہ جانتے تھے؟ آج آپ مجھے ماتریدیت سکھائیں گے؟قسم خدا کی آج عرب دنیا میں جتنے ماتریدیت کے نعرے لگا رہے ہیں اکثر بدعات کی طرف مائل ہوں گے۔

سیفی بھی بولتے تھے کہ دوسوسال قبل کی کتب نکال کر دکھاؤ اور آج آپ ہمیں کہتے ہو کہ مجھے ماتریدیت دکھاؤ۔میں اس ماتریدیت کی طرف نظر کرنے کو تیار نہیں جو علمائے دیوبند سے ہٹ کر ہو۔آج بیٹی اٹھتی ہے اور ماں سے بڑا ہونے کا دعوی کرتی ہے۔اب علمائے دیوبند سے ہٹ کر ماتریدیت آج یہ ہمیں سکھانے کیلئے آئے ہیں؟؟۔میں اس ماتریدیت کو نہیں مانتا جو علمائے دیوبند سے ہٹ کر ہو۔

حوالہ نمبر ۲۷

یہ پیر مختار الدین صاحب عقائد پر کتاب لکھ رہے ہیں پیر صاحب گستاخی معاف۔اسکا صفحہ ۱۶۶ اس وقت پاکستان میں ان سے بڑا پیر نہ ہوگا شیخ زکریا صاحب کے خلیفہ لکھتے ہیں:

''معجزات وکرامات براہ راست حق تعالی شانہ کا فعل مانا جاتا ہے۔صرف اس کا ظہور پیغمبر اور ولی کے ہاتھوں پر ان کی صداقت اور عظمت ثابت کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔پیغمبر اور ولی کو اسکے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا''۔

حوالہ نمبر ۲۸

یہ میرے پاس ایک اور کتاب ہے العصیدۃ السماویہ یہ مفتی اعظم افریقہ شاہ منصور والے مفتی رضاء الحق صاحب کی کتاب ہے صفحہ نمبر ۵۴۶ پر لکھتے ہیں:

''ہاں خلاف عادت جو بھی فعل ہو معجزہ یا کرامت وہ فعل الٰہی ہوتا ہے اور اس کا ظہور ولی یا نبی کے ہاتھ پر ہوتا ہے''۔

(وقت ختم)

تبصرہ

(اس تقریر کے دوران سب پر عجیب سحر طاری تھا جس منظم انداز اور جس طرح مسلسل حوالہ جات پیش کئے جارہے تھے اس نے پورے مجمع کو اپنی جکڑ میں لئے رکھا اور جیسے ہی وقت ختم ہونے کا اعلان ہوا سب کے منہ سے بے ساختہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں بہر حال اب آگے دوبارہ پیر صاحب کی بے ربط خارج از موضوع تقریر کا وقت ہوا چاہتا ہے)

چوتھی تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

مناظر اسلام صاحب نے یہ بات کہی کہ علمائے دیوبند میں یہ بات کہیں نہیں کہ کرامت اختیاری ہیں یا غیر اختیاری۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ دیکھو یہ میرے ہاتھ میں ''رسالۃ الحقانیۃ'' ہے مغفور اللہ بابا صاحب، مفتی فرید صاحب، مفتی سیف اللہ صاحب کی تقریظات کے ساتھ مزین ہے اور دیکھو مفتی صاحب! اختیار اور غیر اختیار لکھا ہوا ہے۔ جب اختیار غیر اختیار لکھا ہوا ہے تو قیامت کی صبح تک جانے کی ضرورت ہی نہیں یہ میں نے دو منٹ ہی میں ثابت کر دیا کہ علمائے دیوبند کے ہاں یہ عقیدہ موجود ہے۔

حوالہ نمبر ۶

یہ ''تحفہ عثمانیہ'' صفحہ نمبر ۳۶۰ میرے ہاتھ میں ہے عقیدہ طحاویہ کی شرح ہے ہمارے دوست ہیں مفتی ذاکر حسین صاحب لکھتے ہیں:

''کرامت کی دو قسمیں ہیں حسی اور معنوی۔ حسی کی تین قسمیں ہیں معلوم اور اختیاری جیسے حضرت عمر فاروق نے نیل کے نام خط لکھا تھا آپ کو معلوم تھا کہ اس خط کے ساتھ دریا چل پڑے گا کبھی کرامت کا علم ہوتا ہے لیکن اختیار میں نہیں ہوتا''۔

یہ شیخ حسن جان شہید کے داماد ہیں جامعہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث ومدرس ہیں۔

(اسی جامعہ عثمانیہ کے مہتمم صاحب کا حوالہ گزر چکا ہے کہ ولی کو کوئی اختیار نہیں یہاں بھی

اختیار بمعنی اکتساب و استطاعت نہیں بلکہ بمعنی چاہت وطلب اورخواہش ہے اس کے ہم منکر نہیں ۔ساجد)

حوالہ نمبر ۷

یہ میرے ہاتھ میں حضرت تھانوی کی کتاب ہے ''بوادر النوادر'' صفحہ نمبر ۷۸۸ ہے:

''جاننا چاہیئے کہ کرامت کیلئے نہ ولی کو اسکا علم ہونا ضروری ہے نہ اسے کے متعلق قصد کا ہونا ضروری ہے اور احیانا علم ہوتا ہے قصد نہیں اور احیانا دونوں نہیں ہوتے اور احیانا دونوں ہوتے ہیں ۔اس بنا پر کرامت کی تین قسمیں ٹھری ۔ایک قسم وہ جہاں علم بھی ہو اور قصد بھی ہو جیسے نیل کا جاری ہونا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے دوسری قسم وہ جہاں علم ہو اور قصد نہ ہو تیسری قسم جہاں نہ علم ہو نہ قصد ہو''۔

ایک اور بات اپنے ساتھ یاد رکھیں اس میں خواہ مخواہ

''کڑ۔۔۔۔کڑ۔۔۔۔کڑ۔۔۔۔کڑ۔۔۔کڑ۔۔۔''

کی ضرورت نہیں ۔یہ میرے ہاتھ میں بوادر النوادر ہے اور آپ نے جو حوالہ پیش کیا وہ اصل میں امداد الفتاوی کا ہے۔ یہ اصول اپنے ساتھ یاد رکھیں کہ جو فقہ واصول فقہ اور اصول افتاء کو سمجھتا ہے ۔رملی کو آپ جانتے بھی نہ ہوں گے (اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا) شافعی الصغیر جب کبھی تعارض ہو جائے فتوے اور تصنیف میں تو ہمیشہ اعتبار ہو گا تصنیف کا۔

پھر بوادر النوادر حضرت تھانوی کی آخری تصنیف ہے حضرت تھانوی نے اسے حالت نزع میں لکھا ہے ۔ہمیشہ آخری تصنیف کو اعتبار ہو گا۔ یہ میں ابھی آپ کو شرح عقود رسم المفتی سے دکھاوں گا کہ آخری التصنیف کو اعتبار ہوتا ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں نہایۃ المحتاج ہے رملی کی

ذکر فی شرح الروض فی ھذ الفصل انہ اذاتعارض کلام شخص فی افتاء والتصنیف کان الاخذ بما فی لتصنیف اولی

تو آپ نے جو پیش کیا وہ فتوی ہے اور اس کے شروع میں بھی لکھا کہ مجھے اس مسئلہ کی تفصیل کا علم نہیں ۔کلید مثنوی بحر العلوم کی شرح ہے بحر العلوم نے مثنوی کی شرح میں کہا ہے کہ معجزہ میں قدرت انبیاء ہے حضرت تھانوی پر سوال ہوا میری یادداشت کو دیکھیں الحمد للہ میرے

سامنے کتاب نہیں سوال میں لکھا ہے کہ شرح شرح مثنوی میں علامہ عبد العلی بحر العلوم نے لکھا ہے کہ معجزہ انبیاء کی قدرت کے تحت ہے تو کیا یہ واقعی درست ہے؟ تو جواب میں حضرت تھانوی فرماتے ہیں مجھے تو اس کی معلومات نہیں ہے۔لیکن قواعد یوں کہتے ہیں کہ یہ ایسا ایسا ہے۔پھر یہ یاد رکھیں کہ آپ جو حوالہ حضرت تھانوی کا پیش کر رہے ہیں یہ حوالہ فتوے کا ہے فتوے میں خصوصیت رجولیت ،خصوصیت وقت کا اعتبار ہوتا ہے۔تو ایک طرف امداد الفتاوی ہے دوسری طرف بوادر النوادر ہے تو بوادالنوادر کو ترجیح حاصل ہوگی۔

شرح العقود صفحہ نمبر ۹۷ متن بھی علامہ ابن عابدین شرح بھی علامہ ابن عابدین فقہ حنفی کی قوی ترین کتاب ہے نکالو معجم المولفین اور کتابیں تو تم کو ان شاءاللہ شامی کی قوت کا اندازہ ہوگا۔میں جو کتاب دوں گا وہ ان شاءاللہ کشف الظنون میں موجود ہوگی وہ ان شاءاللہ معجم المولفین میں موجود ہوگی اور آپ کی کتاب اگر مشرق اخبار میں موجود ہو تو موجود ہو باقی مجھے علم نہیں۔

(سید حکیم شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے)

یہ ۱۳۰ نمبر صفحہ ہے

وانما علی المفتی

یہ ۹۷ نمبر صفحہ ہے (ماشاءاللہ حضرت کے حافظے کی تو بات ہی کیا ہے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کا صفحہ نمبر یاد نہیں اور کہتے ہیں کہ میرے حافظے کو دیکھو۔ساجد)

۹۷ نمبر صفحہ پر ابن عابدین فرماتے ہیں کہ جب دو تصانیف آئیں

والمقلد یاخذ بالتصنیف الآخیر

مصنف ہمیشہ آخری تصنیف لے گا۔تو امداد الفتاوی اور بوادر النوادر میں اختلاف ہوا تو آخری تصنیف بوادر النوادر کو لیا جائے گا۔

حوالہ نمبر ۸

یہ میرے پاس حضرت تھانوی کے ترجمہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب ہے

’’اس کرامت کی تین قسمیں ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر۔۔۔‘‘

حوالہ نمبر ۹

یہ میرے ہاتھ میں ’’تذکرۃ الرشید‘‘ ہے یہ حضرت رشید احمد گنگوہی کا تذکرہ ہے اس میں ہے:

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

(اس کے بعد پاگلوں کی طرح پیر صاحب نے یہ نعرے لگانا شروع کر دئے)

المدد یا خواجہ بہاالدین!!!۔۔۔مدد یا نقشبندی!!!

پھر آگے لکھتے ہیں:

’’کرامت کی دو قسمیں ایک حسی ایک معنوی۔۔

پھر آگے کیا کہتے ہیں کرامت کی جو تین قسمیں ہیں اس میں دو قسمیں ہیں۔۔

’’کرامت کیلئے ضروری نہیں۔۔پس کہیں علم اور قصد دونوں ہوتے ہیں‘‘

اب یہ قصد کیا ہے؟ تو فتاوی عثمانی والے نے قصد بمعنی اختیار لیا ہے۔یہ میرے ہاتھ میں نبراس ہے:

لاقدرۃ علیھا ولاقصد ولا اختیار ۔۔مترادفان

قصد بمعنی اختیار کے ہے اور اختیار بمعنی قصد کے ہے۔یہ موسوعۃ الفقیہ ہے جلد نمبر ۱۲ اور صفحہ نمبر یار صفحہ نمبر کیوں خراب کرتے ہو؟ اس میں لکھا ہے قصد بمعنی اختیار کے ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں حاوی للفتاوی ہے جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۷

لامعارضۃ فان اختیار الذی ھو بمعنی القدرۃ والانشا والارادۃ خاص بحق اللہ تعالی واما الاختیار الذی فالمراد بہ القصد

تین حوالے ہو گئے کہ قصد بمعنی اختیار کے ہے۔مزید بھی سینکڑوں حوالے دے سکتا ہوں۔

اگلی بات مفتی صاحب آپ نے کہا میں نے حوالہ دیا حضرت تھانوی کا کہ قصد کا دخل ہوتا ہے آپ نے مفتی شفیع صاحب کا حوالہ دیا کہ قصد کا دخل نہیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ مفتی شفیع

صاحب شاگرد ہیں حضرت تھانوی استاد جہاں مقابلہ حضرت تھانوی صاحب اور مفتی شفیع صاحب کا ہوگا تو ہم حضرت تھانوی کو لیں گے۔

(اس کے بعد ابن حجر کے حافظے والے پیر صاحب اپنے ہی پرچے کو پڑھتے ہوئے اور نہ سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں:)

''یہ کیا لکھا ہے''؟؟؟

اور اسی پر وقت ختم ہوا۔

(وقت ختم)

چوتھی تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب نے ابھی تک اپنا دعوی پیش نہیں کیا نہ پڑھ کر سنایا۔آپ اپنا دعوی پیش کریں اور اس پر قرآن وسنت کے دلائل دیں یا کم از کم تائید کیلئے علمائے دیوبند کے اقوال پیش کریں۔

پیر صاحب نے رسالہ حقانیہ اٹھایا حالانکہ اس میں خود پیر صاحب کے مسلک کا رد ہے۔اس میں تو ہے:

باختیارہ ودعائہ

اختیار کی تفسیر دعا سے کر رہے ہیں لیکن میں اس پر آگے چل کر تفصیل کروں گا۔لیکن یہ تو عوام بھی سمجھتی ہے کہ جب کرامت پر اسے اختیار ہے جب چاہے اپنے کسب وقدرت سے ظاہر کر دے تو دعا کا کیا مطلب؟ وہ دعا کا محتاج کیوں؟ دعا کا مطلب تو یہی ہے کہ اسے اختیار نہیں اس لئے دعا کر کے اللہ سے مانگ رہا ہے آپ ہی کے عقیدے کی نفی کر دی کاش کہ آپ اس کو سمجھتے۔

پھر تحفہ عثمانیہ کا حوالہ پیش کیا تو اگر تحفہ عثمانیہ میں سے یہ نکال کر دے دیا کہ بعض کرامات پر ولی کو قدرت ہے جب چاہے ظاہر کر سکتا ہے اگر یہ نکال کر دے دیا تو اسی پر اپنی شکست لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔

پھر پیر صاحب نے بوادر النوادر پیش کی اور کہا کہ آخری تصنیف کو اعتبار ہوتا ہے۔اور پھر عجیب وغریب باتیں کرنے لگے کہ حضرت تھانوی نے یہ حالت نزاع میں لکھی تو حالت نزاع میں تو آدمی اللہ کی طرف سے مکلف ہی نہیں تو اس موقع کی باتوں کا کیا اعتبار؟

پھر وہ بوادر النوادر ہے نوادرات ہیں حضرت تھانوی کی تصنیف نہیں ہے کچھ تو عقل سے کام لیں۔کہتے ہو کہ اخذ تصنیف کریں گے میں نے مقالات حکیم الامت پیش کی مستقل تصنیف

ہے۔ پھر تذکرۃالرشید پیش کی اورخود ہی اس میں پیر صاحب کارد ہےکہ حسی ومعنوی یعنی استقامت علی الدین وہ کرامات لغوی ہے اس میں تو ہرایک کااختیار ہے وہ تو میں اپنے دعوے کی وضاحت میں لکھ چکا ہوں کہ کرامت لغوی میں بحث نہ ہوگی۔

پھر کہتے ہوکہ اخبار پیش کرتے ہوتو یہ معارف القرآن کو اخبار بولتاہے۔میں نے شمس الحق افغانی کو پیش کیا،کیا اخبار تھا؟ آج کل کے مولوی ہزار دفعہ بھی پیدا ہوجائیں حضرت افغانی کے علم کے دسویں حصہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے کیوں بار بارا کابر کی توہین کرتے ہو؟

آپ بار بار اخبارا خبار نہ بولیں اتنی بےادبی کی جرات تو آج تک غیر مقلدین و پنج پیری حضرات کو بھی نہ ہوئی۔

پھر کہتے ہوکہ قصد و اختیار مترادف ہیں۔میں قصد کے معنی کی طرف آؤں گا آگے چل کرلیکن فی الحال اس پر بحث نہیں کررہا کیونکہ حضرت تھانوی نے اپنی کتب میں قصد کا معنی کسب و قدرت علی صدورالکرامۃ جوآپ کررہے ہیں اس کارد کیاہے لہذا قصد کا معنی کچھ بھی ہوبوادرالنوادر میں قصد کاوہ معنی نہیں جوآپ کررہے ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ مفتی شفیع صاحب جب حضرت تھانوی کےمقابل آئیں گے۔یہ کیامذاق ہے؟ کبھی علمائے دیوبندکو ماتریدیہ کے مقابلے میں کھڑا کردیتے ہو۔۔۔کبھی احناف کوعلمائے دیوبند کےمقابلے میں لے آتے ہو۔۔۔کبھی مفتی شفیع صاحب اورحضرت تھانوی صاحب کوآپس میں دست وگریبان کروادیتے ہیں؟؟؟۔۔۔

کاش پیرصاحب!!! اللہ نے آپ کو اتنی عقل دی ہوتی کہ اس موقع پرآپ یوں کہتے کہ حضرت تھانوی کی عبارتوں پران کے شاگرد مفتی شفیع صاحب سے زیادہ کوئی فہم نہیں رکھتا۔ لہذا مفتی شفیع صاحب کی عبارتیں گویاحضرت تھانوی کےنظریات کی تشریح ہیں۔ان کی معارف القرآن بیان القرآن کیلئے شرح وتفصیل ہے۔کیاان کوحضرت تھانوی کی عبارت کی سمجھ بوجھ نہیں؟ عجیب بات ہے۔

پیر صاحب فرار کیلئے بہانے کی تلاش میں

پیر صاحب

(غصہ میں آپے سے باہر ہوتے ہوئے) آپ نے مجھے کم عقل و بے عقل کہا؟ میں یہ مناظرہ یہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔۔۔میں مناظرہ نہیں کروں گا۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک

نہیں !! نہیں پیر صاحب !!! آپ کہیں مت جائیں۔آئیندہ مفتی صاحب ایسا نہیں کہیں گے۔مفتی ندیم صاحب نے جب پیر صاحب کے فرار کے ارادے دیکھے تو فوراکہا پیر صاحب غلطی ہوگئی معافی چاہتا ہوں۔

پیر صاحب

نہیں تم میرے بچوں کی جگہ ہو میں نے تم کو بے عقل نہیں کہا اور تم مجھے بے عقل کہتے ہو۔(اکابر علمائے دیوبند جو آپ کے دادا کی جگہ ہیں انہیں پاپڑ اور مشرق اخبار اور ماسٹر کہتے ہوئے تو آپ کو جلال وغیرت نہیں آئی؟؟۔ساجد)

مگر پیر صاحب جو اپنی واضح شکست دیکھنے کے بعد فرار کیلئے پر تول رہے تھے معافی کے بعد بھی ٹھنڈا ہونے کو تیار نہ ہوئے اور سب شاگردوں سمیت شور ڈال دیا۔جس پر مفتی ندیم صاحب نے سب ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ خاموش رہنا ان کو بولنے دو۔مفتی صاحب نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

مفتی ندیم صاحب مبارک

میری مراد ہرگز پیر صاحب نہیں تھے۔لیکن بالفرض ایسا کچھ میں نے کہا تو میں میڈیا پر سب کے سامنے پیر صاحب سے معافی مانگتا ہوں۔میں نے ”بے عقل“ کا لفظ استعمال نہیں کیا نہ پیر صاحب میری مراد تھے، میں نے تو یہ کہا کہ آدمی اگر عقل سے کام لے!!! پھر بھی معافی مانگتا ہوں۔۔جانے دو نا پیر صاحب!!! بس غلطی ہوگئی ناں پیر صاحب جانے دو۔

پیر صاحب

اچانک ہنستے ہوئے بے غم رہو،کہیں نہیں جارہا آج تم لوگوں سے کھانا کھا کر جاوں گا۔جس پر ساری محفل قہقہوں سے گونج اٹھی اور ماحول دوبارہ خوشگوار ہوگیا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

تھانوی صاحب کی عبارت پیر صاحب محترم نے پیش کی ممکن ہے یہی عبارت مختلف کتب سے پیر صاحب پیش کریں اور کررہے ہیں، تو میں اس کا جواب دے رہاں ہوں یہ تھانوی صاحب نے خود ''قصص الاولیاء''صفحہ نمبر ۲۰۶ پر لکھتے ہیں:

''جو اختیار میں ہو وہ کرامت نہیں''۔

یہ مقالات حکیم الامت واضح الفاظ میں لکھا ہے صفحہ نمبر ۲۹۷ پر:

''کرامت بلا اسباب طبعیہ کے محض حق تعالی کے فعل سے صادر ہوتا ہے اس میں صاحب کرامت کے قصد وفعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات اس کو خبر بھی نہیں ہوتی ۔اور نہ کرامت کا صدور صاحب کرامت کے اختیار سے ہوتا ہے''۔

واضح الفاظ میں اختیار کی نفی کررہے ہیں ۔تو حضرت تھانوی کی محتمل عبارات کے مقابل صریح عبارات میں نے پیش کی اسے تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

اگلی بات اکابر علمائے دیوبند نے حضرت تھانوی کی یہی عبارت نقل کر کے اس کے بعد اختیار کی نفی کی معلوم ہوا کہ قصد سے مراد وہ قصد واختیار نہیں جو آپ لے رہے ہیں ۔مثلا میرے پاس ''احقاق الحق''شیخ رحیم اللہ حقانی صاحب شہید کی یہ حضرت تھانوی کی یہی عبارت پیش کر کے کہتے ہیں کہ ولی کے اختیار میں بالکل کرامت نہیں ۔اسی طرح یہ جو عقائد علمائے دیوبند نے عرب دنیا کے سامنے پیش کئے اس میں یہی عبارت حضرت تھانوی کی ذکر کر کے اس کے بعد اختیار کی نفی کی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں علامہ شمس الحق افغانی کی کتاب ہے یہی عبارت حضرت تھانوی کی پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد اختیار کی نفی کرتے ہیں ۔

گویا حضرت تھانوی اپنی تصانیف میں خود بھی اس مطلب کو رد کررہے ہیں اور یہ تمام اکابر بھی ان کی عبارات نقل کر کے اس مطلب کو رد کررہے ہیں جو آپ لے رہے ہیں۔

پھر تمام اکابر اس پر متفق ہیں کہ معجزہ وکرامت میں بندے کا اختیار نہیں تو کیا یہ سارے اکابر حضرت تھانوی کی عبارت کو نہ سمجھتے تھے کہ حضرت تھانوی تو اختیار مان رہے ہیں اور ہم انکار کررہے ہیں؟ حضرت تھانوی کی عبارت وعقیدے سے اکابر زیادہ واقف ہیں یا ہم؟

آخری بات ہم چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت تھانوی کی کوئی ایک صریح عبارت دکھادو جس میں ہو کہ ولی جب چاہے اسے یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کرامت کو ظاہر کردے۔اس کے بعد میں پھر اپنی عبارات کی طرف آتا ہوں۔

حوالہ نمبر ۲۹

علامہ شمس الحق افغانی کے دروس القرآن ہے جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۹۷ ہے:

''معجزہ کے اندر ایک چیز ضروری ہے پوری کائنات میں وہ کام اللہ کے سوا اور کوئی نہ کرسکے۔پیغمبر کا فعل نہ ہو بلکہ اللہ تعالی کا فعل ہو۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی مرضی کے خلاف معجزہ ظاہر نہیں کرتا۔جب معجزہ اللہ تعالی کا فعل ہوا تو اس کی مرضی پر ہوگا''۔

حوالہ نمبر ۳۰

دروس افغانی جلد نمبر ۷ ص ۲۶۵ پر ہے:

''یہ فعل خدا کا ہے تو اللہ کے سوا یہ کام کوئی نہیں کرسکتا''۔

صفحہ ۲۷۱ پر لکھتے ہیں کہ یہ معجزات انسانی فعل نہیں خدائی فعل ہے لیکن جب موازنہ کروگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات برتر ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ یہ فعل اللہ کا ہے جب فعل اللہ کا ہے تو اس میں بندے کا اختیار کہاں سے آگیا؟

حوالہ نمبر ۳۱

یہ میرے ہاتھ میں ''علمائے دیوبند کے عقائد ونظریات'' کتاب ہے علمائے دیوبند کے

عقاید کی کتاب ہے موجودہ تمام اکابر کی تقریظات ہیں اس پر صفحہ ۱۲۱ پر ہے:

''معجزہ کی طرح یہاں بھی یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ کسی کشف و کرامت کے صدور میں صاحب کشف وکرامت کے اختیار کادخل نہیں ہوتا۔بلکہ سب کچھ اللہ تعالی کے اختیار میں ہوتا ہے ۔وہ جس کے ہاتھ پر چاہے کرامت صادر فرمادے اور جس کے ہاتھ پر چاہے صادر نہ فرمائے کسی کو قدرت واختیار نہیں ہے''۔

حوالہ نمبر ۳۲

یہ میرے ہاتھ میں''محاضرات افغانی'' ہے اسکے صفحہ نمبر ا پر ہے:

''ھوفعل اللہ معجزہ فعل خداہے اورچونکہ اللہ تعالی کافعل اللہ تعالی ہی کرسکتاہے۔اورکوئی نہیں کرسکتا''۔

آگے صفحہ نمبر ۲ پر بھی اسی کی وضاحت ہے اور صفحہ نمبر ۵ پر ہے پر بھی واضح کیا کہ اس کا تعلق اسباب کے ساتھ بھی نہیں ۔اور کرامت ولی کے اختیار میں نہیں۔

(وقت ختم)

پانچویں تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

میں ذرا جذباتی آدمی ہوں اگر ادھر ادھر کی باتیں مجھ سے ہوگئی ہوں تو میں اپنے ان ساتھیوں سے معافی مانگتا ہوں ۔اللہ آپ لوگوں کو خوش رکھے ۔میں ایک دو باتیں آپ سے کروں گا میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں اور بار بار کہوں گا کہ میں صرف وہ حوالے مانوں گا جس میں متکلمین کا ذکر ہوں شرح عقد رسم المفتی کا حوالہ میں نے دیا یہ جتنے حوالے آپ نے دئے اس سے دوگنے بھی دے دو گے میں نہیں مانوں گا۔

بہر حال اب میں بھی ایک سو بیس کی سپیڈ میں چلوں گا کیونکہ آپ لوگ بھی ایک سو بیس کی سپیڈ سے چل رہے ہیں ایک چیلنج دوں گا اس موقع پر چیلنج میں آپ کو نہیں دیتا لیکن ایک چیلنج دیتا ہوں چیلنج میرا سنو اکبر علی۔۔۔

آپ کہتے ہو کہ دیو بندیت اگر نہیں ہوگی تو ہم ماتریدیت تسلیم نہیں کرتے میں اس پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں یہ ہمارے اکابرین کی کتاب ہے ’’المہند علی المفند‘‘ اس میں صاف تصریح اس بات پر ہے کہ میں عقائد میں ماتریدیہ ہیں اور احناف میں فروع ہیں ۔تم علمائے دیو بند کا اجماعی عقیدہ بولتے ہو میں نے آپ کے سامنے علمائے دیو بند کے حوالے پیش کئے اجماعی عقیدہ تو اس وقت ہوگا جب اس پر تمام علمائے دیو بند کا اتفاق ہوا ہو۔ یہ رسالہ حقانیہ اختیاری غیر اختیاری فلاں فلاں ۔۔۔یہ میرے ہاتھ میں مفتی تقی عثمانی کی کتاب ہے۔۔

نکالو مولانا حسین احمد مدنی صاحب کو۔۔کہ علمائے دیو بند ماتریدی اشاعرہ ہیں۔۔بعض مسائل میں ماتریدی ہیں بعض میں اشاعرہ ہیں۔۔۔

یہ میرے ہاتھ میں مکتوبات شیخ الاسلام ہیں وہ فرماتے ہیں:

’’جو کہ دار العلوم دیو بند کے چارٹر میں ہے ہم مشرب ہونا ضروری قرار دیا ہمارے اکابر مقلد ہیں حنفی ہیں سنی ہیں ماتریدی ہیں اشعری ہیں‘‘۔

اسی طرح رسائل قاری طیب صاحب میں یہ مسئلہ محققہ ہوا ہے کہ ہم ماتریدی ہیں۔ میں ایک چیلنج آپ کو دیتا ہوں میں جو آپ کو کہہ رہا ہوں کہ ماتریدیت اور اشعریت دیوبندیت سے پہلے ہے یہ میں آپ کو اکابرین کی کتب میں دکھاوں گا ان شاء اللہ ماتریدیت واشعریت اصل ہے دیوبندیت اس کیلئے فرع ہے۔

اس پر دوسرے درجے کا طالب بھی فہم رکھتا ہے کہ یہ اصل ہیں اور یہ فرع ہے۔ یہ جو تم کہتے ہو کہ جہاں ماتریدیت ودیوبندیت کا مقابلہ ہوگا تو میں وہاں ماتریدیت کو چھوڑ کر دیوبندیت کو لوں گا یہ پورے دیوبندی لٹریچر میں مجھے دکھادو۔ اکابر دیوبند متقدمین، اوسط اور آج کے لوگ مجھے ان کے لٹریچر سے ایک لفظ دکھادیں گے کہ ماتریدیت و دیوبندیت کے ٹکراؤ وتقابل میں ہم دیوبندیت کو لیں گے میں آپ کی ہر بات تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔
یہ میرا آپ کو چیلنج ہے کہ اکابر کی تصنیفات، مکتوبات، ملفوظات میں یہ دکھادو میں ماننے کو تیار ہوں۔

حوالہ نمبر ۱۰

یہ رمضان آفندی شرح شرح العقائد قوی ترین متکلمین وہ لکھتے ہیں:

واما الکرامات فھی بخلاف المعجزات فان الولی ربما یقدر ان یاتی بھا وربما لا یقدر

حوالہ نمبر ۱۱

اب آپ کہیں گے اس میں تو قدرت کا لفظ ہے تو مولانا محسن ماتریدی صاحب یہ لیں حوالہ

مذھب المحققین

یہ میرے ہاتھ میں شرح العقیدۃ الکبری ہے اس کو ہم سنوسیات کہتے ہیں اس کو سنوسیات کہتے ہیں سنوسیات یہ اردو کی کتابیں نہیں ہیں۔۔

ومذھب المحققین جواز وقوع الخوارق کلھا بید الولی

باختیارہ وبغیراختیارہ

کبھی اختیار میں ہوں گی کبھی غیر اختیاری اس کا صفحہ نمبر ۵۵۵ ہے۔

حوالہ نمبر ۱۲

ماتریدیوں کا باپ ماتریدی واشاعرہ جس کے پیٹ سے نکلے ہیں علامہ تفتازانی (عجیب غیر ذمہ درانہ بات ہے تفتازانی خود متاخرین میں سے ہے اس کے پیٹ سے کیسے اشعری وماتریدی نکلے؟ باقی ان کے مقام ومرتبے کا منکر کوئی جاہل ہی ہوگا۔ساجد)

الولی ھوالعارف باللہ ...والکرامۃ ظھور امر خارق للعادۃ من قبلہ بلادعوی النبوۃ وھی جائزۃ ولو بقصد الولی

حوالہ نمبر ۱۳

کورانی عظیم ترین متکلم ۔۔کہتا ہے:

بخلاف الولی فقدلا یقصد اظھار

قد تقلیل کیلئے آتا ہے مضارع پر داخل ہے جو جانب مخالف کا بھی احتمال رکھتا ہے۔

حوالہ نمبر ۱۴

یہ کون ہے یہ الجوینی ہے ۔۔اوہو۔۔اوہو۔۔۔اب میں کیا کروں ۔۔اب میں کیا کروں ۔۔جوینی یہ ''ارشاد'' ہے اور شرح الارشاد میرا یہ دعوی ہے آپ لوگ ناراض مت ہونا مجھے پشاور کے کسی کتب خانہ میں ارشاد کی تین شروح ایک ساتھ دکھادیں ایک ابن مقترح، ابن بزیزہ، اور اصفہانی کی شرح میرے خیال میں اصفہانی کی شرح شیخ سجاد کے پاس بھی نہ ہوگی۔

ثم مجوّزالکرامات تحزبوا احزابا..الی ان الشرط الکرامۃ خارقۃ" للعادۃ ان تجری میں غیر ایثار واختیار من الولی وصار ھولا الی ان الکرامۃُ تفارَق المعجزۃ من ھذا الوجہ وھذا غیر صحیح"

حوالہ نمبر ۱۵

یہ شرح الارشاد اصفہانی کی الارشاد کی تین شرحیں ہیں، ابن بزیزہ کی شرح، ابن مقترح

کی شرح الارشاد اور راور یہ شرح الارشاد اللہ پاک انور تاج کو خوش رکھے یہ اس دن لیکر آیا ایک نایاب ترین کتاب ہے اس میں ہے:

تجویز الکرامة علی حکم الاختیار

حوالہ نمبر ۱۶

یہ کیا ہے مولوی! ہاں یہ الاسعاد شرح الارشاد" ہے

والکرامة میراث مقام کسبی

مطلب یہ کہ کسب کا اختیار ہے۔

حوالہ نمبر ۱۷

یہ جمع الجوامع ہے اب میں علم الکلام سے اصول فقہ کی طرف آ گیا ہوں علامہ سبکی اور علامہ سبکی کے متن پر علامہ محلی اور علامہ محلی کی شرح پر علامہ عطار میرے کتب خانے میں پانچ کتابیں نور سے بھری ہوئی ہیں ایک وہ کتاب جو نور سے بھری ہوئی ہے وہ مکتوبات امام ربانی کے ہیں ۔دوسری کتاب جو نور سے بھرپور ہے جس کی طرف میں دیکھتا ہوں تو مجھے نور محسوس ہوتا ہے وہ جمع الجوامع ہے عطار کی ہے ۔جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸۱ پر لکھتے ہیں:

ای جائزة وواقعة ولو باختیارھم وطلبھم

اگر طلب پر آپ کو اعتراض ہے تو ۱۳۰ جوابات ہیں میرے پاس جو دوں گا۔

حوالہ نمبر ۱۸

یہ ہمارے دیوبندیوں کی کتاب ہے مفتی سجاد الحجابی نے اس پر مقدمہ لکھا ہے نام ہے ”مفصل ومدلل عقائد اہلسنت والجماعت“ صفحہ نمبر ۵۸۴ لکھتے ہیں:

”بعض آئمہ نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ کرامت کبھی کبھی ولی کے بغیر قصد و علم کے صادر ہوتی ہے“۔

حوالہ نمبر ۱۹

یہ تشنیف المسامع جس طرح جمع الجوامع کی شرحیں آئی ہیں اسی طرح عطار اور بنانی اسی

طرح علامہ زرکشی الشافعی المصری القاہری کی شرح ہے جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۳۱ پر ہے:

تقع الكرامةِ باختيار الولى وطلبه على صحيح عند اصحاب المتكلمين

صحیح مذہب متکلمین کا یہ ہے کہ یہ کبھی کبھی طلب سے واقع ہوتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۰

یہ بنانی ہے جمع الجوامع کی شرح اور محلی کے حاشیہ پر بنانی کا حاشیہ ہے

ای جائزۃ" واقعةً ای ولو باختيارهم وطلبهم

(وقت ختم)

رمضان آفندی والاسعاد اور پیر صاحب کی دیانت کا جنازہ

رمضان آفندی کی مکمل عبارت یوں ہے:

ولکن الفرق بنهما ان المعجزة مقدورة للانبیا متی ارادوها اما باخیارهم واما باقتراح الامه فکیف ماکان یسهل علیهم اظهارها واما الکرامات فهی بخلاف المعجزات فان الولی ربما یقدر ان یاتی بها وربما لا یقدر۔

(شرح رمضان آفندی ص ۴۶۷، دارالکتب العلمیہ بیروت)

ملاحظہ فرمائیں شیخ آفندی تو کہتا ہے کہ معجزات ہر وقت نبی کی قدرت میں ہوتے ہیں جب چاہے اپنے اختیار سے یا امت کے مطالبہ پر ظاہر کردیں مگر کرامت ایسی نہیں کبھی اختیار میں ہوتی ہے کبھی نہیں۔ اب آفندی معجزات کو کلی طور پر اختیاری مانتے ہیں اس کو یہ نہیں مانتا اور آگے والی عبارت پر مناظرہ کرتا ہے۔ اسی لئے تو مفتی صاحب نے کہا کہ آپ کے نرالے مذہب کا وجود دنیا میں کہیں نہیں۔

الاسعاد کے حوالے میں بھی بددیانتی سے کام لیا ہے کہ کیونکہ کرامت اگر کسبی ہے تو پھر اختیار غیر اختیاری کا کیا مطلب؟ یہ عبارت تو خود پیر صاحب کے خلاف ہے اس میں نہ دو قسمیں ہیں نہ تین مکمل عبارت اس طرح ہے:

والکرامة مقام کسبی والمعجزة علامه مقام کامل موهبی

(الاسعاد فی شرح الارشاد ص ۵۱۰)

یعنی کرامت یہ علامت ہے مقام کسبی پر یعنی ولایت آدمی تقوی وطہارت اور لزوم اطاعت کے بعد حاصل کرسکتا ہے جبکہ معجزہ یہ علامت ہے مقام وہبی پر یعنی ایک آدمی کتنا بھی نیک وبزرگ ہوجائے وہ نبوت حاصل نہیں کرسکتا یہ وہبی نعمت ہے۔ تو کسب کا تعلق نفس کرامت سے نہیں بلکہ محل کرامت یعنی ولی سے ہے۔ یہ لوگ خود کو متکلمین کہتے ہیں جو متکلمین کی معمولی عبارتوں کے فہم کا بھی ادراک نہیں رکھتے۔

پانچویں تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب نے ابھی تک اپنا دعوی پیش نہیں کیا، میں نے گذارش کی تھی کہ اپنا دعوی پیش کریں۔اور اس پر علمائے دیوبند کی تائیدات پیش کریں کہ جب ولی چاہے اس کو یہ قدرت واختیار ہے کہ وہ خرق عادۃ اور کرامت ظاہر کرسکتا ہے۔

میں نے پیر صاحب سے کہا تھا کہ مسئلہ عقیدہ کا ہے اس پر دو حوالے پیش کیئے کہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے مگر پیر صاحب نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر متکلمین کو اصل اصول بنا دیا۔میں علمائے دیوبند کو بطور دلیل نہیں بطور تائید پیش کررہا ہوں۔

پھر کہتے ہیں کہ متکلمین کی عبارات نہ ہوں تو ہم علمائے دیوبند کو نہیں مانتے تو اس کا مطلب ہوا کہ علمائے دیوبند متکلمین کی عبارات نہیں سمجھتے؟ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے حوالے پیش کیئے کہ علمائے دیوبند ماتریدی و اشعری ہیں بالکل اس کا منکر کون ہے؟

لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ اس مسئلہ میں علمائے دیوبند کے ساتھ نہ ماتریدی ہیں نہ اشعری تو پھر علمائے دیوبند تو نہ ماتریدی ہوئے نہ اشعری؟ جواب دیں اگر میرے پیش کردہ اکابر ماتریدیہ سے ہٹ کر عقیدہ پیش کررہے ہیں تو وہ ماتریدی کیسے ہوگئے؟ اس تعارض کو حل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

پیر صاحب المہند پیش کرتے ہو کہ ہم ماتریدی ہیں تو جب ہم ماتریدی ہیں ہمارے عقائد ماتریدیہ کتب میں موجود ہیں تو المہند لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ آج آپ کا رویہ وہی ہے جو پنج پیریوں کا ہے کہ المہند مت پیش کرو اکابر مت پیش کرو بلکہ پچھلے والے اسلاف پیش کرو۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ ماتریدیت پہلے یا دیوبندیت؟ پیر صاحب غور فرمائیں پہلے اور دوسرے کی بات نہیں۔متن اور شرح کی بات ہے دیوبندیت موجودہ دور میں ماتریدیت کیلئے

بمنزلہ شرح ہے۔اگر دیوبندیت کو بیچ میں سے نکال لوگے تو ماتریدیت میں حنفیت میں تو بریلوی گھسے ہوئے ہیں آج عرب دنیامیں یہ آپ کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں انہیں علم ہے کہ وہ ماتریدی ہیں جو بیچ میں سے دیوبندیت کو نکالتے ہیں۔

پیر صاحب نے کئی متکلمین سے ''باختیارھم'' کے حوالے پیش کئے حوالے بہت تھے لیکن سب میں بات ایک ہی تھی کہ ''باختیارھم'' تو ایک کا جواب سب کیلئے۔ یہ میرے ہاتھ میں سنوسیہ ہے جو آپ نے پیش کی اور یہ آپ ہی کارد کر رہے ہیں افسوس کہ آپ اگلی عبارت پڑھتے۔ یہ لکھتے ہیں:

والمراد بالاختیار هنا الشهوة والتمنی

لیجئے اختیار کا معنی یہ نہیں کہ ان کو قدرت کاسبہ ہے وہ جب چاہیں اپنی مرضی سے کرامت ظاہر کردیں نہیں بلکہ اختیار کا مطلب ''خواہش تمنا'' کہ بعض اوقات ولی چاہتا ہے کہ مجھ سے یہ کرامت صادر ہوجائے اگرچہ اس کو اختیار نہیں ہوتا تو اس چاہت کے موافق اللہ وہ صادر کر دیتا ہے۔ یہ تو آپ کارد کر رہے یہی جواب ان تمام حوالوں کا ہے جس میں اختیار کا لفظ ہے تیر ایک اور شکار کئی۔

آپ آدھی عبارت پڑھتے ہیں سنوسی کی مراد کو چھوڑ کر اور تمام عبارتوں میں آپ یہی کر رہے ہیں کہ اپنے مطلب کی نقل کرتے ہیں اور اپنے خلاف کی چھوڑ دیتے ہیں۔

پھر پیر صاحب نے کتاب اٹھائی اور ترجمہ مصنف کی مرضی کے خلاف کیا اس میں ہے:

والشرط للكرامة الخرق العادة ان یجری من غیر ایثار واختیار

ذرا لغت دیکھو ''ایثار'' بمعنی کسب نہیں چاہت ہے یعنی وہ ولی چاہتا ہے کہ یہ کرامت صادر ہو۔

اس کے بعد مفتی سجاد صاحب کی تقریظ والی کتاب پیش کی ''مدلل ومفصل عقائد اہلسنت و الجماعت'' کہ قصد سے کیا مراد ہے پیر صاحب اس نے اسی مقام پر صفحہ ۵۶۸ لکھا ہے:

''انسانی کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں''۔

یعنی معجزہ وکرامت کے ساتھ انسانی کسب کا کوئی تعلق نہیں۔آگے لکھتے ہیں:

''معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کے اختیار میں نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معجزہ خدائی فعل ہے''۔

وہ آپ کو رد کر رہا ہے اور آپ اس کے مقصد کے خلاف عبارت پیش کر رہے ہیں کتنی دفعہ ہم کہہ چکے ہیں کہ محض علم وقصد کے لفظ سے کسب اختیار و قدرت بمعنی صدور علی الکرامۃ ثابت نہیں ہوتا۔

یہ آپ نے شرح الارشاد اٹھائی امام مقترح کی صاحب شرح الارشاد خود وہاں لکھتا ہے:

والمراد بالاختيار والارادة الشهوة والتمنى فلا تتعلق بالارادة بالمعنى القصد

بابا!!! یہاں اختیار سے مراد چاہت وتمنا ہے یہ آپ والا اختیار کسب اور قدرت علی صدور الکرامۃ نہیں۔خدارا عبارت پوری پیش کیا کریں سب کتابوں میں آپ نے اسی طرح کیا ہے۔ بہرحال اب میں اپنے حوالوں کی طرف آتا ہوں:

حوالہ نمبر ۳۴:

یہ میرے ہاتھ میں ''عقائد اہلسنت'' ہے اور اس پر محدث کبیر شیخ سلیم اللہ خان صاحب، حضرت خواجہ خواجگان خان محمد صاحب کی تقریظ ہے، حضرت سید ارشد مدنی صاحب کی تقریظ ہے، قائد مدارس حضرت قاری حنیف جالندھری صاحب کی تقریظ ہے۔صفحہ نمبر ۱۸۲ پر لکھا ہے اور عقائد کی کتاب ہے پیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ کتب میرے لئے حجت نہیں کیونکہ یہ کتابیں علمائے دیوبند نے متکلمین کی کتب کا مطالعہ کئے بغیر لکھی ہیں اور اس میں غلط عقاید لکھے ہیں کیونکہ متکلمین تو کچھ اور کہتے ہیں۔بہرحال لکھا ہے:

''معجزہ اور کرامت ظاہر ہونے میں نبی اور ولی کسی قسم کی قدرت کا کوئی دخل نہیں ہوتا کرامت کے ظاہر ہونے میں کسی ولی کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا بلکہ جب اللہ تعالی چاہتے ہیں اور جو کرامت چاہتے ہیں اپنے کسی نیک بندے کے ہاتھوں ظاہر فرما دیتا ہے''۔

یاد رہے کہ یہ حضرت تھانوی کی قصد وعلم والی عبارت نقل کرنے کے بعد فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ قصد بمعنی قدرت کا سبب نہیں حضرت تھانوی کی عبارت کو ہم زیادہ صحیح طرح سمجھتے ہیں

یا یہ اکابر اس کو سمجھنے والے تھے؟

حوالہ نمبر ۳۵:

یہ میرے ہاتھ میں ''فتاوی دارالعلوم کراچی'' ہے عالمی مدرسہ ہے گاوں دیہات کا مدرسہ نہیں سب اس کو جانتے ہیں جلد اول صفحہ نمبر ۴۴۵ پر لکھا ہے:

''کرامت کا ظہور کسی ولی یا بزرگ کے قبضہ قدرت میں نہیں''۔

حوالہ نمبر ۳۶:

یہ میرے ہاتھ میں تالیفات رشیدیہ ہے حضرت فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

ومایزعم العوام ان الکرامة فعل الاولیا انفسهم باطل بل هوفعل الله تعالی یظهره علی ید الولی تکریماله وتعظیمالشانه

عوام کا گمان ہے کہ کرامت ولی کا اپنا فعل ہے یہ بالکل باطل ہے بلکہ یہ خالص اللہ کا فعل ہے جسے ولی کے ہاتھ پر اس کے اکرام وشرف کے اظہار کیلئے ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ آپ کا عقیدہ عوام والا عقیدہ ہے۔ پھر سوال ہوا کہ کرامت ولی کے اختیار میں ہے یا نہیں؟

''جواب: اختیار میں نہیں ہے جب اللہ چاہتا ہے کہ ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کر دیتا ہے''۔

صفحہ نمبر ۱۸۳ پر بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہیں۔

حوالہ نمبر ۳۶

یہ خطبات حکیم العصر عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر صاحب ان کا اس پر مستقل درس ہے صفحہ ۳۰۳ پر:

''کرامت اس لئے نہیں دکھائی جاتی تا کہ یہ نمایاں کر دیا جائے کہ یہ بھی خدائی میں شریک ہے۔۔۔نہ معجزہ میں نبی کا دخل ہوتا ہے نہ کرامت میں ولی کا دخل ہوتا ہے یہ دونوں اللہ کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں''۔

سنو! کرامت ولی کیوں اپنی مرضی سے صادر نہیں کرسکتا؟ تاکہ بتلا دیا جائے کہ یہ اس خدائی میں شریک نہیں۔

حوالہ نمبر ۳۷

یہ تحفۃ المناظر ہے مولانا منظور مینگل صاحب پاکستان کے ایک بڑے مناظر اس کے صفحہ نمبر ۳۲۲ پر ہے:

''کشف ومعجزہ یہ غیر اختیاری ہوتے ہیں۔کشف ومعجزہ اور کرامات یہ غیر اختیاری افعال ہیں''۔

حوالہ نمبر ۳۸:

یہ معارف القرآن شیخ ادریس کاندہلوی کی ہے صفحہ نمبر ۱۸۴ پر لکھتے ہیں۔آپ لوگوں نے مفتی محسن صاحب پر اعتراض کیا تھا کہ انہوں نے قلم کی مثال دی اس سے تو جبر ثابت ہو رہا ہے میں اکابر سے چھ حوالے دوں گا کہ جنہوں نے اسی قلم کی مثال دی تھی مگر آگے چل کر یہاں شیخ لکھتے ہیں:

''حتی کہ معجزہ میں نبی کا اختیار ہی نہیں اور بسا اوقت نبی کو اس کا پہلے سے علم نہیں ہوتا جس طرح قلم بظاہر لکھتا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن لکھنا قلم کا فعل اختیاری نہیں بلکہ کاتب کا فعل ہے اسی طرح معجزہ درحقیقت فعل اللہ ہے مگر اسکا ظہور نبی کے ہاتھ سے ہوتا ہے نبی کے اختیار میں نہیں''۔

یہ بول رہے ہیں کہ یہ قلم کا فعل نہیں کاتب کا فعل ہے آگے حضرت عثمانی کا حوالہ پیش کروں گا کہ جو کہتا ہے کہ قلم کا فعل ہے۔۔اس نے شرک کیا کیا مطلب یعنی جس طرح کاتب کا فعل قلم کی طرف منسوب کر دیا یہ غلط ہے اسی طرح اس نے خرق عادت جو اللہ کا فعل تھا بندے کی طرف منسوب کر کے شرک کیا۔اور

ومن زعم أن الله جعل للعباد من الأمر شيئا ، فقد كفر بما أنزل الله على أنبيائه

بارہ کتابوں نے یہ روایت نقل کی ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ نے اپنے بعض مافوق الاختیارات اپنے بندوں کو دئے ہیں تو اس نے اس وحی کا انکار کیا جو اللہ نے اپنے تمام نبیوں کی طرف بھیجی اس نے کفر وشرک کیا۔

حوالہ نمبر ۳۹

یہ معالم العرفان ہے جس کی محتمل عبارت آپ نے پیش کی یہ لیں صریح عبارت اس میں دو جگہ ہے:

''نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت ہو اصل حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے کام کرنے والی وہی ذات ہے ۔۔(پھر آگے مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں) نبی کے معجزہ یا ولی کی کرامت کو ان کا ذاتی فعل سمجھتے ہیں وہ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں''۔

آگے لکھتے ہیں:

''اسی طرح اولیاء اللہ کی جو کرامات صحیح طریق پر ثابت ہیں وہ بھی اللہ ہی کا فعل ہوتا ہے جسے اللہ عزت بخشے اس کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اپنی مرضی سے کوئی نبی بھی معجزہ پیش نہیں کر سکتا''۔

آگے اس پر قرآن کی صریح آیات پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۴۰:

یہ معالم العرفان کا ایک اور حوالہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳ ہے:

''یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ معجزہ یا کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ ایسا کام انسان کے اختیار میں نہیں ہے''۔

حوالہ نمبر ۴۱

یہ ''اشرف السوانح'' ہے حضرت تھانوی صاحب کی سوانح اس میں ہے:

''اکثر حضرت (تھانوی) فرمایا کرتے تھے کہ آج کل لوگ اپنے شیخ کی ہر عجیب بات کو کرامت میں داخل کر دیتے ہیں حالانکہ ہر عجیب بات

کرامت نہیں ہوسکتی بلکہ کرامت وہ خرق عادۃ ہے جس کے اندر یہ تاویل ہو ہی نہ سکے کہ اس واقعہ کے اسباب میں اسباب طبعیہ میں سے کوئی سبب ہے حتی کہ ان میں خود ان بزرگ کے تصور کا احتمال بھی نہ ہو‘‘۔

خدارااس کے بعد حضرت تھانوی کی محتمل ومجمل عبارات پیش نہ کریں۔

حوالہ نمبر ۴۲

یہ کتاب ہے ’’بدعات کاانسائیکلوپیڈیا‘‘ علمائے دیوبند نے لکھی ہے بدعات کواس میں جمع کیاہے اس میں ہے:

’’یہی عقیدہ تمام اولیاء اللہ اور تمام اہلسنت کاہے کہ حق تعالی شانہ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر بطور معجزہ کے اور ولی کے ہاتھ پر بطور کرامت جو چیز ظاہر فرماتے ہیں وہ براہ راست اللہ تعالی کا فعل ہوتا ہے۔اس بناپر اس کو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں نبی اور ولی کااس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا‘‘۔

حوالہ نمبر ۴۳

یہ میرے ہاتھ میں شیخ ادریس کاندہلوی کی ’’سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ ہے یہ بھی اس عقیدے کی طرف شرک کی نسبت کررہے ہیں جوآج آپ کی طرف سے ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے علم کلام کے ایک ماہر ترین آدمی یہ لکھتے ہیں:

’’حق تعالی کی طرف سے بلاکسی سبب ظاہری کے معجزہ مدعی نبوت کے ہاتھ پرظاہر ہورہا ہے اور دیکھنے والایہ سمجھتا ہے یہ معجزہ جوظاہر ہورہاہے محض اللہ کافعل ہے معاذ اللہ رسول اللہ کافعل نہیں‘‘۔

دیکھو!اتنی شدت سے رد کررہے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ کافعل نہیں۔

حوالہ نمبر ۴۴

یہ ’’تفسیر مفتی محمود‘‘ جلدسوم، صفحہ نمبر ۷۱ پر مفکر اسلام فرماتے ہیں یہ اللہ کافعل ہے ولی کااختیار اس میں نہیں۔

حوالہ نمبر ۴۵

یہ تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۵۰۶:

''معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت درحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول صادر کیا جاتا ہے''۔

حوالہ نمبر ۴۶

اور تو چھوڑو حتی کہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید وہ بھی فرماتے ہیں:

''کرامت و معجزہ براہ راست اللہ کا اختیار ہوتا ہے نبی چاہے کہ میں معجزہ دکھلاؤں نہیں دکھلاسکتا ولی چاہے کہ میں کرامت دکھاؤں نہیں دکھاسکتا''۔

حوالہ نمبر ۴۷

یہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' پالنپوری صاحب کی اس پر شیخ زکریا صاحب کی تقریظ موجود ہے اس میں صفحہ نمبر ۴۱۴ پر ہے:

''معجزہ اور کرامت بھی اللہ کے اختیار میں ہے''۔

حوالہ نمبر ۴۸

یہ تفسیر کمالین ہے میرے ہاتھ میں دارالعلوم دیوبند کے استاد کی صفحہ نمبر ۲۸۳ پر:

(وقت ختم)

چھٹی تقریر

پیر صاحب

بعد حمد و صلوۃ

میں پہلے مفتی صاحب نے جو باتیں کی ہے اس کی توضیح کرتا ہوں پھر حوالے شروع کروں گا۔ میرے مناظر اسلام صاحب نے کہا کہ دیوبندیت اگر نکل جائے تو بریلویت رہ جاتی ہے۔ تو میں تو اس کو نہیں سمجھ سکا کیونکہ دیوبندیت صرف پاکستان، ہندوستان، افغانستان میں ہے مجھے کوئی ترک میں، کوئی ازبکستان میں، کوئی قازقستان میں، کوئی تاجکستان میں، کوئی چیچنیا میں کوئی دیوبندیت دکھائے۔ ہر اہلحق ماتریدی اور اشاعرہ ہے۔ اگر دیوبندیوں سے تعلیم کی ہے تو اللہ کامیاب کرے ہمارے ہم مسلک ہیں، لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر دیوبندیت نکل جایئے تو یہ چیز باطل ہو جاتی ہے، نہیں۔ ترکوں میں دیوبندیت نہیں لیکن حق ہے، ازبکستان میں دیوبندیت نہیں ہے لیکن حق موجود ہے، چیچنیا میں دیوبندیت نہیں ہے لیکن حق ہے، بیروت، الجزائر اور موریطانیا میں دیوبندیت نہیں ہے لیکن حق موجود ہے۔

دیوبند ہندوستان میں حق کی علامت ہے، دیوبند پاکستان میں حق کی علامت ہے، دیوبند بنگلا دیش میں حق کی علامت ہے، دیوبند افغانستان میں حق کی علامت ہے، پاکستان، افغانستان، ہندوستان یہ تمام علاقے جو علمائے دیوبند کے آثار کے زیر تابع ہیں یہ حق کی علامت ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ اگر دیوبندیت نکل جائے تو پھر صرف بریلویت باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ترکوں میں دیوبندیت نہیں تو وہ سب بریلوی ہیں؟ یہ بات صحیح نہیں۔ دوسری بات مفتی صاحب نے یہ کہی کہ سنوسی نے تو اختیار بمعنی شھوۃ لیا ہے شھوۃ بھی نہیں ہے تشھی ہو گا، آپ دیکھ لیں۔

(اس موقع پر سید حکیم شیطانی ہنسی ہنسا)

مفتی ندیم صاحب مبارک

شھوۃ ہی ہے۔

پیر صاحب

اچھا! ویسے یہ لفظ بہت خراب سا ہے اس کو بدل دیتے ناں ۔(آپ اپنے ذہن کو صاف فرمالیں تو کوئی خرابی نہ ہوگی یہ ہے آپ کی علم الکلام سے یاری بقول آپ کے متکلمین تو اپنی مراد بیان کرنے کیلئے بھی گھٹیا لفظ استعمال کرتے ہیں خدا جانے عقائد میں کیا گل کھلائیں گے ۔معاذ اللہ ۔ساجد)

مفتی صاحب مبارک

یہ آپ والا اور اردو والا شھوۃ نہیں ۔

پیر صاحب

خیر ہے یہ ہمارے دیار میں ۔۔۔۔!!! خیر چھوڑیں ۔اب میں تشھی کی مثال دیتا ہوں ۔ یہ اسمٰعیل شہید ہے آپ لوگ فتاوی رشیدیہ میں ان کے حوالے دیتے ہو ۔آپ کی اصطلاح میں ’’شھوۃ‘‘ اور ہماری اصطلاح میں ’’تشھی‘‘ ۔

(اب اس ضدی پیر کو کون سمجھائے کہ یہ ہماری اصطلاح نہیں اس سنوسی کی اصطلاح ہے جس کی کتاب ہاتھ میں اٹھا کر آپ جھوم رہے تھے ۔ساجد)

یہ رجال کی قوت کی مناسبت سے آیا ہے ۔ہمعات ،سطعات کہتے ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتابیں ہیں ۔

(یہ دونوں کتابیں فارسی میں اور باصطلاح پیر صاحب مشرق اخبار ہیں ۔ساجد)

تصرفات اولیاء اللہ کے متعلق لیکن چونکہ جب میری اور آپ کی یہاں بات بن رہی تھی تو آپ نے میرے تصرفات کے حوالے رد کر دئے ۔ بہر حال تو شاہ اسمٰعیل تشھی کو بیان کر رہے ہیں ۔ یہ میری اور آپ کی تشھی نہیں ہے یہ قطب المدار اور قطب التکوین اور قطب الارشاد تشھی ہے غور فرمائیں :

’’بلکہ سچ تو یہ ہے کہ انہی میں سے بعض ایسی ہستیاں بھی ہیں جن کا شمار ان بلند و بالا قوتوں میں کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے حق تعالی کے اجمالی فعل میں تشخص اور اور بات اس

سے بھی آگے بڑھتی ہے یعنی حوادث کائنات کی علوی اسباب ہوں یا سفلی وہ بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔۔

یعنی جب آدمی تشہی شروع کرتا ہے تو اتنے بلند مرتبے تک پہنچ جاتا ہے آگے لکھتے ہیں:

''یعنی درجہ بدرجہ دوسرے تیسرے۔۔۔۔تآنکہ شخص کی محبت سے حضیرۃ القدس لبریز اور معمور ہوجاتا ہے اور پھسل کے اس کے اصل۔۔برگزیدہ بندوں کے نفوس تک پہنچ جاتا ہے اور اس سے وہ لوگ متاثر ہوتے ہیں جن کا درجہ ان سے فروتر ہوتا ہے پھر یہی بات پھیلتی پھیلتی بالآخر اس حد تک پہنچ کر رہ جاتی ہے کرۃ ارض کے ماموره میں اس شخص کو عام قبول حسن مقام حاصل ہوجاتا ہے اور اس بات سے بھی آگے بڑھتی ہے۔۔۔''

تو اس سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے جب آگے بڑھ جاتی ہے تو کہاں تک جاتی ہے تو فرماتے ہیں:

''تجلیات مجردہ کا۔۔یعنی حوادث کائنات کے علوی اسباب ہوں یا سفلی وہ بھی متاثر ہوجاتے ہیں اس حد تک متاثر ہوجاتے ہیں کہ روزمرہ کے حوادث وواقعات کے ظہور میں جن اسباب کو دخل ہوتا ہے انہی اسباب میں اس شخص کا میلان اور طلب بھی حاصل ہوجاتا ہے''۔

بڑے قطب مدار کی خواہش ایسی ہوتی ہے جب ان کی نفس خواہش متحقق ہوتی ہے تو اللہ کبھی نہ کبھی یہ چیزیں کردیتا ہے''۔

(اول تو پیر صاحب! یہ آپ کی اصطلاح میں مشرق و جنگ اخبار اور اردو کا رسالہ ہے اس کو اسی وقت تسلیم کیا جائے گا جب بعینہ یہی بات آپ نسفی کی تبصرۃ الادلۃ، یالامیشی کی التمہید اور اجھوری کے عقائد میں دکھادیں، ثانیا اس میں دور دور تک کرامت پر ولی کے اختیار کا ذکر نہیں اس میں تو یہ ہے کہ بعض اوقات روزمرہ کے طبعی واسبابی امور میں اس کا بھی تصرف کار گر ہوتا ہے یہاں بحث بعض حوادثات زمانہ میں تصرفات کی ہے جس کے ہم منکر نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ پیر صاحب نے پورا مناظرہ اسی طرح لایعنی اور غیر متعلقہ باتوں اور حوالوں میں ضائع

کیا۔ساجد)

باقی آپ نے کہا کہ یہ شرک ہے تو آپ نے اس پر جو دو حوالے دئے وہ معجزہ کے متعلق ہیں میرا اور آپ کا اختلاف معجزہ کے متعلق نہیں میری اور آپ کی بات کرامت کے متعلق چل رہی ہے۔آپ دیکھیں آپ کا یہ شرک والا فتوی معجزہ کے ضمن میں آیا ہوگا۔اگرچہ معالم العرفان والے نے شرک کی بات کی ہے لیکن ساتھ ہی ''ذاتی فعل '' بولا ہے جس کا یہ عقیدہ ونظریہ ہو کہ معجزہ وکرامت ذاتی فعل ہو تو یہ کس کی رائے ہے کہ یہ دونوں بندوں کا ذاتی فعل ہے؟ ذاتی فعل بمعنی خلق ہوتا ہے تو جب معجزہ وکرامت میں قدرت بمعنی خلق ہو آپ فتوی لگائیں یا نہیں میں لگاتا ہوں کہ یہ کفر وشرک ہے۔اب آؤ کہ میں بھی ایک سوبیس کی سپیڈ میں شروع ہوتا ہوں۔

(معاون مناظر نے اردو کی توضیحات پیش کی تو پیر صاحب نے سخت غصہ میں کہا یار عربی کی کتابیں دو اس اردو کی کتابوں نے دل چیرا ہوا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے دے دیا کرو۔ساجد)

حوالہ نمبر ۲۱

یہ میرے ہاتھ میں ''بدرالانور'' ہے نزال کیا کہتا ہے؟

هل تكون كرامة باختيار الولى اقول قصة جريج وقصة عمر يفيدان ذالك

کیا کرامت اختیار ہوتی ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ قصہ جریج اور عمر اس کا فائدہ دیتے ہیں۔

(آلہ رشی وفودہ یقینا فن کے لوگ ہیں لیکن یہ موجودہ دور کے متکلمین اکابر کی خاک کے برابر ہیں۔نیز آلہ رشی نے خرق عادۃ کی ۶ قسمیں بیان کی ہیں جس میں پہلے معجزہ کو داخل کیا تو جب معجزہ بالاتفاق غیر اختیاری ہے تو لامحالہ اس کا دوسرا فرد کرامت بھی غیر اختیاری ہوگا ورنہ ترکب الشیئ من النقیضین کی خرابی لازم آئے گی یہاں اختیار کا وہی معنی ہے جو مفتی ندیم صاحب نے بتلادیا جس سے کسب لازم نہیں۔یاد رہے کہ فودہ اور آلہ رشی کی کتب کی فوٹو کاپی پیر صاحب نے پیش کی بندے کے پاس ان کے اصل مطبوعہ نسخے ہیں جبکہ کتاب کا نام ''بدر

الانور" پڑھا جبکہ اصل "البدر الانور" ہے۔ساجد)

حوالہ نمبر ۲۲

یہ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟؟ آپ کو یاد ہے آپ نے میسج میں ایک دفعہ کچھ کہا تھا اور میرے خیال میں فیض الحسین صاحب کو آپ نے کہا تھا یہ آپ کو مجتہد کہتا ہے۔ یہ عظیم الشان عقائد ہیں مالکیہ کے "المباحث العقلیہ فی المعانی العقیدۃ البرہانیہ" یہ عقیدہ برہانیہ ہے:

فقال حزب یجوز وقوع الکرامۃ علی حسب اختیار الولی

ولی کے اختیار سے کرامت جائز ہے۔

حوالہ نمبر ۲۳

یہ الیواقیت والجواهر ہے عبدالوہاب شعرانی المصری القاہری المکی کی کتاب صفحہ نمبر ۲۸۸

المعجزۃ تقع بقصد النبی وتحدیہ اما الکرامۃ فقد تقع بالقصد ومن غیر قصد الولی وقال بعضهم یجوز ان تقع الکرامۃ ایضا بقصد الولی وبغیر القصد الولی

(اس میں تو یہ بھی ہے کہ معجزہ بھی نبی کے قصد سے صادر ہوتا ہے ایک ہی قصد نبی کیلئے وہ غیر اختیاری وہی قصد ولی کیلئے تو اختیاری یا للعجب۔ساجد)

حوالہ ۲۴

یہ کیا ہے یہ الشرح الکبیر فودہ کی فودہ کو تو جانتے ہونا عظیم ترین ماتریدی کہ آج کل کے زمانے میں دیار عرب میں ماتریدیت کی عظیم الشان خدمت کر رہے ہیں۔

(کوئی شک نہیں لیکن یہ بھی لوگوں کو بتائیں کہ ابن عربی کو کافر کہتے ہیں اور عقیدہ وحدۃ الوجود کے سخت دشمنوں میں سے ہیں اور اسے کفریہ عقیدہ کہتے ہیں۔ساجد)

جلد نمبر ۳

وقد تحصل الکرامۃ فهو باختیارہ و دعائہ ای بطلبہ وقد لا تَحْصَل

حوالہ ۳۵

میں نے کہا تھا کہ اولیاراہست قدرت ۔۔۔

پھر میں نے حضرت تھانوی کو اٹھایا ہے کلید مثنوی ہے:

''ضرور یہ جاننا چاہئے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کے متعلق خدمت ارشاد ، اصلاح ،قلوب ،تربیت، ہے اس کو اہل ارشاد کہا جاتا ہے دوم وہ جن کے متعلق خدمت معاش ۔۔الی آخرہ ۔۔حضرات انبیاء علیہم السلام کہ ان کا طرز نبوت ہوتا ہے۔

دوم نمبر تنبیہ : یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں ان میں سے جو اعلی اولی اور دوسرے پر حکم ہوتا ہے ان کو قطب التکوین اور مدار کہتے ہیں اس کی مثال جیسے حضرات ملائکہ کی ہوتی ہے جن کو مدبرات امر فرمایا گیا ہے حضرت خضر علیہ السلام ۔۔پس مولانا نے جو اس مقام پر تصرفات مذکور فرمائے ہیں یہ اہل تکوین کا حال بیان کرتے ہیں ان کے مقام ومنصب کیلئے ایسے تصرفات عجیبہ کا ہونا لازم ہے''۔

(یہ اردو کا اخبار ہے نسفی ، ماتریدی لامیشی نہیں ۔جرات ہے تو ان متکلمین کی نص اس پر پیش کرو۔ثانیا یہ تصرفات ہے جس میں بحث ہی نہیں ۔ساجد)

حوالہ نمبر ۳۶

پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہے کہاں ہے؟ نہیں نہیں بس چھوڑو یہ تو تصرف ہیں تصرفات میں تو بحث نہیں کرنی ۔کرامت نکالو تصرفات کے حوالے مت نکالو۔

یہ ہے شریعت اور طریقت شاہ مسیح اللہ خان صاحب یہ حضرت تھانوی کے اکابر خلفاء میں سے ہیں جلد نمبر ایک صفحہ نمبر ۲۲۱:

''کرامت کیلئے اس ولی کو نہ اس کا علم ہونا ضروری ہے نہ قصد اس لئے کرامت کی تین قسمیں ہوئی ہیں ایک یہ کہ علم بھی ہو اور قصد بھی ہو دوسرا یہ کہ علم ہو قصد نہ ہو تیسرا کہ نہ علم ہو نہ قصد ہو''۔

حوالہ نمبر ۳۷

یہ میرے ہاتھ میں ’’الکواکب الزاھرۃ‘‘ علامہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صفحہ نمبر ۱۱۷

والصحیح عند اصحابنا المتکلمین انہ تقع بطلبہ واختیارہ

کہ یہ واقع ہوتے ہیں ان کی طلب واختیار پر۔

اردو نہیں پڑھوں گا کٹاس کٹاس ماتریدیہ کی کتب پڑھوں گا۔

(جی جی بالکل اس سے پہلے جواردو کتب پڑھی وہ اردو تھوڑی تھیں وہ تو ترکی تھیں۔ساجد)

حوالہ نمبر ۳۸

میرے ہاتھ میں زکریاانصاری ’’الزکریاالانصاری المصری الشافعی القاہری‘‘ عظیم ترین ابن حجر کے بعد جنہوں نے حدیث کی خدمت کی ہے۔ان کی شرح کا کیانام ہے؟ تحفۃ الباری فی شرح البخاری عظیم ترین محدث ہیں قاہرہ کے ابن حجر کے بعد کیابولتے ہیں؟

(وقت مکمل ہوگیا)

نہیں نہیں یہ ایک حوالہ پڑھوں گا

زکریاانصاری جمع الجوامع کے حاشیہ میں جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۳۸

ای جائزۃ واقعۃً ولوباختیارھم وقال النووی الصحیح ان الکرامۃ تقع باختیارھم وطلبھم

(وقت ختم)

چھٹی تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

پیر صاحب ابھی ہم بحث کی ابتداء میں ہیں مقدمات میں تو ان شاءاللہ وقت ساڑھے نو تک پہنچائیں گے۔

پیر صاحب

دس تک پہنچا دو لیکن بشرط مجھ پر کوئی جذبہ نہ آجائے۔

مفتی صاحب

ٹھیک بالکل ٹھیک۔ دس تک ٹھیک ہے ہمارے بہت سے دلائل رہتے ہیں قرآن پیش کرنا ہے، حدیث پھر متکلمین۔

پیر صاحب

ہاں ٹھیک ہے لیکن اگر مجھے جذبہ نہ آئے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

نہیں پیر صاحب مہربانی کریں جذبہ نہ لیکر آئیں نا۔ دس تک ٹھیک ہے۔

پیر صاحب

مجھے سخت گرمی لگی ہوئی ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

کوئی بات نہیں پیر صاحب باہر نکل جائیں گے ہوا کھانے۔

بعد حمد وصلوۃ

پیر صاحب نے قریبا اب تک چھ ٹرن لی ہے لیکن اپنا دعوی پیش نہ کیا۔ اور نہ اس پر قرآن کی کوئی آیت پیش کی نہ بطور تائید علمائے دیوبند کی کوئی ایک ایسی عبارت جس میں ہو کہ ولی کو یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنی کرامت ظاہر کرسکتا ہے۔

پھر پیر صاحب نے وہی اعتراض کیا جو غیر مقلدین کرتے ہیں کہ حنفیت تو صرف پاک وہند میں ہے اس سے باہر نہیں۔ پیر صاحب ہم مطلقا ماتریدیت کا انکار نہیں کررہے ہیں ہم اس پاک وہند کی ماتریدیت کی بات کررہے ہیں کہ یہاں اس دیار میں اگر ماتریدیت سے دیوبندیت نکال دی جائے تو فقط بریلویت رہ جاتی ہے۔

پیر صاحب نے شھوۃ پر لایعنی تاویلات کی شاہ اسمعیل شہید کی عبارت کا کیا تعلق ہے کرامت میں کسب واختیار سے؟ عبارت میں صرف شھوۃ نہیں تمنی بھی ہے تو تمنا تو اسی کی کی جاتی جو اختیار میں نہیں۔

والمراد بالاختیار الارادۃ ھھنا شھوتہ وتمنیہ

یہ شرح الارشاد ہے تو اگر شھوۃ کی کوئی تاویل بھی کرلو تو ساتھ تمنی بھی ہے اس کی تاویل نہیں ہوسکتی یہ تمنی خود شھوۃ کا معنی متعین کررہا ہے کہ یہاں شھوۃ سے مراد وہی تمنی وخواہش ہے اور اختیار اسی معنی میں ہے۔

پیر صاحب نے شاہ اسمعیل کی عبارت پیش کی وہاں خود ہے کہ شھوۃ اتنی زیادہ کے طلب کا دخل ہوجاتا ہے تو وہاں اختیار نہیں طلب ہے!!! طلب سے اختیار کہاں ثابت ہوتا ہے؟ پھر حدیث بھی لیکر آئے کہ لو اقسم علی اللہ لابرہ یعنی وہ اللہ کا اتنا مقرب ہوتا ہے کہ اختیار تو نہیں ہوتا لیکن اگر اللہ سے قسم کے ساتھ کچھ طلب کرے تو اللہ اس کا مطالبہ رد نہیں کرتا۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے شرک کے فتوے میں معجزے کو پیش کیا۔ پیر صاحب آگے دیکھیں:

”کرامات اس لئے نہیں دکھائی جاتیں“

کرامات کا ذکر ہے۔ معالم العرفان میں بھی ہے:

”نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت“

پھر آپ نے قصہ جریج نقل کیا تو قصہ جریج میں خود وضاحت ہے کہ نماز پڑھی اور دعا کی یہ دعا کس چیز کی دلیل ہے؟ اگر قدرت میں ہوتا تو دعا کیوں کرتا؟

پیر صاحب آپ نے جو عبارت پیش کی اس میں ہے

قد تحصل

یہ آپ کا دعوی نہیں آپ کا دعوی تو ہے کہ بعض اوقات اختیار میں ہوتا ہے بعض اوقات نہیں ہوتا۔اس کا تو آپ کے دعوے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ۔اس میں تو صرف ایک شق ہے کہ بقول آپ کے ہر وقت انہیں یہ اختیار حاصل ہوتا ہے۔

باقی حوالے جو آپ نے دیئے اس میں ہے:

بطلبھم واختیارھم

اس میں طلب نے آ کر خود وضاحت کر دی کہ اختیار میں نہیں تبھی تو طلب ہے۔باقی عبارتوں میں اختیار کا لفظ تھا تو پانچ سو حوالے بھی دکھا دو اختیار کے لفظ پر ہمارے مدعی کے خلاف نہیں کیونکہ ہم سنوسی اور شرح الارشاد سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان عبارات میں اختیار سے مراد قدرت کاسبہ بمعنی استطاعت کے ولی جب چاہے کرامت صادر کرسکتا ہے وہ نہیں بلکہ تمنی وخواہش اور چاہت ہے۔اب یہ اللہ پر ہے کہ اس چاہت پر کرامت ظاہر کرتا ہے یا نہیں۔

رہی یہ بات کہ اردو مت پیش کرو تو آپ شھوۃ کیلئے اردو کی کتاب پیش کریں تو کوئی آسمان نہ گرا اور میں پیش کروں تو یہ کفر؟ یہ جو عربی پیش کیا آپ نے مان لیا؟ حیرت ہے کہ جب اردو پیش کرتا ہوں تو کہتے ہو کہ عربی پیش کرو اور جب عربی پیش کیا تو خود جواب اردو رسالوں سے دیتے ہو؟ ہمیں آج تک سیفی کہتے رہے کہ دیوبندی مت پیش کرو دوسو سال پہلے کے حنفی پیش کرو اور وہی بولی آج آپ بول رہے ہیں۔اب میں اپنے حوالوں کی طرف آتا ہوں۔

حوالہ نمبر ۴۸

یہ میں نے تفسیر کمالین پیش کی تھی دارالعلوم دیوبند کے استاد کی یہ بھی کہتے ہیں کہ معجزہ و کرامت میں ولی کا اختیار نہیں ہوتا صریح الفاظ سے اس کو ذکر کیا ہے۔

حوالہ نمبر ۴۹

یہ مولانا رسال صاحب کی کتاب اس پر مولانا منیر احمد منور صاحب کی تقریظ بھی ہے مولانا رسال صاحب اس علاقے میں ہمارے ترجمان اور بڑے محقق عالم ہیں ۔تبلیغی جماعت پر پنج

پیریوں کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں صفحہ ۱۲۳ پر لکھتے ہیں:

''اور کرامت میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا''۔

حوالہ نمبر ۵۰

یہ شیخ حسن جان شہید رحمۃ اللہ علیہ ''احسن المواعظ'' اس کے صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے:

''معجزہ کس کو کہتے ہیں یہ بھی ایک سوال ہے جس میں آپ کو آپ ہی کی زبان میں سمجھاتا ہوں معجزہ اس چیز کو کہتے ہیں جو اللہ کا فعل ہوتا ہے اور مخلوق کی طاقت سے باہر ہوتا ہے''۔

یہ کہتے ہیں اللہ کا فِعل ہے فَعل اور فِعل پر بحث بعد میں کروں گا لیکن یہاں فِعل ہے جو آپ کے مذہب میں کفر وشرک ہے۔

حوالہ نمبر ۵۱

یہ ''حق اور باطل کی پہچان'' مولانا ضیاء الدین پیر زادہ صاحب اس پر اکابر علمائے دیوبند کی تقاریظ ہیں کرامات کا عنوان باندھ کر لکھتے ہیں:

''لیکن خرق عادات میں اختیار اللہ کا ہوتا ہے اور ظہور مخلوق کے ہاتھ پر ہوتا ہے''۔

حوالہ نمبر ۵۲

یہ ''مفصل عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' اس پر حجابی صاحب کا مقدمہ ہے صفحہ نمبر ۴۲۳ پر لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ ظاہر کرنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں جس طرح انبیاء معجزات ظاہر کرنے میں جناب باری تعالیٰ کے محتاج ہیں''۔

لمبی عبارت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خود جب چاہے ظاہر نہیں کر سکتے۔

حوالہ نمبر ۵۳

یہ میرے پاس کتاب ڈاکٹر عبدالواحد صاحب جامعہ مدنیہ لاہور والے علمائے دیوبند کے محقق وترجمان کی ''اسلامی عقائد'' ہے اس پر اکابر کی تقاریظ ہیں:

’’یاد رہے کہ معجزہ وکرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے جو کسی نبی یا ولی کے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے جب اللہ چاہتے ہیں ان کو ظاہر فرماتے ہیں نبی اور ولی کو قدرت حاصل نہیں ہوتی‘‘۔

حوالہ نمبر ۵۴

یہ میرے پاس کتاب ’’منتخب حکایات‘‘مولانا تھانوی صاحب نے خود اس کا ترجمہ کیا ہے اس کے صفحہ نمبر ۳۷ پر ہے:

’’پس اگر وہ امر خارق عادت نہ ہو یا اسباب طبعیہ جلیہ خفیہ ہو تو وہ کرامت نہیں ہے‘‘

حوالہ نمبر ۵۵

یہ ’’تعلیم الاسلام‘‘مفتی کفایت اللہ صاحب کی ہے:

’’سوال معجزہ کسے کہتے ہیں؟‘‘

کرامت اور معجزہ دونوں کے متعلق سوال قائم کرتے ہیں پھر جواب دیتے ہیں:

’’جواب :اللہ تعالی اپنے پیغمبروں سے کبھی ایسی خلاف عادت بات ظاہر کر دیتا ہے‘‘۔

اللہ ظاہر کرتا ہے جب اللہ چاہے ظاہر ہوتا ہے نبی ولی کو اختیار نہیں ۔پیر صاحب یہ بچوں کو سکھانے کیلیے کتاب لکھی گئی ہے بچوں کو بھی جو عقیدہ سکھایا جاتا ہے اس میں بھی یہ ہے کہ نبی و ولی کے اختیار میں نہیں افسوس بڑوں کو تو بدرجہ اولی اس عقیدے کو اپنانا چاہئے تھا۔

حوالہ نمبر ۵۶

یہ شیخ سلیم اللہ خان صاحب نے اپنی مشکوۃ کی شرح میں بھی یہی لکھا ہے کہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں۔

حوالہ نمبر ۵۷

یہ مفتی زین العابدین امداد العلوم والے ان کی کتاب ہے ’’عقائد اہلسنت‘‘صفحہ ۱۲۳:

’’معجزہ رسالت کی طرح عطیہ خداوندی ہے انسانی کسب سے اس کا کوئی تعلق

نہیں ورنہ اگر معجزہ کسبی ہوتا۔۔۔جس سے پتہ چلا کہ معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ معجزہ خدائی فعل ہے‘‘۔

پیر صاحب اب میں اگلی بات کی طرف آتا ہوں۔ یہ حوالے میں نے بطور تائید پیش کئے۔اب میں اپنے دلائل کی طرف آتا ہوں۔ہم نے کہا تھا کہ عادی امور میں اللہ کی طرف سے قدرت خالقہ ہوتی ہے اور بندے کی طرف سے قدرت کاسبہ ہوتی ہے۔خرق عادۃ میں قدرت خالقہ اللہ کی ہوتی ہے لیکن بندے کی قدرت کاسبہ نہیں ہوتی یہ فعل اللہ کا ہے۔اس پر بھی کئی حوالے دے سکتا ہوں یہ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب اظہار العیب میں اس میں ان کے:

’’کسب و اختیار کا قطعا کوئی دخل نہیں ہوتا‘‘۔

احقاق الحق میں شیخ رحیم اللہ حقانی شہید لکھتے ہیں:

’’اس میں نہ خلق ہے نہ کسب‘‘۔

یہ آثار التنزیل علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی یہ بھی کہتے ہیں کہ:

’’کسب و خلق بندے کا نہیں ہوتا‘‘۔

یہ فتاوی ختم نبوت ہے:

’’معجزہ و کرامت دونوں فعل خداوندی ہیں ۔۔دونوں غیر اختیاری ،کسب و اکتساب،تعلیم و تعلم کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا‘‘۔

یہ میرے ساتھ کتاب’’ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ‘‘ یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

’’مگر ولی کے اختیار و کسب کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا‘‘۔

یہ سجاد حجابی صاحب کے مقدمہ والی کتاب جو آپ نے پیش کی مفصل عقائد اہل سنت اس میں بھی یہی ہے:

’’انسانی کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے‘‘۔

یہ میرے پاس’’ جوہرۃ التوحید‘‘ ہے جس کا حوالہ آپ نے بھی پیش کیا:

کون المعجزۃ لیست من مکتسباۃ العبد وما یتعلق بہ قدرۃ العبد

بندے کے کسب کا اس سے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

الکفایۃ فی الھدایۃ ہے:

فالحاصل ان ما ھو ناقض للعادۃ فعل اللہ لا صنع للعبد فیہ ولو اراد العبد تحصیلہ و کسبہ و اختیارہ لا یتھیا لذالک

خرق عادۃ اللہ کا فعل ہے اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں۔ کوئی کسب نہیں۔

یہ میرے پاس حموی کی نفحات القرب صفحہ نمبر ۵۸

کما تقدم عبارۃ عن الامر الخارق للعادۃ وھو الفعل الذی لا یدخل تحت کسب العبد و اختیار بل ھو حاصل بفعل اللہ تعالی۔

خرق عادۃ میں بندے کا کوئی کسب و اختیار نہیں یہ خالص اللہ کا فعل ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں مقدمات المراشد الی علم العقائد صفحہ ۲۶۲ پر لکھتے ہیں:

ان تکون فعلا للہ تعالی من غیر کسب للعباد

سرے سے بندے کا کسب ہی اس میں نہیں۔

یہ میں نے قریبا ۱۲ حوالے پیش کئے میرا مطالبہ یہ ہے کہ جس طرح میں نے علمائے دیوبند و متکلمین سے صریح حوالے پیش کئے کہ خرق عادۃ خواہ معجزہ ہو خواہ کرامت ہو اس میں بندے کا کسب نہیں اسی طرح صریح حوالے علمائے دیوبند و متکلمین سے پیش کریں کہ کرامت کے صدور میں بندے کا کسب موجود ہے کہ جب چاہے صادر کرسکتا ہے۔

اب اس کے بعد میں قرآنی دلائل کی طرف آتا ہوں۔ دیکھو میرے بھائیو! بات یہ ہے کہ میں نے قریبا پچاس سے اوپر حوالے پیش کئے کئی کتابوں پر درجن بھر اکابر کی تقریظات ہیں کہ کرامت میں ولی کے کسب کا کوئی دخل نہیں۔

فریق مخالف نے حضرت تھانوی کی عبارت پیش کی اور اسی عبارت کو مختلف کتب سے پیش کیا میں نے ۸ جواب دیئے خود حضرت تھانوی کی کتب سے جواب دیا اس کو دوبارہ پیش نہ کیا جائے۔

فریق مخالف نے اختیار پر متکلمین ومحدثین کے حوالے پیش کئے میں نے متکلمین ہی

سے ثابت کیا کہ وہاں اختیار کا معنی کسب اور استطاعت نہیں بلکہ چاہت وتمنا ہے ۔اب جس چیز کا جواب ہو چکا اگر آپ بار بار اسی کو پیش کریں گے تو اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ آپ کے پاس دلائل نہیں آپ صرف خانہ پری کر رہے ہیں ۔

اب میں پہلے قرآن وحدیث کے دلائل پیش کروں گا اس کے بعد ان شاء اللہ العزیز متکلمین کی عبارات پیش کروں گا۔

(وقت ختم)

ساتویں تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب مناظر اسلام صاحب کہتے ہیں کہ میں بیس دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دعوی دو۔ بھائی یہ دعوی تو ایک سو پچاس دفعہ میں آپ کو کہہ چکا ہوں اور سنا چکا ہوں کہ ہماری رائے یہ ہے کہ کرامت تین قسم پر ہے ایک کرامت قصد بمعنی اختیار اور علم کے ساتھ ،دوسری کرامت علم کے ساتھ تیسری کرامت بدون علم وقصد۔ تو اور کیا دعوی دوں؟ پھر یہ مطالبہ نہ کرنا کہ دعوی دو۔ مہربانی کرو۔ یہ مسئلہ ختم ہوا۔

آپ نے جتنے حوالے پیش کئے سر سے پاوں تک آپ کے حوالے دو علتوں سے معلول ہیں۔ اس میں دو سقم ہیں دو مرض ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے مولانا حسن جان صاحب کا حوالہ پیش کیا مولانا حسن جان صاحب کے حوالے میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اس میں گفتگو معجزہ کی ہو رہی ہے میری اور آپ کی بحث کرامت کے متعلق ہے معجزے کے متعلق نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بھی جتنے حوالے دئے تعلیم الاسلام وغیرہ ان سب میں معجزہ کی بات ہو رہی ہے کرامت کی نہیں۔ معجزہ پر پھر کبھی بحث کریں گے مجھے صاف صریح حوالہ متکلمین کا چاہئے جنہوں نے کرامت کے متعلق کہا ہو کہ قطعا اختیار میں نہیں۔

آپ نے ڈاکٹر عبد الواحد صاحب کو پیش کیا، دیگر کو پیش کیا، اس میں بعض ہمارے اکابر ہیں اور بعض ہم عصر، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان حوالوں کو سر پر رکھنے کو تیار ہوں ان کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس پر متکلمین کی نقول ہوں۔ متقدمین اشاعرہ و ماتریدیہ متکلمین کا حوالہ ہوگا تو قبول کروں گا شرح عقود رسم المفتی میں صاحب لکھا ہوا ہے کہ بات اس وقت معتبر ہوگی جب صریح نقل اس میں ہو۔

(استغفر اللہ گویا ہمارے اکابر کی کتب پیر صاحب کیلئے مستقل ''سقم ومرض'' ہیں اسی لئے وہ اسے قبول نہیں کر رہے ہیں پھر کہتے ہیں مجھے دیوبندی بھی کہو ہاں اپنا دعوی یا شھوۃ کا معنی

پیش کرنے کیلئے یہی سقم عین منزل من اللہ ہو جاتا ہے۔معاذ اللہ۔ساجد)

میں نے صرف متکلمین کے بیس(۲۰)حوالے پیش کیئے ان سے ہٹ کر قریباً۷۰ حوالے پیش کیئے کہ کرامت کبھی اختیار میں ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے۔

(استغفراللہ ستر؟؟؟کیا کریں ہم غریب تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ۔۔۔۔ساجد)

ہاں جی مولوی دو دیگر حوالے۔سنتے جاؤ!!!۔

حوالہ نمبر ۳۹

یہ میرے ہاتھ میں''مظاہر حق''ہے یہ شاہ صاحب کے خاندان کے بڑوں لوگوں میں سے ہیں دیوبند سے پہلے کے آدمی ہیں۔لیکن ہمارے اکابر دیوبند ان کے مقولات اور باتوں کو اہمیت دیتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق شاہ صاحب کے ساتھ ہے اور ہمارے اکابر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی فکر کے امین ہیں۔جلد نمبر ۵ باب الکرامات

''کرامات کا صدور اختیاری بھی ہوتا ہے اور غیر اختیاری بھی بعض علماء نے لکھا ہے کہ ولی کی کوئی کرامت اس کے قصد و اختیار سے صادر نہیں ہوتی بلکہ بلا قصد و اختیار صادر ہوتی ہے اسی لئے بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ کرامات معجزہ کی جنس سے نہیں ہوتی یعنی جو چیزیں معجزہ کے طور پر ظاہر ہو چکی ہیں جیسے تھوڑے سے کھانے کا بہت ہو جانا،انگلیوں سے پانی کا ابل پڑنا،وہ کرامت کے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی لیکن اس سلسلے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ کرامت کا قصدو اختیار کے تحت صادر ہونا بھی ممکن ہے اور بلا قصد و اختیار بھی''۔

حوالہ نمبر ۴۰

یہ میرے ہاتھ میں''توضیحات''ہے یہ توضیحات دیوبند علماء کی کی شرح ہے باب الکرامات صفحہ نمبر ۲۹۹:

''بعض علماء کا خیال ہے ممکن ہے کہ بعض دفعہ کوئی کرامت ولی کے اختیار میں ہو مگر عام طور پر ایسا نہیں ہوتا''۔

توہم بھی عمومیت کے قائل نہیں کہ ہر کرامت ولی کے اختیار میں ہوتی ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ بعض اوقات ہوتی ہے بعض اوقات نہیں ہوتی۔

حوالہ نمبر ۴۱

اللہ بخشے حضرت مولانا شیخ رحیم اللہ حقانی صاحب جیسا کہ آپ نے حوالہ دیا ''احقاق الحق'' ہے جلد نمبر ۴ ہے:

''کرامت پر کسی ولی کا علم ضروری ہے نہ قصد، بلکہ کبھی نہ قصد ہوتا ہے نہ علم کبھی علم بھی ہوتا ہے اور قصد بھی''۔۔۔

وہی تین اقسام حضرت تھانوی کی انہوں نے بھی نقل کی ہیں۔

حوالہ نمبر ۴۲

یہ میرے ہاتھ میں اگر چہ ہمارے مولانا محسن صاحب کا رویہ اس باب میں بہت سخت ہے۔گپ شپ لگاتے رہیں گے ناراض نہ ہونا۔اور عبدالحق دہلوی کی عبارت کے متعلق اپنے رسالے کو خوب گھمایا ہے یہ مولانا محسن طارق صاحب کا رسالہ ہے اور جیسے میں اندر ہوا آپ لوگ مجھ سے ناراض مت ہونا میں بوڑھا ہوں لیکن بالا خانہ کمپیوٹر بہت اعلی ہے الحمدللہ میری رائے یہ بھی تھی کہ نہیں بیٹھیں گے بس میں اور مفتی صاحب بیٹھیں گے اتنے غل غپاڑے کی کیا ضرورت ہے ؟ تو بڑا میں چھوٹا۔اگر چہ میں بڑا ہوں آپ چھوٹے ہیں۔لیکن چلو آپ بڑے میں چھوٹا دونوں تنہاء بیٹھتے ہیں اور بات کرتے ہیں لیکن بس معلوم نہیں اللہ پاک مفتی صاحب مبارک کو پنج پیریوں کے خلاف اور تیز کرے اور ہم سے اللہ ان کا منہ موڑے تاکہ ہماری جان چھوٹے۔بہر حال میرے ہاتھ میں کیا ہے مولوی محسن صاحب سنو! اگر چہ آپ نے اس کا آپریشن کیا ہوا ہے لیکن حوالہ دوں گا (نہ مانوں کی انتہاء دیکھیں جس حوالے کا منہ توڑ جواب مناظرے سے پہلے دیا جا چکا ہے تسلیم بھی کیا جا چکا ہے کہ جواب دیا ہے پھر اسی حوالے کو دوبارہ مناظرہ میں پیش کرنا چہ معنی دارد؟؟۔ساجد)

یہ لمعات التنقیح شیخ عبدالحق صاحب کی جو کہ اصل میں جب شیخ عبدالقادر جیلانی کی فتوح

الغیب کی شرح لکھی فارسی میں اگر چہ میں نے آج تک دیکھی نہیں کہ کہیں ہے؟ آپ کے پاس ہے فتوح الغیب کی شرح؟

مولانا محسن صاحب مبارک

جی بالکل!!!! اپنے ساتھ لائے ہیں۔

پیر صاحب

اچھا! میرے پاس نہیں۔ بہر حال جب فتوح الغیب کی شرح لکھی تو یہ میرے پاس عبدالحق کی مشکوۃ کی شرح ہے (اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر) بکواس نہ کرو۔ پھر اس کا ایک خلاصہ تیار کیا گیا جس کو اشعۃ اللمعات یا اَشْعَۃ اللمعات کہا جاتا ہے۔ کیا بولتے ہیں جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۹۱۶ جو قصد و اختیار نہیں مانتا اس کی نسبت معتزلہ کی طرف کی ہے:

وقدذهب جماعة من المعتزله ومن نحی نحوهم الی انکار الکرامة و ذهب بعضم الی انهم لاتصدر الکرامةمن الولی قصدا و اختیارا و انما تصدر من غیر قصدواختیار وهذاباطل

یہ لمعات اگر چہ مولانا طارق صاحب نے اس پر رسالہ لکھا ہے۔

حوالہ نمبر ۴۳

یہ میرے ہاتھ میں ''اثبات الکرامات فی الحیاۃ و بعدالممات'' شیخ فرید احمد کی زندہ ہے بڑا محقق ہے۔ (ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ہم عصر تھے اس لئے معتبر نہیں لیکن ڈاکٹر فرید کا حوالہ چونکہ پیر صاحب دے رہے ہیں لہذا ہم عصر ہونے کے باوجود بہت بڑے محقق ہیں کیونکہ اصول تو پیر صاحب کے گھر کی لونڈیاں ہیں جہاں چاہیں رکھ دیں۔ ساجد)

هل الکرامة تقع اختیاراذهب کثیر من الناس الی ان الکرامة لاتقع اختیارا ولوقصد الولی وقوعه بالاختیار لم تقع وقال الامام الحرمین هذا قول غیر مرضی بل المختارعندناان لایمتنع وقوع الکرامة علی وفق المراد الولی وقصد ہ واختیارہ

ودلیله فعل عمر

بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کرامت ولی کے اختیار وقصد سے صادر نہیں ہوتے لیکن امام الحرمین نے اسے غیر مرضی کہا ہمارے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ ولی کے اپنے اختیار وقصد سے صدور کرامت ممنوع نہیں دلیل فعل عمر ہے۔

یار!!! میں بہت تھک گیا ہوں۔۔۔۔!!!!

حوالہ نمبر ۴۴

جامع کرامات الاولیاء علامہ نبہانی یہ وہ آدمی ہیں جن کی ''جامع کرامات الاولیاء'' کا ترجمہ حضرت تھانوی نے کیا ہے اس کو ہم نبہانی کہتے ہیں:

والکرامۃ فِعل اللہ لامحالۃ "محدَث"۔۔

کیا ہوا؟

مفتی طیب الرحمن صاحب مبارک

مفتی صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ نے فِعل بکسر الفا کی نسبت اللہ کی طرف کردی جو کفر وشرک ہے۔ آپ کے مذہب میں۔

پیر صاحب

ہنستے ہوئے وہ تو میں نے معجزہ میں کی تھی۔

مفتی طیب الرحمن صاحب مبارک

چاہے معجزہ میں ہو یا کرامت میں جب فِعل حادث اور مخلوق کی صفت ہے آپ کے مذہب پر تو بہرصورت اس کی نسبت کفر وشرک ہونی چاہئے آپ کے مذہب پر۔

(اس موقع پر پیر صاحب کو یہ الٹی پٹی پڑھانے والے سید حکیم صاحب کا چہرہ بالکل سیاہ تھا ویڈیو میں صاف دیکھا جا سکتا ہے بہرحال پیر صاحب لاجواب ہو کر۔ ساجد)

پیر صاحب

خیر ہے!! خیر ہے!!

والکرامۃ فِعل" یاہماری اصطلاح میں فَعل" لامحالۃ

(استغفراللہ یہ ایک اور کفر بن جائے گا کیونکہ اگر یہ فعل ہے آپ کی اصطلاح میں تو وہ تو صفت تکوین ہے جبکہ آگے اسی کو محدَث'' کہا جارہا ہے تو اللہ کی صفت کو حادث مان کر آپ نے اللہ کو محل حوادث بنادیا جو کرامیہ کا مذہب ہے۔ساجد)

محدث"لان ماکان قدیمالم یکن له اختصاص باحدوھو ناقض للعادۃ وتحصل فی زمان التکلیف ...وقد تحصل باختیارہ وطلبه و دعائه وقد لاتحصل

لاؤ بھائی اللہ خیر ے کرے۔او بھائی یہ کتاب تو ایک دفعہ دے دی تو دوبارہ دے کر دھوکا کیوں کرتے ہو؟ ری سائیکل نہیں کرو خود سے سائیکل نہیں بناو(اس بیچارے کو پورے مناظرہ میں پیر صاحب نے بڑا ڈانٹا ہے۔ساجد)

حوالہ نمبر ۴۵

یہ شرح الارشاد ابن الابزیزۃ کی

فاما الاول فھو الاختیار ...والدلیل علی جواب وقوع الکرامت مع ثبوت الاختیار ماسبق ان المصحح للوقوع

(وقت ختم)

ساتویں تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

پیر صاحب!!! مناظرے کا وقت تو دس بجے تک طے ہے نا؟

پیر صاحب

نہیں!!!! نہیں!!!! دس تک نہیں!!!۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

چلیے ساڑھے نو تک کر دیتے ہیں؟

پیر صاحب

نہیں!!!! بالکل بھی نہیں!!! میں تھک گیا ہوں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

چلو ساڑھے نو تک تو کرتے ہیں ناں!!!!۔ پیر صاحب پہلے یہی طے ہوا تھا کہ دس تک ہم اسی ترتیب سے چل رہے ہیں اس طرح تو ہماری بہت سی چیزیں پیش کرنے سے رہ جائیں گی آپ شفقت فرمائیں۔

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب کو میں نے کہا تھا کہ اپنا دعوی پیش کریں، اس پر تائید میں علمائے دیوبند کے اقوال پیش کریں اس کے بعد اس کے ثبوت میں قرآن و حدیث پیش کریں۔ پیر صاحب اس پر غصہ ہوتے ہیں کہ کیوں بار بار مطالبہ کرتے ہو؟ سینکڑوں دفعہ تو اظہار کر چکا ہوں؟

کوئی بات نہیں پیر صاحب اس سے زیادہ بھی ہم پر غصہ ہو جائیں تو ہم ناراض نہیں ہوں گے۔

بہر حال پیر صاحب کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے حوالے مت پیش کرو متکلمین کے پیش کرو۔ تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ نے جو بھی اپنا دعوی زبانی سنایا اور کرامت کی

تین اقسام کی ہیں علمائے دیوبند کو چھوڑ کر یہ تین اقسام آپ متکلمین سے دکھا دیں میں ماننے کو تیار ہوں بسم اللہ کریں !!!۔ یہ کیا بات ہوئی اپنا دعوی بوادر النوادر سے پیش کرتے ہو اور مجھے کہتے ہو متکلمین پیش کرو۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ حسن جان صاحب کے حوالے میں معجزہ کا ذکر ہے حالانکہ میرے پیش کردہ حوالوں میں صرف دو میں معجزہ کا ذکر ہے باقی سب میں کرامت کی صراحت ہے مگر پیر صاحب سنتے کہاں ہیں؟ وہ تو اس وقت مطالعہ کر رہے ہوتے ہیں۔

دوسری بات بالفرض معجزہ ہی کا ذکر ہو تو کرامت معجزہ کی فرع ہے پیر صاحب دونوں خرق عادت ہیں صرف نسبت تبدیل ہونے سے اس کا نام تبدیل ہو جاتا ہے یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کتاب التعریفات ہے صفحہ نمبر ۱۲۹:

الکرامة هی ظهور امر خارق للعادة من قبل شخص غیر مقارن بالدعوی النبوة فمالامقرون بالدعوی النبوة الایمان والعمل الصالح یکون استدراجاومایکون مقرون بالدعوی النبوة۔۔

چیز ایک ہی ہے اور وہ ہے خرق عادت نبوت کے دعوے کے ساتھ اس معجزہ کہتے ہیں ولایت کے ساتھ کرامت اور بدون ایمان وعمل صالح استدراج کہتے ہیں۔

یہی بات شرح العقائد والے نے بھی لکھی ہے کرامت معجزہ کیلئے فرع ہے صرف اضافت کے ساتھ نام تبدیل ہو جاتا ہے دونوں چیز ایک ہی ہیں۔ تو جو حکم معجزہ کیلئے ثابت ہوگا وہی کرامت کیلئے بھی الا یہ کہ اختصاص پر کوئی دلیل ہو۔

میں بار بار یہ سوال کر رہا ہوں جس کا جواب نہیں دیا جاتا کہ معجزہ بھی خرق عادۃ ہے کرامت بھی خرق عادۃ ہے خرق عادۃ میں نبی کا اختیار نہیں مانتے اس کے امتی کا مانتے ہو تو یہ تو آپ نبی کے درجے کو ولی سے معاذ اللہ گھٹا رہے ہو۔ پیر صاحب اس کا جواب نہیں دیتے۔

مظہری و توضیحات کا حوالہ پیش کیا اسی میں آپ کا رد بھی ہے کہ اس میں دعا کا ذکر بھی ساتھ ہے۔ شیخ رحیم اللہ حقانی کو پیش کیا کہ حضرت تھانوی کی اسی عبارت کو انہوں نے

ذکر کیا تو اللہ کا واسطہ ہے کچھ تو خیال کرو پھر جب ہم کچھ کہتے ہیں تو ناراض ہوتے ہو۔حقانی صاحب حضرت تھانوی کی اسی عبارت کو نقل کر کے آگے کرامت سے اختیار کی صاف صریح الفاظوں میں نفی کر رہے ہیں جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں گویا وہ بھی آپ کو سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ حضرت تھانوی کی عبارت میں قصد سے مراد وہ اختیار نہیں جو آپ لے رہے ہیں ۔بندے کا کسب کرامت میں نہیں، قدرت کاسبہ نہیں، استطاعت نہیں ہے۔یار چلو اسی پر اعتماد کر کے اس کی بات مان لو۔کیوں کسی کا عقیدہ ونظریہ سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرتے ہو؟

شیخ رحیم اللہ حقانی کی کتاب سے حضرت تھانوی کی قصد والی عبارت پیش کرتے ہو اور آگے ہی جو کرامت سے ولی کے اختیار کی مطلقا نفی کی ہے اس کو پیش نہیں کرتے۔

مجھے کہتے ہیں کہ اللہ آپ کو ہم سے ہٹائے!!!!

بخدا میرا ابھی پنج پیریوں ہی کے ساتھ مناظرہ ہونا تھا مفتی غلام فرید صاحب پیر صاحب سے لکھوا کر لائے کہ مناظرہ کرو۔میں دستخط کیلئے تیار نہ تھا۔میں ایک ہفتے تک بات کو ٹالتا رہا کہ پنج پیریوں کے ساتھ مناظرہ ہے ہمارا پیر صاحب سے فی الحال مناظرہ کا کوئی ارادہ نہیں ۔تو مجھے تو اپنے پیچھے آپ نے خود لگوایا ہے۔

پیر صاحب نے حوالہ پیش کیا اور پوچھا کیوں ہنستے ہو؟ تو ہنستے اس بات پر ہیں کہ مبادیات کی مجلس میں ہمیں سمجھا رہے تھے کہ یہ فِعل نہیں فَعل ہے فِعل کی نسبت اللہ کی طرف کرنا کفر وشرک ہے یہ حادث کا خاصہ ہے اور آج خود اللہ کی طرف فِعل کی نسبت کرتے ہو۔

اور میں نے دو حوالے پیش کیئے کہ یہ اللہ کا فعل ہے تو اللہ کے فعل میں بندے کا اختیار کہاں سے آ گیا؟ میرے کام میں اس بندے کا اختیار نہیں جب ایک بندے کے فعل میں دوسرے بندے کا اختیار نہیں تو کرامت ومعجزہ جو اللہ کا فعل ہے اس میں بندے کا اختیار کہاں سے آ گیا؟ اس کو تو عوام الناس بھی سمجھتے ہیں مگر کاش کے پیر صاحب کی سمجھ میں بھی آجایئے۔

پیر صاحب! میرے ساتھ ساڑھے (۹:۳۰) تک گفتگو کرنی ہے اس لئے میں اپنی گفتگو کو تفصیلی کر رہا ہوں۔بہرحال ''باختیارھم وطلبھم'' پر آپ نے جتنے حوالے دئے اور

آگے بالفرض مزید دیں ان سب کے جوابات خلاصۃ یہاں دے رہا ہوں اول ان کے جواب دینا پھر طلبھم پر حوالے پیش کرنا جواب دئے بغیر حوالے شروع کئے تو پھر خانہ پری ہوگی:

بطلبھم واخیارھم کے اصولی جوابات

پہلا جواب

یہ ہے کہ آپ کے دعوے کی تفصیل ان عبارات میں نہیں آپ کے دعوے میں تین شقیں ہیں بعض میں علم وقصد بعض میں صرف علم بعض میں نہ علم نہ قصد۔ جبکہ پیش کردہ حوالوں میں صرف ایک شق ہے کہ ہر قسم کی کرامت اختیاری ہوتی ہے۔

دوسرا جواب

یہ ہے کہ آپ بھی بعض کرامات غیر اختیاری مانتے ہیں جبکہ ان عبارتوں میں جو آپ نے خود پیش کی ہیں اس میں ہے کہ کرامت کو غیر اختیاری ماننا ''قول غیر مرضی'' اور بقول آپ کے معتزلہ کا مذہب ہے۔ جو یہاں جواب دیں وہی میری طرف سے اختیاری میں لے لینا۔

تیسرا جواب

کہتے ہیں باختیارھم سے مراد قدرت کاسبہ ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ آگے بطلبھم کیوں ہے؟ اس کی وضاحت کرو طلب تو اس چیز کو کیا جاتا ہے جو اختیار میں نہ ہو۔

چوتھا جواب

بعض میں بدعائہ کے الفاظ بھی آئے ہیں دعا اس وقت انسان کرتا ہے جب اس کے اختیار سے وہ چیز باہر ہو جائے کوئی اپنے افعال اختیاریہ کیلئے دعا نہیں کرتا۔ میں اپنا ہاتھ اپنے اختیار سے ہلا رہا ہوں آپ سے گفتگو اپنے اختیار سے کر رہا ہوں تو کیا یہ سب کرنے سے پہلے دعا مانگوں گا؟

پانچواں جواب

قصد واختیار سے مراد قدرت کاسبہ استطاعت نہیں جیسا کہ بندے کے افعال اختیار یہ ہوتے ہیں کہ جب چاہے صادر کردے بلکہ اسباب کرامت ہیں ۔یعنی کرامت تو اختیار میں نہیں البتہ اس کیلئے اسباب کو اختیار کرسکتا ہے کہ دعا کرلے یا ارادہ کرلے یا خواہش کرلے اور اس دعا وخواہش کے مطابق اللہ اس غیر اختیاری کرامت کو اس کے ہاتھ پر صادر کردے یہ میرے ہاتھ میں سنوسی کی ''شرح العقیدۃ الکبریٰ'' ہے اس کی عبارت میں پیش کرچکا ہوں:

والمراد من الاختیار والارادۃ ھھنا الشھوۃ والتمنی

اور اسی عقیدۃ کبری پر حاشیہ ہے حواش علی العقیدۃ الکبریٰ:

والمراد من الاختیار والارادۃ ھنا الشھوۃ والتمنی

مراد قدرت کاسبہ نہیں بلکہ خواہش ،تمناء، چاہت ہے میری چاہت ہے کہ ملک کا بادشاہ بن جاؤں، میری خواہش ہے کہ آسمان پر اُڑوں تو کیا مجھے آسمان پر اُڑنے اور بادشاہ بننے کا اختیار مل گیا؟ اور جب چاہوں اڑسکتا ہوں؟ بادشاہ بن سکتا ہوں؟

چھٹا جواب

اب بار بار اختیار اختیار کے لفظ کو پیش کرتے ہو حالانکہ یہ ایک مجمل لفظ ہے کئی معانی میں مشترک ہے کسی بھی معنی کو متعین کرنے کیلئے دلیل وقرینہ کی حاجت ہے یہ کلام عربی میں سات (۷) معانی میں آتا ہے ''المصباح ،المنجد'' عربی کی ابتدائی لغات ہیں اس میں یہ معانی لکھے ہوئے ہیں اس میں ایک معنی ہماراوالا بھی ہے یعنی فقط:

''ارادہ، چاہت، پسند کرنا''

نہ کہ اختیار جواب دیں ہماراوالا معنی مراد کیوں نہیں آپ والا معنی کیوں؟

ان نختر ك فاتبع سبیل من اناب الی

قرآن مجید میں یہاں اختیار کا صیغہ ہے تو کیا قدرت کاسبہ مراد ہوگا حضرت مفتی شفیع صاحب اسکا ترجمہ کرتے ہیں:

''اور میں نے پسند کیا''

معلوم ہوا کہ اختیار ہر جگہ قدرت کاسبہ کیلئے نہیں ۔

وربك یخلق مایشا معارف القرآن ج۶ ص ۸۳۶ میں مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں پسند کرنا ترجمہ کرتے ہیں۔

اب باختیارھم کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ کبھی کبھی ولی پسند کرتا ہے اس بات کو کہ مجھ سے اس کرامت کا صدور ہو جائے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو اختیار مل گیا کہ جب چاہے کرامت کو صادر کرسکتا ہے۔

ساتواں جواب

اس اختیار کا مطلب وہ حدیث واضح کرتا ہے جس میں ہے۔ بہت سے پراگندہ بال لو اقسم علی اللہ لابرہ اللہ اگر اللہ کی ذات پر قسم کھا کر کوئی بات کریں تو اللہ ان کی بات کو پورا فرما دیتا ہے۔ تو اختیار کا معنی یہ ہوا کہ ان بزرگان دین کا تعلق اللہ سے ایسا ہوتا ہے کہ اگر یہ بعض اوقات دعوی کر دیں کہ ہم سے اس کرامت کا صدور ہوسکتا ہے تو اگر چہ ان کے اختیار میں نہیں اس کو صادر کرنا لیکن اللہ اپنے تعلق کی بناء پر ان کی بات کو سچا کر دیتا ہے جیسا میرا کسی کے ساتھ ایک قریبی تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے وہ میری بات مان لیتا ہے تو اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کام میرے کلی اختیار میں ہو گیا۔

امام نووی لکھتے ہیں جلد دوم ص ۲۲۵ میں:

ای حلف علی وقوع الشیئ اوقع اللہ

یعنی کسی کام کے وقوع پر قسم کھالیں تو اللہ واقع کر دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ اختیار ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔

آٹھواں جواب

مفتی شفیع صاحب خود اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ:

''رہا یہ شبہ ان کا یہ کہنا انا اتیك قبل ان یرتد یہ علامت اس کی ہے کہ کام ان کے قصد واختیار سے ہو کیونکہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے اس کی اطلاع کر دی ہو کہ تم یہ ارادہ کرو گے تو ہم یہ کام اتنی جلدی

کردیں گے یہ تقریر حضرت سیدی مولانا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی ہے“۔

توجہاں قصد واختیار کا مطلب ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ کرامت اختیار میں ہوجاتی ہے وہ تو غیر اختیاری ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کے دل میں القاء کردیتا ہے کہ یہ کرامت میں نے ظاہر کرنی ہے تو تم یوں کرو، یا ایسا کرو، تو یہ قصد واختیار اس معنی میں ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ تقریر حضرت تھانوی کی ہے تو اب معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی کی عبارت میں جو قصد کا لفظ ہے اس سے مراد اختیار نہیں بلکہ القاء علی قلب الولی ہے۔

یہی بات شیخ ادریس صاحب نے بیان کیا ہے وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو یہی اشکال لگتا ہے کہ کرامت تو ولی کے دعوے واختیار سے صادر ہورہی ہے یہ اس کا کاسب ہوگا تو:

”اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ بادی النظر میں اگرچہ اس سے اختیار معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اللہ تعالی ہی اس وقت نبی کے دل میں معجزہ صادر کرنے کا القاء اور علم فرماتے ہیں اور القاء الہام بسیط ہوتا ہے۔۔تو اس کا صدور من جانب اللہ ہوا“۔

تو اختیار سے مراد قدرت علی صدور الکرامۃ نہیں بلکہ الہام والقاء ہے جسے اختیار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خود حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تالیفات رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۸۸ میں فرماتے ہیں:

”اس القاء وقصد کو اختیا جزئی سے تعبیر کرتا ہوں“

یعنی اختیار کا معنی قدرت کا صدور الکرامت نہیں بلکہ یہاں اختیار سے مراد ”اختیاری جزئی“ ہے اور اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ولی کے القا یا الہام کردیا جاتا ہے کہ ایسا کرو تو وہ کرامت جو تمہارے اختیار میں نہیں اس کو صادر کردیا جائے گا۔

نواں جواب

حضرت تھانوی نے بوادرنوادر میں کرامت سے مراد کرامت معنوی بھی لیا ہے جو استقامت علی الدین ہے تو ممکن ہے کہ جو بعض کرامات کو اختیاری مانا ہے وہ لغوی معنوی کرامات ہوں جس میں آپ کا اور میرا اختلاف نہیں اختلاف تو خرق عادۃ اصطلاحی اور حسی کرامت میں ہے۔

دسواں جواب

شیخ عبدالحق فتوح الغیب صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں:

چوں فانی شدی یعنی لگے گا تو ایسا کہ کا تجھ سے صادر ہو رہا ہے لیکن اصل صادر کرنے والا اللہ ہے۔

تو اگر اختیار کا معنی کسب ہے جیسا کہ آپ نے لمعات کے حوالے سے ان کا قول پیش کیا اور کسب کا انکار کرنے والے معتزلہ ہیں تو یہ تو خود کسب کا انکار کر رہے ہیں تو کیا خود معتزلی ہیں؟ معلوم ہوا کہ اختیار سے وہ اختیار مراد نہیں جو آپ لیتے ہیں۔

میں نے آپ کے اختیار والے تمام حوالوں کے جواب دے دئے اس کے سوا آپ نے کچھ پیش نہ کیا جو جواب دوں اس کے بعد بھی اگر آپ اسی قسم کے حوالے دیں گے تو اپنا قیمتی وقت ضائع کریں گے۔ اب میں اپنے قرآنی دلائل کی طرف آتا ہوں۔ اس کے بعد متکلمین کی عبارات ذکر کروں گا جس کا پیر صاحب بار بار مطالبہ کر رہے ہیں اور میں اپنے ساتھ چالیس (۴۰) عبارات متکلمین کی لایا ہوں۔ اب آتا ہوں قرآن کی طرف چونکہ عقیدہ کا معاملہ ہے عقیدہ نص سے ثابت ہو گا لہذا:

پہلی قرآنی دلیل:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

(سورہ انبیاء، آیت ۶۹)

ہم نے فرمایا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا۔

آگ کا ٹھنڈا ہونا ایک خارق للعادۃ امر ہے آیت خود بتلا رہی ہے کہ یہ کام اللہ کے حکم سے ہوا ابراہیم علیہ السلام کو اسکی کچھ خبر نہ تھی۔ نیز اگر یہ سب ابراہیم علیہ السلام کی قدرت وکسب سے ہوتا تو امتحان نہ رہتا۔

اسی آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے:

لَوْلَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: وَسَلَامًا لَآذَى إِبْرَاهِيمَ بَرْدُهَا۔

اگر اللہ آگ کو سلامتی والی ہونے کا نہ کہتا تو اس کی ٹھنڈک سے ابراہیم علیہ السلام

کو تکلیف دیتی۔

پیر صاحب یہ مت کہنا کہ آیت تو معجزہ کے متعلق ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ کرامت فرع ہے معجزہ کی تو جو حکم اصل کیلئے ہوگا وہی فرع کیلئے۔ تو جب نص قرآنی سے معجزہ غیر اختیاری ثابت ہوا تو کرامت بطریق اولی غیر اختیاری ثابت ہوگی۔

دوسری قرآنی دلیل:

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ-فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ-يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ-اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ

(سورہ قصص، آیت ۳۱)

اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اسکو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر، اے موسی آگے آ، اور مت ڈر تجھ کو کچھ خطرہ نہیں۔

آیت بالکل واضح ہے اگر معجزہ وخرق عادۃ نبی کے اختیار میں ہوتا تو موسی علیہ السلام کو ڈرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی انکو معلوم ہوتا کہ یہ سب ان کا اپنے فعل ہے اور ان کے اپنے فعل کی تاثیر ونتیجہ ہے۔

جب معجزہ غیر اختیاری ثابت ہوگیا تو کرامت اس کی فرع ہے وہ بطریق اولی غیر اختیاری ثابت ہوگی۔

(وقت ختم)

تبصرہ

حقیقت یہ ہے کہ مفتی صاحب کی یہ ایسی الہامی وفیصلہ کن تقریر تھی جس کو الفاظ میں بیان

نہیں کیا جاسکتا۔ ہر آدمی ویڈیو میں خود ہی اس مناظر کو دیکھ کر ہمارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ مفتی صاحب مسلسل بولے جارہے تھے اور پانچ عدد معاونین عاجز آگئے کہ کیا دینا ہے اور کیا پیش کرنا ہے؟

لہذا مفتی صاحب نے زبانی ہی حوالے پڑھنا شروع کردئے۔اس تقریر کے بعد پیر صاحب مکمل ہمت ہار چکے تھے اور یوں کہئے کہ قریبا ذہنی طور پر نڈھال ہو چکے تھے۔

طے شدہ ساڑھے نو بجے سے ایک گھنٹہ پہلے مزید گفتگو سے صاف انکار کردیا۔اس تقریر کے بعد ان کی تھکاوٹ، بے ربط گفتگو، اصل موضوع سے ہٹ کر معجزات کے اختیاری ہونے پر حوالے دینا ان کے اندرونی کیفیت کی چغلی کھا رہی تھی۔آئندہ کی تقاریر میں ان کی اس ہیجانی ومجذوبانہ کیفیت کو صاف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

آٹھویں تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

معزز ومکرم حضرات !!! میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جتنے حوالے آپ نے پڑھے ہیں ان سب کا تعلق معجزات کے ساتھ ہے اس میں ایک میں بھی کرامت کا ذکر نہیں آپ کرامت پر صاف صریح حوالے پیش کریں۔

آپ نے شروع سے لیکر آخر تک جتنی کتب پیش کی ہیں سب معجزہ سے متعلق ہے میں اپنے ساتھ کتب لایا ہوں اس پر پھر کبھی مجلس کریں گے۔

میری رائے یہ ہے۔۔۔میری رائے یہ ہے۔۔۔

اور عجیب بات آپ سے کہتا ہوں اس پر ناراض مت ہونا۔آپ کہتے ہو کہ آپ کی رائے۔۔میری رائے یہ ہے کہ میں معجزات میں عدم قدرت کا قائل ہوں اس معنی میں کہ یہ تحت القدرۃ نہیں ہوتے لیکن ایک عجیب بات آپ سے کرتا ہوں اس پر میں آپ کے ساتھ نشست بھی کرسکتا ہوں تو یہ ''طور'' میرے ہاتھ میں قاسم ابن ابوعبید وہ کہتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک مسئلہ کسی کی رائے نہ ہو اور وہ اس پر مناظرہ کرلے۔امام شافعی اٹھے اور قاسم بن عبید کے ساتھ حیض میں مناظرہ کررہے تھے۔۔۔

اس کی رائے۔۔۔اس کی رائے۔۔۔اس کی رائے۔۔۔اس کی رائے تھی۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مناظرہ کیا اور جنجال بنا۔۔۔

امام شافعی نے اپنا قول ترک کیا ابوعبید کیلئے اور ابوعبید نے اپنا قول ترک کیا امام شافعی کیلئے تو ایک نظریہ کسی کا نہیں ہوگا اور اس پر مناظرہ کرے گا۔

میں کتابیں لایا ہوں قریبا ۱۵ کتب سے ثابت کردوں گا کہ معجزہ عبد کے اختیار میں ہے لیکن یاد رکھنا یہ میرا نظریہ نہیں ہے۔ویسے ہی پیش کردوں گا لیکن میرا قول نہیں یہ یاد رکھیں۔

آپ نے کہا کہ کرامت اور معجزہ اگرچہ یہ ایک نہیں ہیں احسن الفوائد نے لکھا ہے کہ

تشبیہ کہ کرامت مثل معجزہ کی طرح ہے یہ تشبیہ صرف خرق العادۃ میں آئی ہے۔اگر کرامت مثل معجزہ کے ہے تو متکلمین اس میں فرق کیوں کرتے ہیں؟وفیھافروق آٹھ فرق ہیں،سات فرق ہیں،چھ فرق ہیں،پانچ فرق ہیں ایک میں تحدی ہے ایک میں تحدی نہیں ہے ابھی میں یہ فرق بیان کرنا شروع کر دوں لیکن بس کیا کہوں۔

اب میں کیا کروں کوئی میری سن ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔؟؟؟!!!!

ایک میں تحدی ہے دوسرے میں تحدی نہیں ہے اگر ولی نے تحدی کر دی نبوت کا دعوی کر دیا فصار کافرا اوراگر ولایت کا دعوی کیا تو جائز ہے اگرچہ مستحسن نہیں اگرچہ مسترشدین کے دلوں کو تقویت دینے کیلئے جائز ہے۔

میں نے طحاویوں کے چار شرحوں سے یہ بات نکالی ہے۔بہر حال یہ وہ حوالے ہیں جو فروق کیلئے میں نے نکالے ہیں۔ربمایقدر میں نے چار مسلک اس میں متکلمین کے ذکر کئے ہیں۔کبھی کبھی دونوں بغیر قدرت کے ہوتے ہیں کبھی کبھی دونوں قدرت میں ہوتے ہیں۔کبھی ایک قدرت میں ہوتا ہے۔میں نے تو آپ کو کہا ابن ملک کی رائے یہ ہے یہ اٹھاؤ شرح مصابیح کے ابن ملک کی رائے یہ ہے کہ انبیاء قادر ہیں معجزے پر اور اولیاء کرامت پر قادر نہیں۔یہ یہاں مُظھَری ہوگی مَظھری نہیں ہے اچھا۔اس کے خلاف مُظھَری چلا ہے مُظھری کہتا ہے کہ نہیں یہ دیکھو:

باب الكرامات وهی تشارك المعجزة فی خرق العادةوتفارق بقدرةالانبیاء

اب اگر یہ حوالے میں نے شروع کر دئے یہ بیس حوالے میں لیکر آیا ہوں۔

اٹھاؤ بحر الکلام اٹھاؤ بس شروع کرتا ہوں چند حوالوں کے ساتھ۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک

پیر صاحب! آپ اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ عنوان سے ہٹ کر بحث کرنے پر؟ جس موضوع کیلئے آج آپ کو بلایا گیا ہے اس پر بحث کریں۔

مفتی طیب الرحمن صاحب مبارک

صحیح ہے!! صحیح ہے بولنے دو پیر صاحب کو!!!۔

پیر صاحب

یارا گر بول دیا تو کیا ہوا؟ رائے نہیں ہے میری ۔صاف بات کر رہا ہوں ویسے ہی حوالے دے رہا ہوں۔ یہ بحر الکلام میں نسفی ہے

الثانی ان المعجزۃ کلما اراد النبی یقدر علی ایجادھا

انبیاء جب چاہیں معجزات پر قادر ہیں ۔ یہ ویسے ہی بول رہا ہوں یہ میرا اعتقاد نہیں یاد رکھنا۔

والثانی ان المعجزۃ کلما اراد النبی یقدر علی ایجادھا

یہ بحر الکلام کی شرح ہے علامہ مقدسی کی ہے۔

میری رائے نہیں ہے پھر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں ۔یار میں اپنے موضوع سے ہٹ رہا ہوں بس چھوڑو۔ معجزہ کام پیغمبروں کا ہے ہم کرامت کے ساتھ دیکھتے ہیں ۔اب میں ایک عجیب بات کہنے لگا ہوں ۔مولوی صاحب! اگر یہ وقت شمار نہیں کرو گے تو ایک عجیب بات کہتا ہوں مولوی صاحب! اب یہ ایک مکالمہ کر رہے ہیں ۔ یہ مناظرہ نہیں کر رہے ہیں۔

محسن صاحب! میری باتوں پر ذرا غور کریں اس میں متکلمین کا اختلاف آیا ہے کہ یہ معجزہ کہتے کس کو ہیں؟ یہ بات کس نے کہی ہے؟ یہ شرح مقاصد میں تفتازانی نے کی ہے ۔اور یہ شرح المواقف میں سب سے اعلی علامہ جرجانی نے کی ہے اور یہ آمدی سے نقل کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ معجزہ مقدور العبد ہے یا نہیں؟ یہ نبی کی قدرت میں ہے یا نہیں یہ معجزہ؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ معجزہ مقدور العبد نہیں اگر چہ اس کے جوابات آپ لوگ مجھے نہیں دیں گے کیونکہ یہ میری رائے نہیں آپ لوگ پر یہ چیز لوٹتی ہے لیکن میری رائے نہیں یہ تو صرف میں آپ کیلئے الزام الخصم کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔

محسن صاحب! سمجھو!! وہ یہ کہ مقدور العبد اور غیر مقدور العبد کیا ہے؟ اس میں اصل

میں متکلمین کی دورائے وارد ہوئی ہیں ۔اور اگر اس تفصیل میں ہم جائیں تو دیکھو تمہارا اور ہمارا نزاع نہ ختم ہوگا لیکن میں یہ بحث قصداً ظاہر نہیں کر رہا ہوں ۔اور وہ یہ ہے کہ جو چیز غیر مقدور العبد ہے وہ وہ قوت ہے جو اس معجزہ میں اثر ڈالتا ہے اور اسے ایک دھکا دیتا ہے یہ قوت آئی ہے یہ رائے آمدی کی ہے ابکار الابکار میں ۔یہ رائے ایجی کی ہے شرح المواقف میں ہے ۔یہ رائے شرح مقاصد میں موجود ہے ۔دوسری بات یہ ہے مولوی محسن صاحب! وہ یہ کہ مقدور العبد ہے اور کسب اس کے ساتھ متعلق ہوتی ہے آیا یہ کسب اس قوت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جو قوت اللہ کی معجزے کے ساتھ ہے لا حاشا وکلا نعوذ باللہ من ذالک یہ یاد رکھیں یہ جس نے بولا کفر میں چلا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ مقدور العبد پیغمبر ہاتھ ہلاتا ہے،پیغمبر اشارہ کرتا ہے کیا خیال ہے پیغمبر اس طرح کھڑے تھے ﷺ انشقاق القمر میں ہاتھ نہیں ہلایا؟ اس کو ہم صعود فی الھوا کہتے ہیں اس کو ہم حرکات فی المعجزہ کہتے ہیں انبیاء حرکت ۔۔موسیٰ علیہ السلام لاٹھی اٹھاتے ہیں اسے گراتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر چڑھتے اترتے ہیں، یہ حرکات اور سکنات آیا مقدور العبد ہیں یا نہیں؟

اس میں دو رائے ہیں ایک یہ ہے کہ یہ بھی مقدور العبد نہیں یہ رائے ایجی یہ رائے شرح مواقف یہ رائے شرح مقاصد یہ رائے بحر الکلام یہ رائے غایۃ المرام انہوں نے اس کو رد کیا ہے کہ یہ مقدور العبد نہیں ہے ۔اصح پھر اس کو کہا ہے کہ یہ مقدور العبد ہے ۔اس کی رجع ایک اور چیز کی طرف پھر ہوتی ہے وہ یہ کہ آیا یہ جو چیز متحقق ہوتی ہے کسب آیا جب کسب متحقق ہوتی ہے تو یہ بندے کی قوت سے متحقق ہوتی ہے یا اللہ کی قوت سے؟ تو یہ قوت اللہ کی ہے؟ قوت کس کی ہے؟ قوت اللہ کی ہے یاد رہے ۔یہ جو کچھ میں نے بولا یہ صرف حوالے ہیں اور حضرت فتاوی رشیدیہ کی ایک عجیب بات کرتا ہوں فتاوی رشیدیہ کیا کہتا ہے؟ اس پر ہاتھ رکھو۔

فتاوی رشیدیہ کہتا ہے تم سنو نا یار!!!

میں اس کے مقابلے میں آپ کو وقت دے دوں گا۔فتاوی رشیدیہ اس میں سلب قدرت کلیہ کا نہیں ہے ۔بلکہ سلب جزئی ہے اور اثبات قدرت جزئیہ کا کرتا ہے مفتی صاحب

مبارک دیکھیں ذرا۔ شاہ اسمٰعیل شہید نے اصل میں اس میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اصل میں بوارق ایک مولوی گزرا ہے فضل رسول بدایونی نے ایک رسالہ لکھا ہے تو حضرت گنگوہی ان کے متعلق کہتے ہیں:

''محمد اسمٰعیل صاحب کا کہنا حق ہے اور سب ان کے موافق ہیں کوئی مخالف نہیں عبارت مُواقف اور مقاصد بھی ان کے موافق ہے۔ مولوی صاحب قدرت کلیہ کے منکر ہیں''۔

میری باتوں کی طرف یار غور نہیں کرتے!!!

''مولوی اسمٰعیل قدرت کلیہ کے منکر ہیں کہ قدرت دیگر متصرف کر دیویں جیسا دیگر افعال اختیار یہ کی قدرت ہے کہ عادت الٰہی ہے جیسا قصد کرے ویسا ہی ہو جاوے تصرفات میں یہ نہیں۔ جیسا ملکہ نے کلکٹر کو اختیار دے کر متصرف بنا دیا۔ سو افعال اختیار یہ یہ ہیں عادت تصرف ہوتا ہے ظاہرا اور فعل حق تعالی کا مخفی ہے اور معجزات وتصرفات میں ظاہر بھی عجز ہے مثل قلم کے مگر جزئیہ قدرت محدود اس فعل تک نبی وولی میں ہوتی ہے''۔

(وقت ختم)

تبصرہ

یہ عبارت پچھلی تقریر ہی میں مفتی صاحب سنا چکے ہیں پیر صاحب کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مفتی صاحب کی تقریر سنتے ہی نہیں اور ایک عام سی بات اور عبارت کو بھی ایسے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں گویا یہ نادر تحقیق اور حوالہ پہلی دفعہ ان کا دریافت کردہ ہے۔ پیر صاحب نے یہ مقدور العبد والی بحث رضاخانیوں کی کتب ''انوار ہدایت اور آفتاب ہدایت'' سے اخذ کی ہے مگر افسوس پھر بھی صحیح طرح پیش نہ کر سکے۔ ہر ساتھی ان کی بے ربط، بے معنی، اور موضوع سے ہٹی ہوئی تقریر سے ان کی کیفیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔ لیکن ہم حسن ظن رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ تھکاوٹ کی وجہ سے پیر صاحب کے اعصاب جواب دے چکے تھے۔

آٹھویں تقریر

مفتی صاحب مبارک

بعد حمد وصلوٰۃ

پیر صاحب نے اٹھویں ٹرم مکمل کرلی ہمارا خیال تھا کہ اس میں کوئی قرآنی وحدیثی دلیل پڑھیں گے مگر فی الحال تو ایسے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کرامت میں اختیار کا قول اختیار کیا ہے معجزہ کے متعلق نہیں تو بحث کرامت پر ہوگی نہ کہ معجزہ پر۔ تو پیر صاحب ہم نے دونوں کے غیر اختیاری ہونے کے قائل ہیں ہم تو معجزہ پر بھی دلائل پیش کرسکتے ہیں۔

ثانیا میں نے وضاحت کی تھی کہ دونوں میں خرق عادۃ ہونے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں آپ نے بھی شرح مصابیح سے حوالہ دیا کہ دونوں خرق میں مشارک ہیں اور خرق پر میں کئی حوالے دے چکا ہوں کہ اس میں قدرت کا سبہ متحقق نہیں ہوتی تو جب معجزہ خرق ہے اس میں قدرت نہیں تو کرامت بھی خرق ہے اس میں بھی قدرت نہیں معجزہ پر عدم قدرت التزاما کرامت پر عدم قدرت ہے لیکن وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔

آپ کہتے ہیں کہ دونوں میں فرق نہیں تو متکلمین نے فرق کیوں بیان کئے؟ بھائی وہ فرق اعتباری بیان کئے ہیں۔ اعتباری واضافی فرق کا تو میں بھی قائل ہوں۔ میرا مدعی یہ ہے کہ باعتبار خرق دونوں میں فرق نہیں جس کے آپ بھی قائل ہیں اور خرق کہتے ہی اسے ہیں جس میں اختیار متحقق نہ ہو۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ معجزہ بھی اختیار میں ہے لیکن یہ میری رائے نہیں اور اس پر کتب بھی پیش کی بلکہ نسفی کو بھی پیش کیا تو پیر صاحب آپ تو کہتے کہ مجھے نسفی دکھاؤ تو میں مانوں گا، مجھے متکلمین دکھاؤ تو میں مانوں گا۔ اور اب خود متکلمین اور نسفی کھول کھول کر پڑھ رہے ہیں مگر مانتے نہیں یہ کیوں؟

یہی تو ہم آپ کو سمجھانا چاہتے تھے کہ کتب قوم میں ہر قسم کے اقوال مل جائیں گے لیکن ہر

شے لینے کے قابل نہیں۔

حیرت ہے معجزہ کو قدرت میں متکلمین نے مانا لیکن آپ نہیں مانتے کہ اکابر دیوبند نے نہیں مانا اور کرامت کو اکابر نے اختیار میں نہیں مانا لیکن آپ نہیں مانتے کہ متکلمین نے نہیں مانا۔ یاخدا!!! میں کدھر جاؤں؟؟؟۔

کتب میں کبھی قرآن کے نصوص کے خلاف بھی آجاتا ہے میں قرآن کی نص پیش کررہا ہوں کہ معجزہ اختیار میں نہیں اور آپ کہتے ہو کہ نہیں متکلمین کہتے ہیں کہ اختیار میں ہے۔

تو پیر صاحب قرآن کے خلاف بات کرنے والا اگر یہ بزرگ ہے تو اس کی عبارت میں تاویل کریں گے کہ وہ اختیار سے مراد اسباب لیتے ہیں۔کیوں خواہ مخواہ متکلمین کو قرآن کے مقابل لاکر انہیں معاذ اللہ کافر بنانے پر تلے ہو۔

پیر صاحب کی اداؤں پرغور کریں جہاں پھنستے ہیں وہاں اردو رسالوں کی طرف جاتے ہیں۔اس تقریر میں بھی تالیفات رشیدیہ کو پڑھا۔واللہ اگر یہی تالیفات رشیدیہ میں پڑھتا تو کہتے کہ:

''مفتی صاحب!! جنگ ومشرق اخبار مت پڑھو۔اس میں نسفی کہاں ہے؟اور علم کلام کہاں ہے؟''۔

اور یہی اردو رسالے اور جنگ اخبار جب خود پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں:

''ایک نایاب اور عجیب وغریب چیز تمہیں بتاتا ہوں''۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اب علم الکلام کی کوئی نایاب کتاب سے نایاب حوالہ نکلے گا مگر یہ کیا یہ تو اردو رسالہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔کیا یہ انصاف ہے؟

خدارا اختیار کا یہ خودساختہ مطلب مت لیں یہ تو قرآن کی نص قطعی کے خلاف متکلمین چل رہے ہیں کیوں ان کو معاذ اللہ کافر کرتے ہو؟ان کی عبارات میں تاویل کرو وہ تاویل جو انہوں نے خود کی ہے کہ اختیار و قدرت سے مراد دعا ہے،شہوۃ ہے،تمنا ہے۔

پیر صاحب! آپ اپنا رد خود کررہے ہیں آپ کہتے ہیں کہ متکلمین معجزہ کو بھی تحت القدرۃ مانتے ہیں مگر میں نہیں مانتا تو آپ کیوں نہیں مانتے؟ جس طرح آپ یہاں متکلمین کو نہیں مانتے،نسفی کو نہیں مانتے،تو اگر کسی متکلم نے کرامت کو اختیاری مانا بھی اگرچہ وہاں اختیار کا وہ

معنی نہیں جوآپ کرتے ہیں میں نے اس کے دس جوابات دئے ہیں جس کا کوئی جواب الجواب آپ نے نہیں دیا مگر بالفرض کرامت کا وہی مانا ہواور متکلمین نے کیا ہو کہ اختیار ہیں تو میں نہیں مانتا، اسی طرح جس طرح معجزات میں آپ نہیں مانتے۔ معجزات میں اختیار، قدرت، ایجاد، کسب کا جو معنی آپ کریں گے وہی کرامت میں اختیار وقدرت کا میری طرف سے کرلیں

ما کان جوابکم فھو جوابنا

آپ بار بار اللہ کا فعل اللہ کا فعل کہتے ہو میں آپ سے یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ جب یہ اللہ کا فعل ہے تو اس میں بندہ کیسے شریک ہوگیا؟

فتاوی رشیدیہ کا حوالہ آپ نے دیا حالانکہ اس کا حوالہ میں دے چکا ہوں صفحہ نمبر ۱۸۵ کہ یہ عوام کا عقیدہ ہے کہ کرامت ومعجزہ میں بندے کا کسب شامل حال ہے

ومایزعم العوام ان الکرامات فعل اولیااللہ باطل بل ھو فعل اللہ تعالی

اور یہ جو عوام گمان کرتے ہیں کہ کرامت ولی کا فعل ہے یہ باطل ہے بلکہ یہ اللہ کا فعل ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں:

ولیس للنبی ولاللولی فی صدورھا اختیار اذلا اختیار لافعال العباد فی فعل اللہ

نبی اور ولی کو اس کے صدور میں کوئی اختیار نہیں اس لئے کہ یہ اللہ کا فعل ہے تو اس میں بندے کا اختیار کیسے ہوسکتا ہے؟

میرے فعل میں مولوی محسن صاحب کا اختیار نہیں تو اللہ کے فعل میں نبی ولی کا اختیار کہاں سے آگیا؟ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ یہی بات ''اہل سنت والجماعت کا صحیح مسلک'' میں علامہ سید شمس الحق افغانی صاحب کا یہ فیصلہ ہے واضح الفاظ میں لکھتے ہیں:

''کرامت ولی کے اختیار میں نہیں جب ایک انسان کا فعل دوسرے انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا تو خالق کا فعل کیونکر مخلوق کے اختیار میں ہوگا؟''۔

پیر صاحب! آپ کہتے ہیں معجزہ کرامت اللہ کا فعل ہے آپ نے پڑھا اس کو تو اللہ کے فعل میں مخلوق کا اختیار نہیں تو معجزہ و کرامت کس طرح بندے کے اختیار میں ہو گئے؟ یہ تو بندہ اللہ کے افعال میں معاذ اللہ شریک ہو گیا؟ افغانی صاحب آپ اور مجھے بار بار سمجھانا چاہ رہے ہیں مگر کاش کہ آپ کچھ توجہ کریں۔ خدارا صرف اس واسطے رد نہ کریں کہ اردو رسالے ہیں۔

پھر پیر صاحب مقدور العبد کی طرف آ گئے پیر صاحب میں مختصر عرض کروں گا کیونکہ آپ نے خود کہا کہ میرا عقیدہ نہیں اگر آپ کا عقیدہ ہو تو بتانا اس پر حوالے ساتھ لایا ہوں۔ تو اس میں ایک قدرت ہے ایک حرکت ہے تو بعض کہتے ہیں کہ اس حرکت سے جو انشقاق القمر ہوا وہ انشقاق القمر معجزہ ہے انگلی کی حرکت نہیں اور یہ انشقاق القمر آدمی کی قدرت سے باہر ہے یہ غیر مقدور العبد ہے اب سوال ہوا کہ کیا جو چیزیں آدمی کی قدرت میں ہیں مثلاً ہوا پر حرکت کرنا یا پانی پر چلنا آیا اس میں بھی معجزہ متحقق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تو اسے مقدور العبد کہا گیا تو متکلمین نے کہا کہ اس میں بھی معجزہ متحقق ہو سکتا ہے اور یہ اگرچہ مقدور العبد تھا لیکن اب معجزہ کی وجہ سے یہ بھی غیر مقدور العبد ہے پھر اس میں ان کا اختلاف ہوا کہ اس میں معجزہ کس حد تک ہے تو بعض نے نفس حرکت مطلق حرکت کو ہی معجزہ کہا اور بعض نے بقدر معجزہ جو حرکت ہوئی اسے معجزہ کہا۔

لیکن اس ساری بحث کا ہمارے عنوان سے کیا تعلق؟ کیوں غیر متعلقہ باتیں وہ بھی ناقص کر کے عوام کے ذہنوں کو مشوش کر رہے ہیں؟ اور یہ ساری بحث اسی شرح المواقف میں ہے جسے آپ پڑھتے نہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں حواشی علی شرح العقیدۃ الکبری ہے یہ لکھتا ہے

لان ارادۃ الشخص انما تتعلق بفعلہ لا بفعل غیرہ

بندے کا ارادہ اپنے فعل کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے دوسرے کے ساتھ نہیں تو پیر صاحب جب یہ اللہ کا فعل ہو گیا تو بندے کا فعل کیسے ہو گیا؟ مجھے اس کا جواب آپ نہیں دیتے۔

تو جو عبارت پڑھتے ہو اس میں فعل اللہ ہے تو فعل اللہ آپ کو رد کر رہا ہے کہ جب معجزہ و کرامت اللہ کا فعل ہو گیا تو بندے کے فعل یعنی کسب کا اس سے تعلق نہیں، ارادے کا تعلق نہیں کیونکہ بندے کا اختیار و ارادے اپنے فعل سے متعلق ہوتا ہے۔

پیر صاحب انگلی کے ہلانے کی مثال دیتے ہیں کہ دیکھو کچھ نہ کچھ تو کسب ہے۔

او بابا!!!!ایک ہے انشقاق القمر ایک ہے انگلی کا ہلانا، انگلی کا ہلانا معجزہ نہیں وہ واقعی اختیاری ہے معجزہ تو انشقاق القمر ہے یہ دیکھو میں نے انگلی ہلائی تو یہ معجزہ ہو گیا؟

(آوازیں ۔۔نہیں ۔۔نہیں بالکل نہیں)

تو معجزہ انشقاق القمر ہے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا اس میں کسی نبی ولی کا اختیار نہیں یہ خالص اللہ کا فعل ہے ۔دو دلیلیں پیش کر دی تھیں اب اس کے بعد

تیسری قرآنی دلیل:

قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ۖ سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى (سورہ طٰہٰ ۲۱)

تو اللہ نے فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ! تو موسیٰ نے اسکو ڈال دیا پھر اسوقت وہ سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا، فرمایا پکڑ اسکو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دیں گے اسکو پہلی حالت پر۔

یہ لاٹھی کا سانپ بن جانا اور آپکا ڈرنا اسبات کی دلیل ہے کہ یہ سب بطور دلیل نبوت و معجزہ آپ علیہ السلام کو دیا گیا اور ایسے عظیم معجزہ اور خرق عادۃ کے صدور پر سوائے اللہ کے کوئی قادر نہیں جیسا کہ مفسر ابن کثیر نے فرمایا:

هَذَا بُرْهَانٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى لِمُوسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَمُعْجِزَةٌ عَظِيمَةٌ، وَخَرْقٌ لِلْعَادَةِ بَاهِرٌ، دَالٌّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى مِثْلِ هَذَا إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

یہ معجزہ کسی کی قدرت میں نہیں ۔اب متکلمین کہتے ہیں کہ قدرت میں ہے بقول آپ کے تو اس عبارت کے ساتھ کیا کریں؟

چوتھی قرآنی دلیل:

يٰجِبَالُ اَوِّبِىۡ مَعَهٗ وَالطَّيۡرَ‌ ۚ وَاَلَـنَّا لَـهُ الۡحَدِيۡدَ ۙ (سورہ سبا،۱۰)

اے پہاڑو اور پرندو! اس کے ساتھ (اللہ کی طرف) رجوع کرو اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا۔

ذکر کرتے ہوئے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کے ساتھ تسبیح کرنا آپ علیہ السلام کا معجزہ

تھا لیکن یہ تسبیح آپ کی قدرت سے نہ تھی بلکہ اللہ کے حکم پر تھی اللہ کا حکم تکوینی تھا۔

پانچویں قرآنی دلیل

سورہ سبا آیت ۱۰:

وَ اَسَلۡنَا لَہٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ

ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا۔

ان سب کاموں کی نسبت رب تعالی نے اپنی طرف کر کے بتلا دیا کہ ہاتھ پر تو سلیمان علیہ السلام کے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن کام میرے ہیں۔

چھٹی قرآنی دلیل

عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے معجزات کو طلب کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ ۚ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

(سورہ مائدہ، آیت ۱۱۴)

کہا عیسی بن مریم نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے لئے پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام صدور معجزہ کیلئے اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں معلوم ہوا کہ خرق عادۃ صرف اللہ کی قدرت و اختیار میں ہے اگر بندے کے اختیار میں ہوتا تو قوم کی منہ مانگی مراد اسی وقت خود پوری فرما دیتے۔

اور ہر چند کرامت معجزہ کی فرع ہے جب معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں تو کرامت کیسے ہوگی؟

ساتویں قرآنی دلیل

وَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِیَکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ

الْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ ابراہیم،آیت ۱۱)

اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دلیل تمہارے پاس لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

تمام رسولوں نے اپنی پوزیشن واضح کردی کہ من مانے مطالبات پر معجزات وخرق عادت امور دکھانا یہ ہمارے اور قدرت میں نہیں یہ سب اللہ کے افعال و کام ہیں وہی جب چاہے معجزہ کا اظہار فرمادے۔نبی کے دل میں آیا مفسرین نے لکھا ہے کہ شاید یہ من پسند معجزہ ظاہر کردوں تو یہ ایمان لے آئیں لیکن اللہ نے ان سے اعلان فرمادیا کہ میری قدرت میں نہیں، میرے اختیار میں نہیں، میری طاقت میں نہیں۔

آٹھویں قرآنی دلیل:

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

(سورہ انعام،آیت ۱۰۹)

تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ جب وہ (نشانیاں) آئیں گی تو (بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اس کے تحت بیضاوی، تفسیر قرطبی، ذخیرۃ الجنان، معارف القرآن لمفتی شفیع صاحب کرامت ومعجزہ دونوں میں اختیار کی نفی کا ذکر کیا ہے۔کیا ہم مفتی اعظم پاکستان سے زیادہ عقلمند ہیں اور عقائد کو سمجھنے والے ہیں؟

نویں قرآنی دلیل:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

(سورہ بنی اسرائیل،آیت ۹۳)

کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں۔

مشرکین مکہ نے کچھ من پسند معجزات کا مطالبہ آپ ﷺ سے کیا تو رب کی طرف سے وحی ہوئی کہ میں تو ایک انسان ہوں خرق عادۃ اور معجزات ظاہر کرنا میرے بس و قدرت میں نہیں

اس کا تعلق تو اللہ کی قدرت وطاقت کے ساتھ ہے۔
تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابن کثیر والا بھی اس کے تحت لکھتا ہے کہ نبی کو معجزات کے صادر کرنے میں اختیار نہیں اور قدرت نہیں۔

دسویں قرآنی دلیل:

مشرکین مکہ نے فرمائشی معجزات کا مطالبہ کیا نبی ﷺ کے دل میں بھی آیا لیکن اللہ نے فرمادیا کہ:

وَ اِنۡ کَانَ کَبُرَ عَلَیۡکَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِیَ نَفَقًا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاۡتِیَهُمۡ بِاٰیَةٍ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَی الۡهُدٰی فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِیۡنَ

مگر اللہ نے فرمادیا کہ آپ کے اختیار میں نہیں۔صاحب جلالین اس کے تحت لکھتے ہیں:

انك لاتستطيع ذالك
آپ کی طاقت واختیار میں یہ نہیں

گیارہویں قرآنی دلیل:

اب میں خالص آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر کررہا ہوں نسبت مجازی ہے

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ثم لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُوَ مَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِهٖ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ (سورہ نمل، آیت ۴۰)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اُسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے ہی بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

سب مفسرین لکھتے ہیں کہ اس نے دعا کی جلالین اس کے تحت لکھتے ہیں کہ دعا کی اسم اعظم سے دعا کے بعد پہنچانے والا کون تھا؟ اللہ تعالیٰ!!!۔ابن کثیر نے بھی یہی بات لکھی۔معلوم ہوا کہ کرامت ومعجزہ بندے کے اختیار میں نہیں۔یہ جلالین ہے صفحہ نمبر ۳۲۰

دعا آصف بالاسم الاعظم ان یاتی اللہ بہ ..فحصل

آصف نے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی کہ اللہ تخت لے آیا تو یہ دعا قبول ہوئی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''رہا یہ شبہ کہ ان کا یہ کہنا کہ انا اتیك بہ قبل ان یرتد الیك یعنی یہ تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے یہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اس کے قصد واختیار سے ہوا کیونکہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ اطلاع کردی ہو کہ تم ارادہ کروگے تو ہم یہ کام اتنی جلدی کردیں گے

(وقت ختم)

تبصرہ

پیر صاحب اپنی عادت کے مطابق مسلسل اس پوری تقریر کے درمیان گفتگو کرتے رہے تاکہ مفتی صاحب کی توجہ کسی طرح اپنے مقصد سے ہٹی رہے اور وہ لایعنی میں الجھ جائیں مگر مفتی صاحب اس میدان کے پرانے شہسوار ہیں۔پیر صاحب نے اس تقریر کے اختتام پر نعرہ لگایا کہ مفتی صاحب زندہ باد۔

نویں تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

میں کھڑا اس لئے ہوگیا کہ میری کمر میں شدید درد شروع ہوگیا۔کاش کہ میرے دوست حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب نے کرامات پر حوالے دئے ہوتے تو میرا دل بھی جھوم جاتا لیکن ''الف'' تا ''ی'' سارے حوالے آپ نے معجزات پر پیش کئے۔یہ مولوی محسن صاحب ہیں مولوی عبدالرحمن صاحب ہیں یہ بتائیں کہ معجزات پر حوالے تھے یا کرامات پر؟

خیر وقت ہے گزارنا ہے گزارتے رہیں گے۔یہ میرے ہاتھ میں ہے ''الرسالہ'' ہے قشیریہ یہ عقاید اور تصوف کی ملی جلی کتاب ہے رسالہ قشیریہ کی دو شرحیں ہیں ایک زکریا انصاری کی اور ایک میرے محبوب حضرت خواجہ گیسو دراز کی جو خلیفہ ہے حضرت خواجہ چراغ الدین نصیر دہلوی کے۔حضرت خواجہ نصیر دہلوی خلیفہ ہیں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے،حضرت نظام الدین اولیاء خلیفہ ہے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے،بابا فرید خلیفہ ہیں سلطان الہند حضرت شیخ معین الدین اجمیری چشتی واولیا زندہ باد۔۔۔

حوالہ نمبر ۴۶

یہ شرح الرسالۃ ہے شیخ زکریا انصاری کی جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳

وامتیازھا۔۔وتحصل علی عبد مطیع وتخصیصاله وتفضیلاله علی من لا کرامة له وقد تحصل الکرامة له باختیار له وقد لا تحصل له

کبھی اختیار کے ساتھ کبھی بغیر اختیار کے ساتھ۔

حوالہ نمبر ۴۷

یہ سبل الھدی والرشاد علامہ صالحی کی اعلی ترین کتاب سیرت کے موضوع پر اس جیسی کتاب نہ ہوگی جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۲۳۸:

واختلف فی تجویز الکرامات علی حکم الاختیار شرط الکرامة

صدورھا بلااختیار من الولی وان الکرامُ تفارق المعجزۃ من ھذا الوجہ قال امام الحرمین فی الارشاد وھذا غیر صحیح

ولی کی کرامت کوغیر اختیاری ماننا یہ غیر صحیح قول ہے۔

حوالہ نمبر ۴۸

یہ نصر اللآ لی اللہ پاک انور تاج استاد کو خوش رکھے کل لیکر آیا

وظھر ان ما کان ماجا کونھا معجزۃ للنبی جاز کونھا کرامۃ للولی وفی صدورھا عن قصد واختیار منہ اختلاف فیہ المتکلمون فذھب جماعۃ الی جوازہ

(سید عبدالحمید آلوسی متوفی ۱۳۲۴ھ کی ہے ہمارے لئے حجت نہیں۔ساجد)

حوالہ نمبر ۴۹

یہ منھج السدید فی شرح کفایۃ المرید:

اختلف المتاخرون فی صدورالکرامۃ عن قصدواختیار من الولی علی القولین و کذا اختلفوا فی صحۃ الوقوع مقابلۃل فاجاز ذالك القاضی

حوالہ نمبر ۵۰

نشر الطیب مولانا محسن صاحب نشر الطیب مالکیہ کے عقائد کی عظیم ترین کتاب ہے یہ شرح شرح الخریدۃ ہے جلد ۲ ص ۱۹۴

پھر یہ بھی کہا ہے کہ عدم اختیار کا کیا معنی ہے۔۔۔میں ذرا آپ کی طرف آنا چاہتا ہوں مجھ سے ناراض مت ہونا

(اور اچانک کتب مقدسہ کو پھلانگتے ہوئے پیر صاحب مفتی صاحب کے پاس پہنچ گئے!!)

ومذھب المحققین جواز وقوع الخوارق کلھا علی ید الولی باختیارہ وغیر اختیارہ

اختیاراورغیراختیارکے ساتھ پھریہ بھی کہاہے کہ یہ اختیاراورغیراختیارسے مرادکیاہے؟

مفتی ندیم صاحب مبارک

پیرصاحب غیراختیارسے ان کی کیامرادہے وہ بتائیں ناں؟

پیرصاحب

نہیں جی وہ تو آپ توجیہ کریں گے میں کیوں بتاؤں؟۔اب یہ میرے ہاتھ میں

حوالہ نمبر ۵۱

بحرالمحیط السجاج کی ۴۵ جلدوں میں مسلم کی شرح ہے بحرالمحیط للسجاج میں علامہ شوبی فرماتے ہیں جلدنمبر ۴۰ صفحہ نمبر ۲۵۰ آپ نے کوئی ایسی کتاب پیش نہیں کی ہوگی جس کی جلد نمبر ۴۰ ہو:

منہا ان الکرمۃ قدتقع باختیارھم وطلبھم

کبھی کبھی اختیار سے بھی صادر ہوتے ہیں توجب کبھی اختیار سے ہوگیا تو کبھی غیراختیاری ہوگا۔

حوالہ نمبر ۵۲

یہ توضیح ہے علامہ ابن ملقن کی بخاری کی ایک نایاب شرح اس کوابن مقلن کہتے ہیں الشافعی المصری القاہری توضیح کی جلدنمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۹۰

و فیہ ان الکرامات الاولیاقدتقع باختیارھم و طلبھم ھوالصحیح عند اصحابنا المتکلمین ومنھم من قال لایقع باختیارھم وطلبھم

کبھی اختیارسے ہوتے ہیں کبھی غیراختیارسے

مفتی غلام فرید صاحب

پیرصاحب اس میں ایک میں بھی آپ کادعوی نہیں آپ کے دعوے میں کرامات کی تین قسمیں ہیں اس میں کہاں ہیں؟ اس میں تومطلق ہے کہ ہروقت ہرکرامت اختیارمیں ہے نیز

آپ حوالہ پورا نہیں پڑھتے آگے اختیار کا مطلب لکھا ہوتا ہے آپ پڑھتے نہیں ۔

پیر صاحب

صحیح پڑھ رہا ہوں من تبعیضیہ ہے دونوں قسم کے مسلک ہیں اس میں ۔اچھا مفتی صاحب! یہ شاہ عبدالحق کو دوبارہ سنوان کی فارسی شرح جس طرح آپ نے فتوح الغیب کا حوالہ دیا جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۵۹۶

حوالہ نمبر ۵۳

''وجماعتِ معتزلہ وعنہا کہ بایں شان آند۔منکر شدہ است کرامات وبعض گفتہ کہ صادر نمی شد کرامت از ولی بقصد واختیار واگر صادر شَوَد بقصد واختیار وحب او وبعض آں گفتہ کہ کرامت از جنس معجزہ نمی باشد مثل طعام قلیلہ وما آصابعے ومانند ۔۔وحق جواز وقوع است بقصد واختیار وبے قصد واختیار''

کبھی اختیار میں ہوگا کبھی نہیں ۔

حوالہ نمبر ۵۴

یہ دلیل الفالحین ریاض الصالحین کی شرح جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر چھ آٹھ ۔۔اس کو کیا کہتے ہیں (اٹھاسٹھ) ہاں اٹھاسٹھ (۶۸)

وفیہ اثبات الکرامتُ الاولیا وقوعُ الکرامۃ لھم باختیارھم

حوالہ نمبر ۵۵

یہ جو میں آپ کو بولتا ہوں مفتی صاحب اس میں چار مسلک ہیں ایک رائے یہ ہے کہ معجزہ وکرامت کوئی بھی اختیار میں نہیں ۔دوسری رائے یہ ہے کہ معجزہ وکرامت دونوں اختیار میں ہیں ۔میں نے آپ سے کہا تھا کہ ابن مَلَک کی رائے یہ ہے کہ شرح المصابیح کا حوالہ میں نے دیا کہ معجزہ اختیار میں ہے کرامت اختیار میں نہیں اگر چہ۔۔۔۔یہ کیا ہے مرقاۃ مولوی صاحب ملاعلی نے وفیہ نظر میں اس پر اعتراض وارد کیا ہے۔ یہ رائے ابن ملک کی ہے شرح مصابیح میں علامہ مظہری حنفی اس کے خلاف چلتا ہے ۔المفاتیح شرح المصابیح الکوفی ۷۲۷ھ

تاریخ وفات آج کا آدمی نہیں ہے:

واما الکرامات وھی بخلاف المعجزات فان الولی ربما مایقدر ان یاتیٔ بھا وربما لا یقدر

کبھی قدرت ہوتی ہے کبھی نہیں۔

حوالہ نمبر ۵۶

یہ دوسرا حوالہ ہے اور اس میں معتزلہ پر رد کرتے ہیں معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ کرامت سے مراد استجاب الدعا ہے جس کو یہ سبب کہتے ہیں یہ کیا کہتا ہے عمدۃ القاری جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۰۷:

میں آصف بن برخیا والے واقعہ کی طرف بھی جاوں گا خضر کے واقعہ کی طرف بھی جاوں گا یہ سب لایا ہوں۔

وفیہ ان الکراماتُ الولی قد تقع باختیارہ و طلبہ وھو الصحیح عند جماعتنا المتکلمین کمافی حدیثُ جریج ومنھم من قال لاتقع باختیارہ وطلبہ وفیہ ان الکرامۃ قد تقع بخوارق العادات الی آخرہ

یہ جو رائے دعا کی ہے یہ معتزلہ کی رائے ہے دیکھو:

وفیہ دلالۃ علی صحۃ وقوع الکرامات من الاولیا وھوقول الجمھور اھل السنۃ والجماعۃ خلافاللمعتزلۃ وقد نصب الی بعض العلما انکارِھا

یہ حلیمی کی رائے ہے حلیمی کی تو جانتے ہو نا بڑا محدث الشافعی الحنفی ۔۔الشافعی الافغانی

والذی نظن بھم انم مع انکروا الی تجویز العقل بھاومع فی کتاب وسنۃ واخبار ۔۔وانما ۔۔وفیہ ان الکرامۃ

(وقت ختم)

نویں تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب کے ۹ ٹرم مکمل ہو گئے میں نے دو حوالے پیش کئے تھے کہ عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہو گا۔ مگر پیر صاحب نہ قرآن پیش کر سکے نہ حدیث اور نہ بظاہر اس کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اور نہ علمائے دیوبند کا کوئی حوالہ پیش کیا اپنے عقیدے کی تائید میں۔ علماء، طلبا، عوام دیکھ کر خود اسکا فیصلہ کریں گے ان شاء اللہ۔

اگلی بات پیر صاحب نے پھر وہی اختیار والے حوالے پیش کئے میں اس کے ۱۲ جوابات دے چکا ہوں پیر صاحب نے میرے جوابات کو ہاتھ بھی نہیں لگایا اب ایک چیز کا جواب میں دے چکا ہوں اس کے جواب الجواب سے آپ عاجز ہو اور کہو میں نے پچاس حوالے دیئے تو واقعی آپ کی ہمت و جرات کو سلام۔ آپ صرف خانہ پری کر رہے ہیں اور کچھ نہیں۔

ثانیاً ایک اور جواب بھی لے لیں کہ جو حوالے آپ نے پیش کئے ان میں خود آگے ان علماء نے اختیار، طلب، قصد کی وضاحت کی ہے۔ مثلاً سبل الھدی والرشاد کا حوالہ آپ نے پیش کیا تو یہ میرے ہاتھ میں وہی کتاب ہے نیز میں نے وضاحت کی کہ جہاں اختیار ہے اس سے مراد کسب و استطاعت نہیں کہ جب چاہے پیر کرامت ظاہر کر دے اس سے مراد فقط چاہت وطلب ہے اب یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہ اس چاہت پر کرامت کو ظاہر کرتا ہے یا نہیں یہ امام سنوسی کی شرح العقیدۃ الکبری میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔

پیر صاحب

یہ تو آپ نے پیش کر دی۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

بالکل میں نے پیش کی ہے لیکن دوبارہ اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ اختیار کے معنی کی وضاحت کے باوجود آپ بار بار اختیار والے حوالے پیش کر کے اپنا من مانا مطلب لیتے ہیں

تو دوبارہ اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ آپ کے دماغ میں اس کا اصل معنی بیٹھ جائے۔

پیر صاحب

پھر میں بھی پرانے حوالے دوبارہ پیش کروں گا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

پیر صاحب خدا کا واسطہ ہے !! میں اسے بطور حوالہ پیش نہیں کر رہا اختیار کے معنی کی وضاحت کیلئے پیش کر رہا ہوں کہ آپ ایک ہزار اختیار پر حوالے دے دیں کسی متکلم نے اس کا معنی قدرت علی صدور الکرامات نہیں لیا بلکہ دعا، طلب، چاہت، خواہش لیا ہے اس لئے سنوسی پیش کر رہا ہوں کہ اختیار کا معنی تو واضح ہوگیا اس سے وہ مطلب ہی مراد نہیں تو کیوں اس پر بار بار حوالے پیش کر رہے ہو؟ صرف اپنا وقت پورا کر رہے ہیں اور کچھ نہیں۔

پھر مجھے کہتے ہو کہ معجزے پر دلائل پیش کرتے پیر صاحب آپ میری تقریر میں مطالعہ کرنے کے بجائے اگر میری باتوں پر غور کرتے تو ان باتوں کو بار بار نہ دہراتے میں اس پر کئی حوالے دے چکا ہوں خود آپ نے بھی حوالہ دیا کہ خرق عادۃ ہونے میں معجزہ کرامت برابر ہیں اور خرق عادۃ پر متکلمین کے ۱۲ حوالے دے چکا ہوں کہ وہ انسانی قدرت ہی میں نہیں نہ قدرت خالقہ اس میں ہے نہ کاسبہ۔ اور کرامت معجزہ کی فرع ہے تو جب دونوں غیر اختیاری کے فرد ہیں تو جب معجزہ میں عدم اختیار ثابت ہوا تو کرامت میں بدرجہ اولی ثابت ہوگا ورنہ ولی کی طاقت نبی سے بڑھ جائے گی۔ اس کا جواب محض یہ کہہ کر جان چھڑائیں گے کہ معجزہ پر حوالے دئے؟ لیکن جب دلائل کا جواب نہ ہو تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو کہنا ہے۔

پھر میں نے علمائے دیوبند اور متکلمین کے حوالے دئے کہ معجزہ و کرامت دونوں اللہ کے فعل ہیں۔ تو جب یہ اللہ کا فعل ہوا تو بندوں کا اس میں کوئی اختیار نہیں اس کا جواب دیں مگر پیر صاحب کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معجزہ پر دلیل ہے۔

آپ کے پاس گھما پھرا کر ایک ''اختیار'' کا مبہم لفظ ہے جس کا جواب ہو چکا باقی اسی کو آپ دہرائیں ان شاء اللہ دنیا دیکھے گی کہ کون قرآن وحدیث پیش کر رہا تھا، کون علمائے دیوبند

و متکلمین پیش کر رہا تھا، کون فریق مخالف کے اختیار کے ۱۲ جوابات عرض کر رہا تھا اور کون پچھلے تین گھنٹے سے مرغی کی ایک ٹانگ اختیار کو پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔

بہر حال میرا وقت قیمتی ہے میرے پاس حدیث کے متکلمین کے چالیس عبارات ابھی موجود ہیں میں ایک ہی بات کو بار بار پیش کر کے وقت ضائع نہیں کرسکتا اس لئے میں اب دوبارہ دلائل کی طرف آتا ہوں۔قرآنی دلائل کے بعد اب حدیثی دلائل سنیں:

اسکے بعد ان شاءاللہ متکلمین کی عبارات کی طرف آوٴں گا۔

پہلی حدیث

بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۵

موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا ذکر ہے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا گیا معاذ اللہ ان کی شرمگاہ پر بیماری ہے اب غسل کرنے کیلئے گئے ایک پتھر پر کپڑے مبارک رکھے۔تو بخاری میں ہے

ففر الحجر بثوبه

پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لیکر بھاگ گیا

اور آپ پتھر کو آوازیں دینے لگے کہ روکو میرے کپڑے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے آپ کو دیکھ لیا کہ ان کو تو کوئی بیماری نہیں ہے۔اس کے تحت امام نووی کیا لکھتے ہیں:

وفی هذا الحدیث معجزة ظاهرة لموسی

تو اگر نبی کو معجزہ میں کسب و اختیار ہوتا تو پتھر کو کیوں نہ روک سکے؟ معلوم ہوا کہ نبی کا معجزہ میں کوئی اختیار نہیں جب معجزہ میں کوئی اختیار نہیں تو سنو پیر صاحب کرامت اس کی فرع ہے اس میں بطریق اولی اختیار نہ ہوگا؟ لیکن جواب آپ نے یہی دینا ہے کہ یہ تو معجزہ پر دلیل پیش کی ہے۔

چودھویں نمبر دلیل اور حدیث نمبر ۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی سارہ کا واقعہ بخاری جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۹۳ ہے بی بی جی کو ظالم بادشاہ لے گیا ابراہیم علیہ السلام نماز کیلئے مصلی پر کھڑے ہو گئے

وهو قائم يصلى

جب بی بی کی اللہ نے حفاظت کی اور وہ آئی تو

فاومی بيده

ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا ہوا؟

تو بی بی نے جواب دیا

رد الله كيد الكافر والفاجر

اللہ نے کافر وفاجر کے مکر کو رد کر دیا۔

امام مسلم کہتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزۃ ظاہرۃ لیکن اختیار تو دور کی بات ابراہیم علیہ السلام کو تو یہ بھی علم نہ تھا کہ وہاں ہوا کیا ہے؟

حدیث نمبر ۳ و دلیل نمبر ۱۶

یوشع بن نون علیہ السلام نے ارض مقدس پر حملہ کیا شہر کے نزدیک پہنچے اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا تو انہوں نے دعا کی کیونکہ اگلے دن جہاد جائز نہ تھا

فقال للشمس انك مامورة وانا مامور اللهم حابس علينا

تو بھی مامور ہے ہم بھی مامور ہے یا اللہ اس کو روک دے

اگر اختیار میں ہے تو دعا کی کیا ضرورت اس طرح کے اضطراری ماحول میں تو فوراً خود کوئی نہ کوئی عمل کرنا چاہئے تھا۔

حدیث نمبر ۴ و سترہ نمبر دلیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے واقعہ کے بعد مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۹۶ ہے معراج سے واپس ہوئے اب مشرکین مکہ نے سوالات شروع کر دئے کہ اچھا بیت المقدس کے کتنے ستون تھے کتنی کھڑکیاں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں یہ چیزیں نہ تھیں میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں:

فرفع الله لى

اللہ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا

کس نے؟؟ اللہ نے!!! میں نے نہیں، یہ کس کا فعل تھا؟ اللہ کا۔ اب یہ اللہ کا فعل ہوا اگر رسول اللہ ﷺ کا اختیار ہوتا تو انہوں پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

حدیث نمبر ۵ واٹھارویں دلیل

ابو داود شریف جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۷۲ پر ہے رسول اللہ ﷺ ایک بڑھیا کی دعوت پر گئے اس نے کھانے میں زہر ملایا تھا بعض صحابہ نے جلدی میں کھالیا

فتوفی بعض اصحاب الذین اکلوا من الشاۃ

جس سے بعض وہ صحابہ جنہوں نے بکری میں سے کھالیا تھا شہید ہو گئے۔

اب دیکھیں جس طرح اس حدیث میں علم غیب کی نفی ہے معجزہ میں اختیار کی بھی نفی ہے کہ جب تک بکری نے خود نہ کہا رسول اللہ ﷺ کو معلوم نہ ہوا۔ اگر آپکی قدرت میں ہوتا تو آپ پہلے سے معلوم کر لیتے کہ اس میں کیا ہے آپ کے اختیار میں ہوتا تو صحابہ کو شہید ہونے سے بچا لیتے۔

بہر حال میں نے قرآن وحدیث کے ۱۸ دلائل پیش کئے اس کے بعد میں متکلمین کے حوالے پیش کرنے لگا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے ایک اور بحث مختصر کروں گا۔ اس دن نے مبادیات کی مجلس میں سارا زور آپ نے اس پر لگایا مفتی سید حکیم صاحب کی باتوں میں آ کر کہ تم تو جبریہ ہو معاذ اللہ کیوں کہ قلم کی مثال پیش کی اب میں علمائے دیوبند کے حوالے پیش کر رہا ہوں اور جواب دیں کہ کیا معاذ اللہ یہ جبریہ ہیں؟

خرق عادۃ میں بندہ مجبور ہے۔ جبر کا اعتراض عادی امور میں ہوتا ہے خرق آدمی کے اختیار وکسب میں پہلے سے نہیں تو جبر کا اعتراض کہاں سے؟ اس دن اس پر اناللہ پڑھ رہے تھے مگر آج اس اعتراض کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے؟

اس دن پوری مجلس اس پر ضائع کہ خرق عادۃ میں بندے کا کسب ہے ورنہ جبر ثابت ہوگا آج اس کا نام نہیں لے رہے کیوں؟

اس دن پوری مجلس اس پر ضائع کی کہ فِعل بکسر الفا کی نسبت اللہ کی طرف کریں گے

تو کفر و شرک ہے آج اس کا نام نہیں لے رہے بلکہ خود فعل بکسر الفا کی نسبت اللہ کی طرف کررہے ہیں۔آج چھیڑیں یہ بحث پتہ چل جائے اس ویڈیو میں اور ریکارڈ کا حصہ بنے۔

متکلمین،فقہاءومحدثین کی عبارات

حوالہ نمبر ۵۸

یہ میرے ہاتھ میں فتاوی تاتارخانیہ ہے صفحہ نمبر ۲۶ ہے

والکرامة تحصل بدون اختیار

حوالہ نمبر ۵۹

یہ میرے پاس دوسرا حوالہ فتوح الغیب ہے

فحینئذ یضاف الیك التکوین وخرق العادات فیرای ذالك منك فی الظاهر وهو فعل الله وارادته

جب ولایت کے مقام پر پہنچے گا تو تکوین وخرق عادات کرامت جو بظاہر تجھ سے صادر ہوتی ہوئی نظر آئیں گے لیکن درحقیقت وہ فعل اللہ کا ہوگا۔

حوالہ نمبر ۶۰

یہ عون المرید ہے صفحہ نمبر ۹۲۰

ثم خرق العوائد مختصة بجناب الله لیس للعبد فیها کسب ولاقوة ولکن یظهرها الله

خرق عادات خواہ معجزہ ہو یا کرامت اللہ کے ساتھ خاص ہے بندے کا کسب اور اختیار اس میں نہیں اس کو ظاہر کرنے والا اللہ ہے۔

یہ الکفایہ فی الھدایۃ ہے

فالحاصل انما هو ناقض للعادة فعل الله لاصنع للعبد فیه حتی لو اراد العبد تحصله و کسبه لایتهیاله ذالك۔

ناقض عادۃ خواہ معجزہ ہو یا کرامت اللہ کا فعل ہے اسمیں بندے کا کوئی کسب نہیں ۔حتی کہ اگر آدمی اس کو حاصل بھی کرنا چاہیئے تو نہیں کرسکتا ۔

یہ میرے پاس شرح الاشاد امام مقترح کی صفحہ نمبر ۱۳۶۸ ہے

ان الکرامۃ لا تحصل للولی باختیارہ و کسبہ

ولی کو کرامت اس کے اختیار و کسب سے حاصل نہیں ہوتی ۔

یہ مت کہنا کہ آگے اختیار ذکر بھی ہے کیونکہ وہ اختیار کسب کے معنی میں نہیں چاہت کے معنی میں ہے لہذا وہ عبارت ہمارے خلاف نہیں ۔

کیونکہ خود کہہ رہے ہیں کہ والمراد من الارادۃ والاختیار ھنا الشھوۃ و التمنی اختیار سے مراد طلب و چاہت ہے نہ کہ کسب کے جب چاہے کرامت صادر کردو ۔

(وقت ختم)

شرح الارشاد کی عبارت پر

پیر صاحب کی لایعنی بحث اور وقت کا ضیاع

اب پیر صاحب نے شرح الارشاد کو منگوایا اور اسے غور سے دیکھنے لگ گئے۔

پیر صاحب

یہ دیکھونا!!!! آپ نے!!!! دیکھونا۔عبدالرحمن استاد صاحب یہ دیکھو!!! کتاب آگے آپ کا رد کیا ہے کہ اختیاری بھی ہوتے ہیں۔

(ایک دفعہ پھر کتب پر پھلانگ پر مفتی صاحب کو کتاب دینے چلے گئے اور دوبارہ مقدس کتابوں کو پھلانگ کر اپنی جگہ آگئے)

یہ اس پر رد کر رہا ہے۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

وقت روکو۔اختیار سے انہوں نے جو مراد لیا ہے وہ مجھے بتاؤ انہوں نے کیا مراد لیا ہے؟

پیر صاحب

اچھا یہ دیکھو!!!!

والدلیل علی جواز وقوع الکرامۃ مع ثبوت ۔۔۔ماسبق من المصح۔۔

(ایک تو پیر صاحب کی پڑھی ہوئی عبارتوں کو سمجھنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ساجد)

مفتی ندیم صاحب مبارک

حضرت یہ تو کرامت کے ثبوت پر گفتگو کر رہے ہیں ہم نے یہ کب پیش کیا؟ ہم نے ان سے اختیار کا معنی پیش کیا ہے۔آپ بتائیں جو ہم کہہ رہے ہیں اس کے علاوہ یہ اختیار کا کیا معنی کرتے ہیں؟ جو ہمارا رد کر رہے ہیں؟

پیر صاحب

یہ کیابول رہاہے!!!! یار!!!۔۔ یہ دیکھونا!!!۔۔ یہ نیچی والی عبارت دیکھو!!!!

اور مفتی غلام فرید صاحب کے حوالے کتاب کر کے چلے گئے ۔۔جس پر سب ہنس پڑے ۔

کتابوں کو پھلانگتے ہوئے دوبارہ اپنی جگہ پر۔

پیر صاحب دوبارہ تقریر کرتے ہوئے۔

دسویں تقریر

پیر صاحب

بعد حمد وصلوۃ

کاش کے میرے دوستوں نے ان دوٹرموں میں ایک حوالہ بھی کرامت کے اختیاری ہونے کی نفی پر دیا ہوتا تو میں مان لیتا۔ اللہ کو مانو یہ سارے حوالے معجزے کے ہیں۔ جس میں ہماری بحث نہیں۔

(پیر صاحب کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ان کا حوصلہ اور اپنے نمبر بڑھانے کیلئے اس موقع پر سید حکیم نے نعرہ لگایا کہ:

زبردست۔۔۔!!!!

مگر پیر صاحب اس قدر مایوس ہو چکے تھے کہ سید حکیم ہی کو ڈانٹ دیا کہ بس چھوڑو یہ نعرے مت لگاؤ۔ساجد)

اب میں آتا ہوں قرآن کی طرف جب میں قرآن کی طرف آتا ہوں تو میں شروع کروں گا حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف۔

(پیر صاحب تھکاوٹ کی وجہ سے زور زور سے سانس لیتے ہوئے۔ساجد)

خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام جب ملے تو ایک تو بچے کو قتل کیا ساتھ ہی سفینہ غرق کیا، ساتھ ہی انطاقیہ گئے جب وہاں گئے تو وہاں دیوار پر ہاتھ مارا اس طرح۔۔ مفتی صاحب آپ نے جتنے حوالے دئے الف سے بے تک وہ سب معجزے کی نفی پر ہیں ایک بھی دلیل میں کرامت کی نفی پر نہیں سب معجزے کی نفی پر دلائل پڑھے نہیں تو ایک دلیل مجھے دکھاؤ۔

جتنی آیات پڑھیں، جتنی احادیث پڑھیں سب کا تعلق نفی معجزات کے ساتھ ہے نفی کرامت کی ایک بھی دلیل اس میں نہیں۔ میرا چیلنج ہے کہ ان دوٹرموں میں ایک بھی کرامت کی نفی پر دلیل پڑھی ہو تو مجھے دکھائیں۔

میری دلیل دوسرا نمبر۔۔جب قرآن سے شروع ہوگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام چل

رہے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام انطاقیہ پہنچے اور لوگوں نے ان کی مہمان نوازی نہیں کی تو خضر علیہ السلام اٹھے:

وكان ابوهما صالحا

کے تحت سب نے لکھا ہے کہ بیس گز ایک طرف بیس گز دوسری طرف تو اس پر ہاتھ پھیرا جب ہاتھ پھیرا تو یہ کرامت ہے یہ میرے ہاتھ میں قرطبی ہے جلد نمبر ۱۱ ہے

وقال سعيد بن جبير مسحه بيده واقامه فاقام وهذا هو قول صحيح

غور کرو ذرا، صیغہ اقام ہے یہ متعدی ہے فعل متعدی میں فاعل اختیار کا ہوتا ہے۔

یہ تفسیر بسیط واحدی کی جلد نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۱۰۸

وقوله تعالى فاقامه روى ابنِ عباس وابىِ بن كعب عن النبى ﷺ انتهى الى جدارا مائل فمسحه بيده فاقامه وقال مجاهد مسحه بكفه

یہ میرے ہاتھ میں روح المعانی ہے ج ۱۶ صفحہ نمبر ۷

فقامه مسحه بيده فاقام

متعدی ہے اس میں اختیار کا دخل آیا ہے۔ اور ابھی میں احادیث میں معجزات کے اختیاری ہونا بھی دکھاوں گا۔ الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ ابی طالب کی:

وقال مرةً اخرى مسحه بيده فاستقام

ہاتھ سے چھوا تو دیوار کھڑی ہوگئی۔

تفسیر عبد الرزاق ج ۲، ص ۳۴۳

اى اشاره بيده فاقام وهذا تعبير عن الفعل بالقول وهو شائع

تفسیر منیر یہ آدمی مجھے پسند نہیں اس میں کچھ وہابیت ہے

يريد ان ينقُضَ فاقام وقيل مسحه بيده فاقام

ہاتھ سے مسح کیا اور قائم کر دی دیوار۔

یہ تفسیر حداد الیمنی ج ۴ ص ۱۷۲

وقال ابن جبیر مسح الجدار ورفعه بیده فاستقام
(اچانک ایک دفعہ پھر کتب پھلانگ کر مفتی صاحب کی طرف چلے گئے۔ساجد)

مفتی غلام فرید صاحب مبارک

مسح تو موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا تو یہ تو موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ ہوا؟

پیر صاحب

میں کرامت کی بات کر رہا ہوں معجزے کی نہیں۔میں اگرچہ یہ نہیں کہتا لیکن مفتی صاحب یاد رکھیں یہ بعضے معجزات ہیں اس میں دو قسم کے الفاظ ہیں میرے ہاتھ میں ابن عساکر۔۔

نہیں۔۔۔۔یہ نہیں ہے۔۔۔

آپ نے معجزے کے غیر اختیاری ہونے کا قول کیا میرا یہ عقیدہ نہیں لیکن ایسے ہی بطور استدلال ایک بات کرتا ہوں ابن عساکر جلد نمبر ۵۳۔۔جلد نمبر ۵۴ صفحہ نمبر ۱۳۳

اخبرنا ابو الحسین ابنِ ابی الحدید انبانا جدی انبانا ابو الحسن ۔۔۔سند چھوڑ دیتے ہیں۔۔کیا بولتے ہیں عن جده عن علی قال

قال رسول الله ﷺ ما شئتم متعلق باستار الكعبة وهو يقول يا واحد يا ماجد لا تزل عن نعمة الا رايته

اگر میں چاہوں کہ جبرائیل علیہ السلام معلق ہو جائیں کعبہ کے پردوں سے مگر میں دیکھ سکتا ہوں

یہ ابن عساکر کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ ماشئتم کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں اس میں ایک اور حدیث ہے۔۔

تھکا دیا تم نے مجھ کو ظالم کے بچے۔۔۔اللہ کی قسم تھکا دیا۔۔۔۔۔

(پوری محفل قہقہوں سے مہک اٹھی)

مفتی ندیم صاحب مبارک

کوئی بات نہیں پیر صاحب ثواب ملے گا۔

پیر صاحب

اچھا یہ ایک اور ما شئت جیسا کہ آپ نے استدلال کیا معجزات کے عدم اختیار پر اسی طرح میں استدلال کر رہا ہوں اختیار پر۔ رائے نہیں ہے میری۔ دس دفعہ کہہ چکا ہوں بس ایسے ہی پیش کر رہا ہوں۔۔ آپ لوگوں کو تنگ کرنے کیلئے۔ پھر میں نے موصلی میں ایک حدیث نکالی ہے حضرت عائشہ کو پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں۔۔۔ رسول اللہ ﷺ پر فقر و فاقہ آ گیا بخاری کی حدیث اگر میں چاہوں صار الجبال معی تو میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلنے لگیں گے۔ یہ فیض القدیر وہاں پڑی ہوگی ذرا دینا۔۔۔

ساتھ ہی میں تنویر ہے۔۔ تنویر کو جانتے ہو؟۔۔۔

یہ تنویر شرح علامہ امیر صنعانی اس بات کی تصریح کی ہے کہ شئت کے الفاظ آئے ہیں اگر چہ میں قائل نہیں لیکن یہ اختیار کے معنی میں ہے۔۔ ارشاد الساری بخاری کی اعلیٰ ترین شرح علامہ قسطلانی قُسطُلَانی کبھی نہیں بولنا اس کو۔ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۱۲

وفی هذا اثبات کرامات الاولیا ووقوع ذالك باختیارهم وطلبهم

یہ نووی ہے

وفیه ان الکراماتُ الاولیا قد تقع باختیارهم وطلبهم

(وقت ختم)

مفتی غلام فرید صاحب کی پیر صاحب کو تنبیہ
اور پیر صاحب کا حق ماننے سے صاف انکار

اختیارھم وطلبھم کا معنی ومطلب تو مفتی صاحب نے بیان کر دیا تو پھر کیوں اسی کو بار بار دہرا رہے ہیں ان الفاظ کا آپ کے دعوے کے ساتھ کیوں تعلق نہیں۔

پیر صاحب

مفتی صاحب اس تقریر میں آپ نے جو بولنا ہے بولیں میں اب مزید بحث نہیں کروں گا۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

نہیں۔نہیں۔۔آخری دو دو ٹرن چلا لیتے ہیں۔دس بجے تک چلتے ہیں۔

پیر صاحب

ہنستے ہوئے دو نہیں دس ٹرن بھی لے لو! جو بولو گے میں ماننے کو تیار نہیں۔میں اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہیں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

آپ اپنے موقف سے ہٹتے ہیں یا نہیں یہ میرے بس میں نہیں دل اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن میرے پاس بہت کچھ ہے میں اپنے موقف کو منقح کرنا چاہتا ہوں عوام، طلباء اور علماء کے دلوں کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں لہذا موقع دیں۔

دسویں تقریر

مفتی ندیم صاحب مبارک

بعد حمد و صلوۃ

پیر صاحب سے میں نے مطالبہ کیا تھا کہ آپ کا جو عقیدہ ہے کہ بعض اوقات کرامت اختیاری ہوں گے بعض اوقات نہیں اس پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کریں۔ پیر صاحب اس کو چھوڑ کر معجزات کی طرف ایک دفعہ دوبارہ چلے گئے اور ساتھ میں کہہ بھی رہے ہیں کہ یہ میرا مدعیٰ نہیں ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے دعوے پر ان کے پاس کچھ نہیں اسی لئے اپنی ٹرم کا وقت پورا کرنے کیلئے لایعنی اور غیر متعلقہ ابحاث میں پڑ رہے ہیں حالانکہ میں نے صریح نصوص پیش کیئے کہ معجزات قدرت میں نہیں۔

مجھے ایک دفعہ پھر کہا کہ معجزات پر دلایل دیئے میں دس دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دونوں خرق عادۃ ہیں فرق صرف اعتباری ہے اور دلائل دیئے کہ خرق عادۃ غیر اختیاری ہے تو جب معجزہ خرق عادۃ ہو کر غیر اختیاری ہوا تو کرامت بھی غیر اختیاری ہوگی ورنہ اس ترجیح بلا مرجح کا حل بتاؤ جس کا کوئی جواب پیر صاحب کے پاس نہیں۔

پھر میں نے کہا تھا کہ کرامت فرع ہے معجزہ کی معجزہ میں نبی کا اختیار نہیں مانتے کرامت میں مانتے ہو کیا یہ ولی کا درجہ نبی سے بڑھانا نہیں؟ مگر مجال ہو جو پیر صاحب اس کا جواب دیں۔

پھر موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا آیت پڑھے بغیر تفسیریں پڑھنا شروع کردی پیر صاحب نے۔ کاش کے تفاسیر اٹھانے سے پہلے ایک دفعہ قرآن بھی اٹھا لیتے قرآن تو کہتا ہے:

وما فعلته عن امری

قرآن میں خود خضر علیہ السلام کا مقولہ موجود ہے کہ یہ میں اپنی مرضی واختیار سے نہیں کر رہا یہ سب اللہ کا حکم ہے ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ بعض اوقات ولی کو الہام کر دیا جاتا ہے اللہ کی طرف سے کہ ایسا کرو تو ہم ایسا کر دیں گے اس سے اختیار ثابت نہیں ہوتا اور یہ اسی قبیل سے

ہے۔ پھر یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔اب اگر یہ معجزہ ہے اور بقول آپ کے اختیاری تھا تو ساتھ میں پیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا عقیدہ بھی نہیں یعنی پیر صاحب معاذ اللہ قرآن سے ہٹ کر عقیدہ رکھ رہے ہیں استغفر اللہ!!

پیر صاحب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مسح کیا اور صحت مل گئی۔کیا مسح کرنا معجزہ ہے؟

میں نے ساتھ والے کو مسح کیا تو کیا یہ کرامت و معجزہ بن گئ؟ مسح معجزہ نہیں وہ خرق عادت نہیں اس کے نتیجے میں جو ظہور ہوا وہ معجزہ ہے اور اس میں نبی کا کوئی اختیار نہ تھا خلط مبحث کر کے کیوں ہمارا اور اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہو؟

اور آپ جو استدلال کر رہے ہیں یہ کوئی نایاب تیر نہیں لا رہے آپ سے پہلے بریلوی یہ سارے استدلال کر چکے ہیں اور شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے ''راہ ہدایت'' میں واضح الفاظ کے ساتھ ان کا رد کیا ہے۔

پھر حدیث پیش کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تاریخ دمشق ابن عساکر سے تو چاہنا شئت یہ معجزہ نہیں ہے اس کے نتیجے میں جو ظہور میں ہوگا وہ معجزہ ہے اس میں کوئی اختیار نہیں۔

پھر دوبارہ ارشاد الساری اور نووی سے اختیار اور طلب کو پیش کیا میں ۱۲ جوابات دے چکا ہوں اب میں کیا کروں جب پیر صاحب ماننے کو تیار نہیں؟ ساتھ ہی طلب کا لفظ واضح کر رہا ہے کہ اختیار نہیں مگر چونکہ پیر صاحب لاجواب ہیں اور کچھ ان کے پاس ہے نہیں لہذا خانہ پری کیلئے ان ہی چیزوں کو بار بار پیش کر رہے ہیں۔اور سنو شیخ ادریس صاحب کیا کہتے ہیں

ذہن میں اشکال ہوسکتا ہے کہ بعض معجزات سے تو اختیار معلوم ہوتا ہے جو آیات آپ نے پیش کی ان کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''سو اس کا جواب یہ ہے کہ بادی النظر میں اگر چہ اس سے اختیار معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اللہ تعالی ہی نبی کے دل میں اس وقت معجزہ کے صادر کرنے کا القاء والہام فرماتے ہیں اور القاء والہام یہ انی اور بسیط ہوتا ہے بلکہ اس کو انی اور بسیط قرار دینا بھی صحیح تعبیر نہیں تو اس کا صدور من جانب اللہ ہوا''۔

یہ ایشیاء کے صف اول کا مفسر ومحدث ہے آپ اور ہم سے زیادہ قرآن وحدیث کو جاننے والا یہ کہتا ہے کہ پیر صاحب کو جن آیات واحادیث سے معجزات اختیاری معلوم ہورہے ہیں وہ اختیاری نہیں بعض اوقات انبیاء کو القاء کر دیا جاتا ہے کہ ایسا کرو تو ہم معجزہ جو تمہارے اختیار میں نہیں ظاہر کر دیں گے۔

یہ مفتی شفیع صاحب کی معارف القرآن دو دفعہ یہ حوالہ پیش کر چکا ہوں کاش کہ پیر صاحب ان اوقات میں مطالعہ کرنے کے بجائے ان پر غور فرماتے کہ بظاہر تو اختیار معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ القاء فرما دیتے ہیں یہ اللہ کا فعل ہوتا ہے نبی و ولی کو اس میں اختیار نہیں۔

اب میں متکلمین کی عبارات دوبارہ پیش کرنے لگا ہوں لیکن ضمن میں ایک بات کروں گا اس سے پہلے آپ مفتی سید حکیم اور ہماری اس پر بحث ہوئی تھی کہ آپ یعنی ہم اس میں جبر کے قائل ہیں کہ ولی کو مجبور محض مانتے ہو معاذ اللہ۔

میں نے اس سے پہلے قلم کا حوالہ یہ مولانا ادریس کاندہلوی کی معارف القرآن سے پیش کیا تھا۔ یہ علم کلام کے بھی ماہر تھے قلم کی مثال دے رہے ہیں تو جب قلم کی مثال دی تو کیا ممثل لہ بندہ مجبور محض نہ ہوا۔؟ لگاؤ کفر کا فتوی۔

یہ دوسرا حوالہ راہ ہدایت صفحہ نمبر ۱۳۱ کہ خوارق میں بندہ مجبور محض ہے۔اب جواب دو کیا یہ جبری ہیں معاذ اللہ؟

یہ تیسرا حوالہ تالیفات رشیدیہ حضرت مولانا گنگوہی کہ خرق عادت میں بندہ مجبور محض ہے جب مجبور محض ہے تو اب لگاو جبر کا فتوی اور یہ بھی بتاو کہ خرق عادت میں جب مجبور محض ہے تو اختیار کہاں سے آیا؟

یہ علامہ شمس الحق افغانی کی کتاب ''صحیح فیصلہ'' جو انہوں نے پنج پیریوں، بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان کیا تھا صفحہ نمبر ۱۳ پیر صاحب سنیں بہت اہم عبارت ہے:

''گویا ظہور معجزات وکرامات میں انبیاء واولیاء ید قدرت کا قلم بید الکاتب ہے اور قلم میں قدرت وقوت کتابت اس وقت منتقل ہو سکتی ہے کہ وہ قلم نہ رہے بلکہ انسان کاتب

بن جائے اسی طرح قوت غیب دانی عبد میں دام العبد منتقل نہیں ہوسکتی جب تک عبد رہے ۔ بلکہ الہ بن جائے کیونکہ خاصہ الوہیت منتقل ہوجانے کے بعد اس کیلئے الوہیت ضروری ہے جیسے قوت کتابت کیلئے کاتب کاانسان ہوناضروری ہے‘‘۔

کتنی صاف بات ہے کہ قلم میں کتابت کی قوت وطاقت نہیں یہ مجبورمحض ہے ۔اس میں کتابت کی قوت وطاقت تب آئے گی جب یہ انسان بن جائے کرامت ومعجزہ اللہ کافعل ہے نبی وولی کے اختیار میں نہیں یہ نبی وولی کے اختیار میں تب آئے گاجب معاذ اللہ اسے الہ مان لو۔اب بتاو افغانی صاحب جبری ہیں؟

اگلی بات ایک دلچسپ بات بتاؤں یہ مجبورمحض والی بات دراصل بریلوی نےنور ہدایت میں کی تھی آپ نے وہاں سے یہ تحقیق اٹھا کراپنے نام سے میرے سامنے پیش کردی امام اہلسنت مولاناسرفراز خان صفدرصاحب نے’’راہ ہدایت‘‘میں اس کا زبردست جواب دیاہے۔

امورکاسبہ میں بندے کا کسب اورخدا کاخلق ہوتاہےاورخرق عادۃ میں نہ کسب نہ خلق یہ کہتے ہیں کہ نہیں اس میں بھی کسب ہے۔

پیر صاحب خدارا!!!اس طرح نہ کریں میری تقریر میں آپ مسلسل بول رہے ہیں توجہ کرکے میری بات سنو۔

اگلی بات جبر کامسئلہ عادی افعال میں متکلمین نے چھیڑاہےغیر عادی افعال میں نہیں اورکرامت ومعجزہ غیر عادی ہےتویہاں جبر کاسوال ہی نہیں ہوتا۔

ہم نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیاکہ معجزہ وکرامت اللہ کافعل ہےتوجب یہ فعل ہی اللہ کاہواتوبندے سےاس کی نفی پر جبر کہاں سے ثابت ہوگیا؟

یہ جبر پر میں نے منہ توڑ جواب دئے تاکہ آئندہ آپ لوگوں کو جبر کااعتراض کرنے کی جرات نہ ہوتم اس قدر جری ہوچکے ہوکہ پچھلی مجلس میں تم نے شیخ سرفراز خان صفدرصاحب کی طرف بھی جبر کی نسبت کی تھی۔

مفتی غلام فرید صاحب مبارک

آخری اختتامی بات کرتے ہیں۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

اختتامی بات کیسے؟ ابھی تو متکلمین کی عبارات باقی ہیں وہ میں نے پیش کرنی ہیں ۔میں نے قرآن کے دلائل پیش کیئے احادیث پیش کی ،سینکڑوں عبارات علمائے دیوبند کی پیش کی کہ بندے کو کرامت ومعجزے اور خرق عادت پر کوئی اختیار نہیں ہوتا نہ اس کا کسب ہوتا ہے ۔بلکہ اللہ کے فعل میں بندے کا کسب ثابت کرنے کو ہمارے اکابر نے شرک کہا ہے جو ابھی میں نے پیش کرنا ہے ۔

بلکہ ابھی میں نے علامہ افغانی کا فیصلہ کن قول پیش کیا کہ معجزے وکرامت میں بندے کا اختیار ثابت کرنا یہ اللہ کی صفت بندے کو دینے کے مترادف ہے معاذ اللہ اسے گویا معبود والہ تسلیم کرنا ہے ۔

اب میں آتا ہوں دوبارہ متکلمین کی طرف

یہ شرح المواقف ہے جلد ۸ صفحہ نمبر ۲۶۳

اذا ارادالولی ایقاعھالم تقع

جب ارادہ کرے والی کرامت کے وقوع کا تو اس کے ارادے کے بنیاد پر واقعہ نہیں ہوتی ۔

یہ سنوسی کی شرح العقیدۃ الکبری

لاتقع عن اختیار وقصد بخلاف المعجزۃ

ولی کے اختیار وطلب پر کرامت واقع نہیں ہوتی ۔

حواش علی شرح الکبری

لان ارادۃ الشخص انما تتعلق بفعلہ لا بفعل غیرہ

ہر آدمی کا ارادہ اس کے فعل کے ساتھ متعلق ہوتا ہے غیر کے ساتھ نہیں

تو جب کرامت اللہ کا فعل ہے تو ولی کا اختیار اس سے کیسے متعلق ہوگا جبکہ حالت یہ ہے کہ بندے کے فعل کا اختیار دوسرے کے ساتھ متعلق نہیں ہوسکتا ۔

یہ میرے ہاتھ میں الیواقیت والجواھر صفحہ نمبر ۲۳۸

القرآن معجزۃ ھو فعل اللہ تعالی
قرآن معجزہ ہے بتاو یہ اللہ کا فعل ہے یا بندے کا؟ کیا اس میں بندے کا کسب ہوسکتا ہے؟

یہ میرے ہاتھ میں رسالۃ فی الاعتقاد

القول فی الکرامۃ

اما العقل فانہا فعل اللہ تعالی علی خلاف مجری العادۃ
عقل بھی اس پر جازم ہے کہ کرامت اللہ کا فعل ہے جو خلاف عادۃ ہوتا ہے۔

(وقت ختم)

اختتامی تقریر اور پیر صاحب کا فرار

پیر صاحب

بعد حمد و صلوۃ

آپ نے سارے حوالے معجزات پر پڑھے۔ پھر رسالہ کا جو حوالہ دیا وہ عبارات اس نے فتاوی رشیدیہ سے نقل کی ہیں۔ اور فتاوی رشیدیہ والے نے شاہ اسمعیل شہید سے نقل کیا ہے اور اس کو نہیں دیکھتے کہ شاہ اسمعیل شہید پر سائل اعتراض کرتا ہے کہ تو حضرت گنگوہی اس کے جوابات لکھتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ سلب کلی قدرت کا نہیں سلب جزئی ہے دیکھو عبارت:

''اور مجھ کو قطعا اس فعل کے کرنے کا۔۔ پس قلم جیسی حرکت ہوئی اگر قلم علم سے عاری ہے نبی کو علم وارادہ وتوجہ ہوتا ہے''۔

قلم کی مثال آپ کی درست نہیں اس لئے کہ قلم علم، توجہ سے عاری ہے اور مولانا گنگوہی فرماتے ہیں فتاوی رشیدیہ میں کہ نہیں نبی علم، قدرت، توجہ کیساتھ یہ کام کرتے ہیں۔

اس علم وتوجہ کو اختیار جزئی سے تعبیر کرتا ہوں

تو قلم میں اختیار جزئی نہیں سلب کلی ہے اور یہاں سلب جزئی ہے۔ دوسری بات میں کرتا ہوں دو سو حوالے کرامت پر میں نے دئے۔۔

ہاں بھائی دئے کہ نہیں۔۔۔ ہاں بھائی دئے کہ نہیں۔۔۔۔

تو یہ تو آسان بات ہے نہ جی۔۔۔ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ معجزات کے حوالے ہم کرامات میں قطعا نہیں مانتے۔۔ اگر آپ مانتے ہو تو اس پر دوبارہ بیٹھ کر مجلس کر لیں گے۔ اور میں متکلمین سے بعون اللہ اور بدعا اولیاء اللہ یہ ثابت کر دوں گا کہ۔۔

اب دعا کرو مجلس ختم کرو۔۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

نہیں۔۔ نہیں میری باتیں رہتی ہیں ابھی۔۔

سید حکیم

یہ مدعی ہیں ان کی آخری ٹرم ہو گی۔

مفتی ندیم صاحب مبارک

لیکن وقت ختم نہیں ہوا۔دس بجے تک طے کیا تھا پیر صاحب نے ہمارے ساتھ۔

پیر صاحب

نہیں!!۔۔بالکل بھی نہیں!!۔۔میں کوئی اور ٹرم نہیں دوں گا!!۔۔دعا کرو!!۔۔

اللھم صل علی۔۔

چلو بھائی اللہ خیرے کرے۔۔۔اٹھاؤ کتابیں اور نکلو بھائی۔۔!!!

مفتی ندیم صاحب مبارک

پیر صاحب ! آپ ناجائز کررہے ہیں میری باتیں ابھی ختم نہیں ہوئی ہیں ۔اچھا پیر صاحب پانچ منٹ بات کروں گا۔نئی بات نہیں کروں گا پرانی باتیں دہراوں گا۔

پیر صاحب نے فتاوی رشیدیہ کی بات کی کہ سوال قائم کرتے ہیں حاشاوکلاوہ تو یہاں فائدہ کا عنوان قائم کررہے ہیں ۔اس کے نیچے اپنے اکابر کی عبارات نقل کررہے ہیں اور پھر تفصیل سے کرامت کے غیر اختیاری ہونے پر گفتگو کی ہے اتنا کچھ اس میں لکھا ہے کہ ابھی پیش کرنا شروع کروں تو آپ کے عقیدے کی بیخ کنی کی ہے انہوں نے۔

پھر کہتے ہیں کہ قلم کی مثال درست نہیں کیونکہ نبی کاارادہ وتوجہ تو ہوتا ہے قلم میں وہ تو نہیں ہوتااور بھائی مثال ممثل لہ کے عین مطابق ہوناضروری نہیں ارادہ توجہ تو ہم بھی مانتے ہیں ہماری بات اوروجہ تشبیہ معجزے وکرامت کے صادر ہونے میں ہے جس طرح قلم کو حروف کے صادر ہونے میں کوئی اختیار نہیں ویسے بندے کو معجزے وکرامت کے صدور میں اختیار نہیں یہ مطلب ہے یہ نہیں کہ معاذاللہ نبی وولی قلم کی طرح کالجماد ہیں جوآپ توجہ وارادے کاالزام ہم پر قائم کررہے ہیں۔

بہرحال پیر صاحب کاادب احترام اپنی جگہ یہ مجلسیں ہوتی رہیں گی۔

اس دوران پیر صاحب مفتی صاحب کے پاس آگئے اور کہنے لگے جو مجھے

بولنا ہے بولو میں سننے آیا ہوں۔۔۔

اور بچوں کی طرح مفتی صاحب کو بانہوں میں دبوچ لیا۔۔

جس سے مفتی صاحب اور تمام حاضرین مجلس بے اختیار ہنس پڑے اور یوں اس خوشگوار ماحول کے ساتھ یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

وماعلینا الا البلغ المبین

دارالعلوم دیوبند انڈیا کا ایک فتویٰ

کیا کرامت ولی کے اختیار میں ہے؟

سوال: اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور نبی اور ولی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہوتا، لیکن ہمارے بعض اکابر کی عبارات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہوتا ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ "لمعات التنقیح" میں کرامت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "والحق جواز وقوعھا قصدا واختیارا" سوال یہ ہے کہ یہاں پر "قصد" اور "اختیار" کا کیا معنیٰ ہے؟ اہلِ بدعت حضرات اِن عبارات کو لے کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہے، جس سے عوام کے گمراہ ہونے کا خدشہ ہے۔ برائے مہربانی اس اشکال کو حل فرمائیں اور ہمارے اکابر کی کتب میں جہاں جہاں کرامت کے بارے میں "قصد" اور "اختیار" کے الفاظ آئے ہیں ان کی مراد واضح اور مفصّل انداز میں باحوالہ بیان فرمائیں، جزاکم اللہ۔

جواب نمبر: ۱۵۸/شوال، ۱۴۴۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق والعصمۃ:

حامدا ومصلّیا ومسلما! اہل السنّۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل

ہے، جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے، نبی اور ولی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے، لمعات التنقیح کی مذکورہ عبارت کا مطلب شیخ کی دیگر عبارات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولی جب خودی کو مٹا کر فنا ہو جاتا ہے اور ہر وقت باریٔ تعالیٰ کی چاہت کی تلاش میں لگا رہتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے استحضار کے ساتھ جیتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کی چاہت اس کی چاہت ہو جاتی ہے اور مشیّتِ ایزدی کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت وارادت کے ساتھ اس کی تکریم وتصدیق کے لیے اس کے ہاتھ میں خرقِ عادت امر کا بطورِ کرامت اظہار فرماتا ہے، پھر احقاقِ حق کے لیے جب وہ اس کرامت کے اظہار کا قصد وارادہ کرے اور اللہ کی مشیّت شامل حال ہو تو کرامت کا ظہور ہو جاتا ہے، خود شیخ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ واضح طور پر اس بات کی نفی کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ”معجزہ وکرامت فعل خدا است کہ ظاہر می کردو بردست بندہ بجہت تصدیق وتکریم اے نہ فعل بندہ است کہ صادر می گردو بقصد واختیار او مثل سائر افعال“ یعنی معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے، معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد واختیار سے صادر ہو، جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں:

> ”فحین إذ یضاف الیک التکوین وخرق العادات فیری ذالك منك فی ظاهر العقل والحکم وفعل اللّٰه وارادته حقّا فی العلم“
>
> یعنی جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے تو اس وقت تیری طرف تکوین اور خوارقِ عادات کی نسبت کی جائے گی اور یہ چیز عقل کے ظاہر فیصلہ کے مطابق تجھ سے دیکھی جائے گی، حالانکہ درحقیقت اور اعتقادی طور پر فی الواقع اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا

ارادہ ہوتا ہے (جو تیرے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے)۔۔۔۔

(راہِ ہدایت: ص ۵۳، مکتبہ صفدریہ کراچی)

حاصل یہ کہ اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ ولی کے کسب کو کرامت کے اظہار میں ذاتی اور مستقل تاثیر حقیقی حاصل ہے، یعنی ولی اپنے مستقل قدرت و اختیار سے جس وقت جیسی کرامت چاہے ظاہر کرسکتا ہے تو شرعاً ایسا اختیار و قدرت ولی کو حاصل نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کرامات کے اظہار پر ولی قادر رہے، چنانچہ کرامت کے اظہار وصدور میں ولی کو مختارِ کل اور قادرِ مطلق سمجھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے جس سے اجتناب لازمی ہے، لیکن اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی موقع پر ولی کے قصد ومطالبہ پر اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت وارادہ سے اس سے کرامت صادر فرمادیتے ہیں تو شرعاً کرامت کا ایسا صدور جائز جگہ واقع ہے، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرمانبردار امّتی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے کے قلیل عرصے میں حاضر کیا یا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریائے نیل کو خط لکھا تو دریا حکمِ خداوندی سے بہنے لگا، فقط۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

زین الاسلام عفی عنہ

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۴۴۳/۶/۲۷ھ

۲۰۲۲/۱/۳۱ء

الجواب صحیح

محمود حسن بلندشہری غفرلہٗ

وقار علی

۱۴۴۳/۶/۲۹ھ

باسمہٖ تعالیٰ

دارالعلوم دیوبند کا مندرجہ بالافتویٰ ہم اوّل تا آخر مکمل صحیح سمجھتے ہیں اور یہ اہل السنۃ والجماعۃ (علمائے دیوبند) کا عقیدہ ہے، ہم سب اس کے ساتھ من وعن متّفق ہیں، فقط۔

مفتی محمّد ندیم محمودی صاحب

نوجوانان احناف

طلباء دیوبند پاکستان

پیر مفتی گوہر علی شاہ

مرکزی دارالافتاء تنگی چارسدّہ، پاکستان

گواہ نمبر ا

مفتی غلام فرید حقّانی

گواہ نمبر ۲:

مفتی عبیداللہ باجوڑی

نوٹ: فتوے کا اسکین اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں!

☆☆☆☆

File: 04 UID Printing Web-Email Urdu Jumadil Ula -04-1443 | Type: UID
SN: 262 | Date: 23-December-2021 | SQ

608719 :فتویٰ ID

hmmhms900@gmail.com

مرسل: محمد حذیفہ، کراچی

تاریخ آمد: 20/12/2021 — تاریخ روانگی: 18/05/1443 — انشاء و ویب سائٹ نمبر: — دستخط:

کاروائی: دارالافتاء ارسال ہے! — دستخط: — تاریخ: — کاروائی دارالافتاء: اندراج: 3622 — تاریخ نقل و دستخط:

دفتر اہتمام: انٹرنیٹ/جواب دیا جائے! — دستخط: — تاریخ: — ترسیل جواب: ای میل/اپلوڈنگ | PDF

سوال نمبر: ۷۰۰ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنوان: کیا کرامت ولی کے اختیار میں ہے؟

سوال: اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور نبی اور ولی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہوتا لیکن ہمارے بعض اکابر کی عبارات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہوتا ہے، چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی "لمعات التنقیح" میں کرامت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "والحق جوازہ وقوعها قصدا واختیارا" سوال یہ ہے کہ یہاں پر "قصد" اور "اختیار" کا کیا معنی ہے؟؟، اہل بدعت حضرات ان عبارات کو لے عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کرامت کا صدور ولی کے اختیار میں ہے، جس سے عوام کے گمراہ ہونے کا خدشہ ہے، برائے مہربانی اس اشکال کو حل فرمائیں اور ہمارے اکابر کی کتب میں جہاں جہاں کرامت کے بارے میں "قصد" اور "اختیار" کے الفاظ آئے ہیں ان کی مراد واضح اور مفصل انداز میں باحوالہ بیان فرمائیں۔ جزاکم اللہ

جواب نمبر: ۱۵۸ — عنوان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق والعصمۃ

حامدا ومصلیا ومسلما! اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے نبی اور ولی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے، لمعات التنقیح کی مذکورہ عبارت کا مطلب شیخ کی دیگر عبارات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولی جب خودی کو مٹا کر فنا ہو جاتا ہے، اور ہر وقت باری تعالیٰ کی چاہت کی تلاش میں لگا رہتا ہے، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے استحضار کے ساتھ جیتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کی چاہت اس کی چاہت ہو جاتی ہے، اور مشیت ایزدی کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت و ارادت کے ساتھ اس کی تکریم و تصدیق کے لیے اس کے ہاتھ میں خرق عادت امر کا بطور کرامت اظہار فرماتا ہے، پھر احقاق حق کے لیے جب وہ اس کرامت کے اظہار کا قصد و ارادہ کرے اور اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو کرامت کا ظہور ہو جاتا ہے۔ خود شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ واضح طور پر اس بات کی نفی کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "معجزہ و کرامت فعل خدا است کہ ظاہر می گردد بر دست بندہ بجہت تصدیق و تکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر میگردد بقصد و اختیار او مثل سائر افعال" یعنی معجزہ اور کرامت اللہ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے، معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں:

فحینئذ یضاف إلیک التکوین وخرق العادات فیری ذلک منک فی ظاهر العقل والحکم وفعل اللہ وارادته حقا فی العلم

یعنی جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے تو اس وقت تیری طرف تکوین اور خوارق عادات کی نسبت کی جائے گی اور یہ چیز عقل کے ظاہر فیصلہ کے مطابق تجھ سے دیکھی جائے گی حالانکہ درحقیقت اور اعتقادی طور پر فی الواقع اللہ تعالیٰ کا فعل اور اسکا ارادہ ہوتا ہے (جو تیرے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے) (راہ ہدایت/ ۵۳، مکتبہ صفدریہ کراچی)

حاصل یہ کہ اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ ولی کے کسب کو کرامت کے اظہار میں ذاتی اور مستقل تاثیر حقیقی حاصل ہے یعنی ولی اپنے مستقل قدرت واختیار سے جس وقت جیسی کرامت چاہے ظاہر کر سکتا ہے، تو شرعاً ایسا اختیار وقدرت ولی کو حاصل نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کرامات کے اظہار پر ولی قادر ہے، چنانچہ کرامت کے اظہار وصدور میں ولی کو مختار کل اور قادر مطلق سمجھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے جس سے اجتناب لازمی ہے؛ لیکن اگر کرامت کے اختیاری ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی موقع پر ولی کے قصد ومطالبہ پر اللہ تعالی اپنی مشیت وارادہ سے اس سے کرامت صادر فرمادیتے ہیں تو شرعاً کرامت کا ایسا صدور جائز بلکہ واقع ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرمانبردار امتی نے اللہ تعالی سے دعا کرکے تخت بلقیس کو پلک جھپکنے کے قلیل عرصے میں حاضر کیا، یا جیسے حضرت عمرؓ نے جب اللہ تعالی کا واسطہ دے کر دریائے نیل کو خط لکھا تو دریا حکم خداوندی سے بہنے لگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۴۴۳/۶/۲۷ھ
۲۰۲۲/۱/۳۱ء

الجواب صحیح
محمود حسن بلند شہری
۲۹/۶/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح
وقار علی
۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۴۳ھ

باسمہ تعالیٰ

تاریخ: 10-9-2022

دارالعلوم دیوبند کا مندرجہ بالا فتوی ہم اول تا آخر مکمل صحیح سمجھتے ہیں اور یہ اہل السنت والجماعت (علماء دیوبند) کا عقیدہ ہے۔ ہم سب اس کے ساتھ من وعن متفق ہیں:

دستخط

دستخط

مفتی محمد ابراہیم محمودی صاحب
نوجوانان احناف
طلباء دیوبند پاکستان

پیر مفتی گوہر علی صاحب
مفتی گوہر علی شاہ

پیر مفتی گوہر علی شاہ
مرکزی دارالافتاء تنگی چارسدہ پاکستان
0301-8803704

الجواب حامداًومصلیاً

اولیاء اللہ سے مافوق الاسباب کسی عمل کا ظاہر ہونا (کرامات کا صدور) برحق ہے، لیکن اس طرح کے عمل کے صدور میں ان اولیاء اللہ کے ذاتی اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا، لہٰذا اسباب اختیار کرنے سے کرامات کا صدور نہیں ہو سکتا، بلکہ کرامات کا صدور اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت پر ہوتا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے :

سوال : کرامت اس کے اختیار میں ہے یا نہیں؟

جواب : اختیار میں نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کی عزت بڑھانے کو ان کے ہاتھ سے ظاہر کر دیتا ہے ۔ (فتاویٰ رشیدیہ:۱۸۱،ط:ادارہ اسلامیات لاہور)

(شامی تحت مطلب فی ثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات ج ۳ ص ۵۵۱)

و کرامات الاولیاء حق فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة (شرح العقائد للنسفی)

(معارف القرآن ج ۱ ص ۱۰۲)

۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ بعض دفعہ کسی حکمت کے تحت ان اولیاء اللہ سے مافوق الاسباب کے طور پر دنیوی امور سے متعلق کوئی بھی کام لے لیتا ہے، یعنی ان سے کرامات کا اظہار فرماتا ہے جیسا کہ حوالہ کے ساتھ اوپر بتایا گیا ہے، اور عادۃ اللہ یہی جاری ہے کہ ان کرامات کا صدور بغیر واسطہ اولیاء اللہ کے نہیں ہوتا اس لئے عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ سب کچھ مافوق الاسباب امور اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سے ہی ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ اولیاء کی عظمت اور ضرورت کا اعتراف بھی ضروری ہے۔

الفقه الأکبر:(۵۱/۱ مکتبة الفرقان)

والآیات ثابتة للأنبیاء والکرامات للأولیاء حق.

إجابة الغوث:(مجموعة رسائل بن عابدین: ۲۷۲/۲)

الکرامة هي ظهور أمر خارق للعادة علي يد عبد ظاهر الصلاح ملتزم لمتابعة نبي من الأنبياء مقترنا بصحيح الاعتقاد والعمل الصالح غير مقارن لدعوي النبوة و بهذا يمتاز عن المعجزة و بمقارنة صحيح الاعتقاد والعمل الصالح عن الاستدراج و عن مؤكدات تكذيب الكذابين.

شرح المقاصد في علم الكلام:(۲۰۳/۲ دار المعارف النعمانية)

وکرامته ظهور أمر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة.

جاری ہے۔۔۔

۲

لوامع الأنوار البهية:(۳۹۴/۲ مؤسسة الخافقين ومكتبتها)

وقد قال علماؤنا:إن كرامة الولي وظهور الخارق على يده من(حيث) من آحاد الأمة معجزة للرسول الذي ظهرت هذه الكرامة لواحد من أمته. ــــــــــــــــــــــــوالله سبحانه و تعالیٰ اعلم

بندہ سید محمد الرحمٰن غفرلہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۳ / ذوالقعدہ/۱۴۴۳ھ

13 / جون/ 2022ء

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۳ / ذوالقعدہ/۱۴۴۳ھ

13 / جون/ 2022ء

الجواب صحیح

۱۴ / ۱۱ / ۱۴۴۳ھ